ترجمہ: (یمن کی) ملکہ (بلقیس) بولی "اے اہلِ دربار! میری طرف ایک بہت اہم خط بھیجا گیا ہے۔ وہ سلیمان (علیہ السلام) کی جانب سے ہے اور اللہ کے نام سے شروع کیا گیا ہے جو رحمٰن و رحیم ہے۔ اس کا مضمون یہ ہے کہ "میرے مقابلے میں غرور اور تکبر نہ کرو اور فرمانبردار ہو کر میرے پاس حاضر ہو جاؤ۔" (القرآن، سورۃ النمل، آیات 29 تا 31)

رین بسیرا تک الطاف سویرا

ابو الوفا حضرت صدیق احمد سیدوی رحمۃ اللہ علیہ کے نادر خطوط اور مضامین کا خوبصورت مجموعہ

ترتیب و تحقیق: لیفٹیننٹ کرنل (ر)

پیر الطاف محمود ہاشمی

زاویہ پبلشرز
زاویہ پبلشرز
دربار مارکیٹ۔ لاہور

Marfat.com

ترجمہ: (یمن کی) ملکہ (بلقیس) بولی "اے اہلِ دربار! میری طرف ایک بہت اہم خط بھیجا گیا ہے۔ وہ سلیمان (علیہ السلام) کی جانب سے ہے اور اللہ کے نام سے شروع کیا گیا ہے جو رحمٰن و رحیم ہے۔ اس کا مضمون یہ ہے کہ میرے مقابلے میں غرور اور تکبر نہ کرو اور فرمانبردار ہو کر میرے پاس حاضر ہو جاؤ۔" (القرآن۔ سورۃ النمل آیات 29 تا 31)

رین بسیرا تا الطاف سویرا

ابوالوفا حضرت صدیق احمد سیدوی رحمۃ اللہ علیہ کے نادر خطوط اور مضامین کا خوبصورت مجموعہ

ترتیب و تحقیق: لیفٹیننٹ کرنل (ر)

پیر الطاف محمود ہاشمی

زاویہ پبلشرز

C-8 دربار مارکیٹ۔ لاہور

Ph: 042-37248657- 37112954
Mob: 0300-9467047- 0321-9467047- 03004505466
Email:zaviapublishers@gmail.com

Marfat.com

جملہ حقوق محفوظ ہیں

2012ء

بار اول.......................1100

ہدیہ.....................280

زیرِ اہتمام..............نجابت علیؒ تارڑ

لیگل ایڈوائزرز

محمد کامران حسن بھٹہ ایڈووکیٹ ہائی کورٹ (لاہور) 0300-8800339

رائے صلاح الدین کھرل ایڈووکیٹ ہائی کورٹ (لاہور) 0300-7842176

ملنے کے پتے

ڈسٹری بیوٹر

زاویہ پبلشرز کی تمام کتابیں
ہول سیل اور ریٹیل ریٹس
پر دستیاب ہیں۔

سلام ریڈرز کلب کے ممبر بنیے اور
30% سے 50% فیصد تک رعایت حاصل کیجیے۔

salam
BOOKSHOP
قرآن مجید اور اسلامی کتابوں کا مرکز

سلام بک شاپ
دوکان نمبر G-5، ماکانی مینشن، بالمقابل دلپسند مٹھائی،
اردو بازار، مین ایم اے جناح روڈ، کراچی۔
فون: 021-32212167
0345-8272526

www.salambookshop.com

راولپنڈی کے سول ڈسٹری بیوٹر
اسلامک بک کارپوریشن
فضل داد پلازہ، اقبال روڈ، کمیٹی چوک راولپنڈی
051-5536111

مکتبہ بابا فرید چوک چٹی قبر پاکپتن شریف 0301-7241723

مکتبہ اسلامیہ فیصل آباد 041-2631204

مکتبہ العطاریہ لنک روڈ صادق آباد 0333-7413467

مکتبہ سخی سلطان حیدر آباد 0321-3025510

مکتبہ قادریہ سرکلر روڈ گوجرانوالہ 055-4237699

مکتبہ المجاھد بھیرہ شریف 048-6691763

مکتبہ فیضان سنت بوہڑ گیٹ ملتان 0306-7305026

مکتبہ غوثیہ عطاریہ اوکاڑہ 0321-7083119

Marfat.com

انتساب

قبلہ عالم حضرت خواجہ نور محمد چشتی مہارویؒ

کے نام

جنہوں نے اپنے ہاں بارہ روزہ اعتکاف کے دوران

1 محرم الحرام 1431ھ /18 دسمبر 2009ء / شب جمعہ و ہفتہ کو

بندۂ ناچیز کا ہاتھ

حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبندؒ

کے ہاتھ میں تھما کر یہ عرفان عطا فرمایا کہ

چشتی، قادری، سہروردی، نقشبندی، شاذلی وغیرہ

زمین پر صرف پہچان کے لیے نام ہیں۔

زیرِ زمین تمام عارف ''محمدی'' ہیں۔

صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم

خاکِ پائے انبیاء و اولیاء

لیفٹیننٹ کرنل پیر الطاف محمود ہاشمی (ر)

فہرست مضامین و مکتوبات

فہرست مضامین

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
1	بارگاہ طریقت میں حاضری اور اس کے گہرے اثرات	25
2	یادِ یارِ مہربان آید ہمی	45
3	میرے تاثرات	57
4	آہ! شیخ طریقت کا وصال	66
5	محبوبِ الٰہی حضرت محمد عمر بیربلویؒ	75
6	ذکرِ محبوب	86
7	طریقت دوسری اور تیسری صدی کے اکابر صوفیا کی نظر میں	98
8	اصطلاحاتِ تصوف (تلخیص)	103

فہرست مکتوبات

مکتوب نمبر	مکتوب بنام	مضمون مکتوب	صفحہ
1	سید رشید احمد شاہ	فقر و تصوف	117
2	سید رشید احمد شاہ	وظائف کے الفاظ میں تبدیلی	121
3	سید رشید احمد شاہ	عقیقہ پر خرچ اور غریب بچیوں کی شادی	124
4	سید رشید احمد شاہ	تعزیت؛ عمل اور نتیجۂ عمل	126

Marfat.com

مکتوب نمبر	مکتوب بنام	مضمون مکتوب	صفحہ
5	سید رشید احمد شاہ	راہِ طریقت کے لیے رہنمائی	131
6	سید رشید احمد شاہ	تعزیت	133
7	سید رشید احمد شاہ	تدبیر، تقدیر اور سالک	134
8	سید رشید احمد شاہ	تعزیت	135
9	سید رشید احمد شاہ	خیالات کا اثر زندگی پر	137
10	سید رشید احمد شاہ	کنگھی، نشانی	139
11	سید رشید احمد شاہ	والدہ ماجدہ کی وفات کی اطلاع	140
12	جمیلہ اختر	سالک کے لیے ابتدائی ہدایات	141
13	میر شفاعت علی بخاری	عمل اور نتیجہ عمل	143
14	میر شفاعت علی بخاری	راہِ سلوک کی چند باتیں	148
15	میر شفاعت علی بخاری	متفرق	153
16	میر شفاعت علی بخاری	ہوس اور فقر	156
17	میر شفاعت علی بخاری	متفرق	158
18	میر شفاعت علی بخاری	رشید احمد صدیقی اور ان کے والد ماجد پر تبصرہ	161
19	میر شفاعت علی بخاری	مصنف کی اپنی کیفیت کا ذکر	164
20	میر شفاعت علی بخاری	تصوف کے لیے رہنمائی	167
21	میر شفاعت علی بخاری	طریقت	171
22	میر شفاعت علی بخاری	متفرق	174
23	میر شفاعت علی بخاری	بہاولپور اراضی؛ زندگی اور محنت	176
24	میر شفاعت علی بخاری	انبالہ شریف (انڈیا) جانے کی تیاری	180

Marfat.com

مکتوب نمبر	مکتوب بنام	مضمون مکتوب	صفحہ
25	میر شفاعت علی بخاری	میو ہسپتال لاہور سے	182
26	میر شفاعت علی بخاری	توکلی مسجد تعمیر؛ صاحبزادہ محمد احمد کی منگنی	183
27	میر شفاعت علی بخاری	وزرا تک کتب پہنچانا؛ زکوٰۃ سے کتب خریدنا	187
28	سید عبدالمالک	بچوں کی خیریت نہ ملنے پر	189
29	میر شفاعت علی بخاری	مشورہ	190
30	میر شفاعت علی بخاری	بیماری کے بعد سرگودہا میں قیام	191
31	میر شفاعت علی بخاری	کراچی کا پروگرام	193
32	میر شفاعت علی بخاری	سقوطِ ڈھاکہ پر تبصرہ	195
33 تا 35	میر شفاعت علی بخاری	متفرق	197
36	میر شفاعت علی بخاری	ہوس کی سزا	198
37	خواجہ محمد اکرم	اندرونی بیماریاں اور ان کا علاج	201
38	خواجہ محمد اکرم	متفرق	203
39	خواجہ محمد اکرم	جذبہ اور جذبہ کی طاقت	204
40	خواجہ محمد اکرم	سوات میں خصائص کبریٰ کے ترجمہ کے دوران تاثرات	207
41	خواجہ محمد اکرم	1968ء میں صحتیابی کے بعد جمعہ	210
42	خواجہ محمد اکرم	مشورہ کا انداز	211
43	خواجہ محمد اکرم	حادثات اور سالک	213
44	خواجہ محمد اکرم	عقیدت	214
45	خواجہ محمد اکرم	تعمیرِ مسجد کمیٹی کی تشکیل	216

Marfat.com

مکتوب نمبر	مکتوب بنام	مضمون مکتوب	صفحہ
46	خواجہ محمد اکرم	طریقت کی خدمت اسلام کی خدمت	217
47	خواجہ محمد اکرم	محبت وصحبتِ کاملین	219
48	خواجہ محمد اکرم	دکھ درد سلوک کی منازل ہیں	222
49	خواجہ محمد اکرم	تعزیت	223
50	خواجہ محمد اکرم	حضرت محمد عمر بیر بلویؒ کے وصال پر تعزیت	225
51	خواجہ محمد اکرم	ایثار اور ذکرِ محبوب کی اشاعت	226
52	خواجہ محمد اکرم	متفرق	228
53	خواجہ محمد اکرم	عہدے دار کے لیے ہدایات	229
54	خواجہ محمد اکرم	میرا وقت احباب کے لیے ہے	230
55	عبدالخالق توکلی	رشید مرحوم کی وفات پر تعزیت	231
56	عبدالخالق توکلی	توکلی صاحب کی بیٹی کی وفات پر تعزیت	234
57	عبدالخالق توکلی	تعمیرِ مسجد کمیٹی کی اطلاع	236
58	عبدالخالق توکلی	میں حاضر ناضر نہیں ہوں۔شہوت کا علاج	237
59	عبدالخالق توکلی	صاجنرادہ محمد احمد صاحب کی منگنی	240
60	عبدالخالق توکلی	محبت،ایثار،قربانی	242
61	عبدالخالق توکلی	متفرق	245
62	عبدالخالق توکلی	محرومیاں،سرمایہ دارانہ نظام	246
63	عبدالخالق توکلی	پریشانیاں	248
64	عبدالخالق توکلی	کتابوں کی اشاعت	249
65	عبدالخالق توکلی	شبینہ کی اطلاع	251

Marfat.com

مکتوب نمبر	مکتوب بنام	مضمون مکتوب	صفحہ
66	عبدالخالق توکلی	مختصر تسلی	251
67	عبدالخالق توکلی	دعا، ہمت اور تکلف	252
68	عبدالخالق توکلی	دو وظائف	253
69	عبدالخالق توکلی	تعریف سے گریز کی ہدایت	254
70	عبدالخالق توکلی	ختم خواجگان اور ذکرِ خیر کی ترغیب	256
71	عبدالخالق توکلی	مسجد کی تعمیر میں دلچسپی کی ترغیب	257
72	عبدالخالق توکلی	متفرق	259
73	عبدالخالق توکلی	حکمت اور ہماری سمجھ	260
74	عبدالخالق توکلی	عبادات، معنی اور صورت؟	261
75و76	عبدالخالق توکلی	متفرق	263
77	عبدالخالق توکلی	میرا حال	265
78	عبدالخالق توکلی	تعمیرِ مسجد	266
79و80	عبدالخالق توکلی	متفرق	267
81	عبدالخالق توکلی	گھریلو حالات	268
82	عبدالخالق توکلی	متفرق	269
83	صاحبزادہ سید محمد اسلام	علم و فنون اور تزکیۂ نفس	270
84	میر سید شفاعت علی	صحبت کے اثرات و ثمرات	274
85	سید رشید احمد زیدی	جلالی نصیحت	277
86	سید رشید احمد زیدی	تعلق کی بنیاد اعتماد	278
87	سید رشید احمد زیدی	تعلق کی بحالی	279

مکتوب نمبر	مکتوب بنام	مضمون مکتوب	صفحہ
88	سید رشید احمد زیدی	عبادت، اطاعتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، خدمتِ خلق	280
89	مرزا محمد شریف	صاحبزادہ ضیاء الرحمٰن کی وفات کی اطلاع	281
90	مرزا محمد شریف	خواتین کے مزدوری کرنے کے متعلق	
		بیس تراویح پر دلائل	282
91	مرزا محمد شریف	مختصر نصیحتیں	285
92		والدہ ماجدہ کے انتقال پر صبر کی درخواست	286
93	عبدالخالق توکلی	متفرق	287
94		بیٹے کی ولادت پر مبارک باد	288
95	مرزا محمد شریف	چند نصائح۔ دکھ اور زندگی	289
96	عبدالرزاق صاحب	عرس پر حاضر نہ ہونے پر ناراضی کا اظہار	292
97	عبدالرزاق صاحب	تعمیرِ مسجد اجلاس میں شریک نہ ہونے پر ناراضی کا اظہار	294
98		چرمہائے قربانی کی تبدیلیٔ ملکیت اور استعمال	295
99	پیر محمد احمد و الطاف محمود	چند نصائح	297
100	پیر محمد احمد و الطاف محمود	تعلیمی اخراجات کے متعلق	298
101	پیر محمد احمد و الطاف محمود	تعلیمی اخراجات پر گرفت	299
102	پیر محمد احمد و الطاف محمود	سید محمود اختر کے وصال کی خبر	299
103	طالب حیدری و حافظ رحمت اللہ دریاخان	تعمیرِ مسجد میں احباب کے متعلق دلچسپی کے متعلق استفسار	301

Marfat.com

ابوالوفا حضرت صدیق احمد سیدوی ؒ کا تعارف

حضرت توکل شاہ انبالوی ؒ (متوفی 4 اگست 1897ء/4 ربیع الاول 1315ھ) نے اپنے خلیفۂ مطلق خواجہ محبوب عالم ؒ (1266ھ/1850ء تا 1335ھ/1917ء/) کو ایک نیک سیرت بیٹے کی بشارت دی جس کا نام خود انہوں نے "صدیق احمد" موزوں کیا اور فرمایا کہ وہ ہمارا مرید ہو گا۔ 1915ء/1333ھ میں خواجہ محبوب عالم ؒ کی آخری شادی قصبہ شاہ آباد (ضلع کرنال، ہندوستان) کے سید علی حسین شاہ ؒ کی نیک سیرت صاحبزادی سیدہ بشیر النساء بیگم ؒ (1898ء تا 1965ء) سے طے پائی جن کے بطن اطہر سے حضرت "صدیق احمد" نے مارچ 1916ء/ربیع الثانی 1334ھ میں ضلع منڈی بہاؤالدین کے گاؤں سیدا شریف میں جنم لیا۔ یوں حضرت توکل شاہ انبالوی ؒ کی بشارت آپ ؒ کے وصال سے اُنیس (19) برس بعد پوری ہوئی۔ آپ ؒ کی عمر ایک سال چار ماہ ہوئی تو والد گرامی خواجہ محبوب عالم ؒ 12 جولائی 1917ئ/21 رمضان 1335ھ کو جہانِ فانی سے رخصت ہو گئے۔

تعلیم وتربیت:

آپ ؒ کی والدہ محترمہ سیدہ بشیر النساء بیگم رحمۃ اللہ علیہا (متوفیہ 13 ستمبر 1965ء/17 جمادی الثانی 1385ھ) نے آپ ؒ کی ظاہری و باطنی پرورش وتربیت فرمانے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ اس ولیہ کاملہ نے بیٹے کو مجبوری کے علاوہ کبھی بے وضو دودھ نہ پلایا۔ جب آپ ؒ کی عمر چار سال چار ماہ ہوئی تو انہوں نے مئی 1920ء/

Marfat.com

رمضان 1338ھ میں مسلم سکول شاہ آباد میں داخل کرا دیا جہاں ماسٹر جمال دین سے سو تک گنتی اور خوشخطی سیکھی۔ ان ماسٹر صاحب کی سخت گیری سے دلبرداشتہ ہو کر سکول کو خیر باد کہہ دیا۔ اسی سال اہلِ سلسلہ نے سیدا شریف میں پرائمری سکول قائم کیا تو آپؒ یہاں داخل ہو گئے۔ منشی سلیمان خاں مدرس مقرر ہوئے جن سے آپؒ نے چھ ماہ میں قرآن مجید مکمل کر کے 1924ء/1342ھ میں پرائمری تک تعلیم بھی مکمل کی۔

خواجہ محبوب عالمؒ کے خلیفہ سید اصغر علی رادوریؒ (متوفی 8 مئی 1930ء/9 ذوالحجہ 1348ھ) نے اپنے مرید مولوی عبدالرزاق خان کو سیدا شریف بلایا جن سے آپؒ نے پندنامہ، مثنوی بوُعلی قلندرؒ، نامِ حق وغیرہ پڑھیں۔ ان کا یہاں نباہ نہ ہو سکا لہٰذا آپؒ کی والدہ ماجدہ رحمۃ اللہ علیہا دونوں بھائیوں (آپؒ اور آپؒ کے چھوٹے بھائی مشیر عالمؒ [متوفی 25 دسمبر 1979ء/6 صفر 1400ھ]) کو شاہ آباد میں حافظ حکیم احمد اسلامؒ کے پاس لے گئیں جن کی شاگردی میں آپؒ نے کچھ عرصہ گذارا۔ یہاں مدرسہ کا ماحول نہ ہونے کی بنا پر قابلیت پیدا نہ ہو سکی چنانچہ آپؒ 1927ء/1345ھ میں سہانپور کے مدرسہ ''مظاہر علوم'' میں داخل ہو گئے۔ یہاں دو سال میں کافیہ، قدوری، نفحۃ الیمن، مرقاۃ، شرح جامی، شافیہ اور الفیہ ابن مالک، کنز الدقائق، مقاماتِ حریری، تہذیب اور شرح تہذیب پڑھیں۔

دارالعلوم دیوبند کے مہتمم مولانا حسین احمد مدنی مظاہر علوم کے سالانہ اجلاس میں آتے جن کی علمی شخصیت سے متاثر ہو کر جولائی 1928ء/محرم 1347ھ میں دارالعلوم دیوبند میں داخل ہو گئے۔ غالباً 1934ء/1352ھ میں نامعلوم وجوہ کی بنا پر دارالعلوم دیوبند چھوڑ کر لاہور میں انجمن نعمانیہ کے صدر مدرس مفتی جمال الدینؒ کے ہاں آ گئے جن سے فقہ اور نحو جبکہ مولانا خلیل احمد سے ''ملاحسن'' پڑھا۔ ضروری علوم کے حصول کے بعد دوبارہ دارالعلوم دیوبند میں چلے گئے اور تعلیم کی تکمیل کی۔

Marfat.com

دارالعلوم دیوبند میں مولانا اختر حسین، مولانا اعزاز علی، مفتی ریاض الدین، مولانا عبدالسمیع، مولانا مبارک علی نائب مہتمم، قاری محمد طیب (مولانا محمد قاسم نانوتوی کے پوتے اور) مہتمم، مولانا حسین احمد مدنی آپؒ کے اساتذہ میں شامل تھے۔ قرأت قاری عبدالوحید اور قاری عتیق الرحمٰن سے سیکھی۔ (قرأت میں آپؒ کی صحتِ لفظی اور ادائی مکمل اور انتہائی دلکش تھی۔ دورانِ تقریر جب لے کے ساتھ قرآنِ پاک کی تلاوت فرماتے تو لوگ مسحور ہو جاتے۔) سالانہ امتحان اتنے اچھے نمبروں سے پاس کیا کہ ماہوار وظیفہ جاری ہو گیا۔ دورۂ حدیث اور آخری سال کے امتحان میں امتیازی حیثیت سے کامیاب ہوئے جبکہ بخاری شریف میں پورے نمبر حاصل کیے۔ 1937ء/1356ھ میں 21 برس کی عمر میں دارالعلوم دیوبند سے فارغ التحصیل ہوئے۔

دارالعلوم دیوبند میں میاں شیر محمد شرقپوریؒ (متوفی 3 ربیع الاول 1347ھ / 28 اگست 1928ء/ بروز پیر) کے پیر خانہ مکان شریف کے سجادہ نشین صاحبزادہ سید محفوظ حسینؒ، ملتان کے مشہور صوفی بزرگ سید ولی محمد نقشبندی المعروف چادر والی سرکارؒ اور کراچی کے مشہور عالم دین مولانا احتشام الحق تھانوی آپؒ کے کلاس فیلو تھے۔ ٹھیکریاں شریف ضلع گجرات کے صاحبزادہ محمد فاضل صاحبؒ بھی دیوبند میں آپؒ کے قیامِ دیوبند کے دوران زیرِ تعلیم تھے اور 1940ء میں فارغ التحصیل ہوئے۔

شادی:

تعلیم مکمل ہونے پر آپؒ کی شادی سید حبیب اللہ شاہ گجراتیؒ (متوفی 5 اکتوبر 1961ء/ 24 ربیع الثانی 1381ھ) کے توسل سے ضلع سرگودھا کے گاؤں 95 چک جنوبی کے عالم دین اور ولی کامل حضرت مولانا مولوی محمد دین ہاشمیؒ (متوفی 7 دسمبر 1945ء/ 2 محرم 1365ھ) کی نیک طینت، پارسا اور ولیہ کاملہ صاحبزادی زبیدہ خانم

Marfat.com

رحمۃ اللہ علیہا (ولادت 1920ء؛ وفات 1 جولائی 1995ء /3 صفر 1416ھ) سے 5 دسمبر 1938ء /13 شوال 1357ھ / سوموار کو ہوئی۔

حصولِ طریقت:

جب ابوالوفا صدیق احمدؒ کی عمر سات سال ہوئی تو خواجہ محبوب عالمؒ کی وصیت کے مطابق آپؒ کو 1923ء /1341ھ میں انبالہ شریف میں حضرت توکل شاہ انبالویؒ کی قبرِ انور کا غلاف پکڑا کر بیعت کرا دیا گیا۔

دیوبند سے فراغت (1937ء /1356ھ) کے بعد ایک خواب میں خواجہ توکل شاہ انبالویؒ نے آپؒ کو اناس کا شربت پلایا۔ بیداری پر نہ صرف شربت کا ذائقہ زبان پر تھا بلکہ روحانیت دل میں گھر کر چکی تھی۔ مزید رہنمائی کے لیے آپؒ نے ''مکتوباتِ مجدد الف ثانی'' کا مطالعہ شروع کیا جس سے آپؒ اس نتیجہ پر پہنچے کہ منصب سجادگی کے لیے علمِ شریعت کے متوازی طریقت کا حصول ناگزیر ہے جو کامل مربی کے بغیر ناممکن ہے، لہٰذا مربی طریقت کی تلاش میں لگ گئے۔ ان کے نزدیک مربیِ طریقت کا معیار یہ تھا کہ اُس کی توجہ اور صحبت تغیر نفسی کا سبب بنے۔ اس تلاش میں سات سال سرگردان رہے۔

میاں شیر محمد شرقپوریؒ (متوفی 3 ربیع الاول 1347ھ /28 اگست 1928ء / بروز پیر) کے خلیفہ سید نور الحسن شاہؒ (متوفی 3 ربیع الاول 1373ھ / 21 نومبر 1952ء، بروز جمعۃ المبارک) کیلیانوالہ شریف کے متوسلین پر رشد و ہدایت کے اثرات سے متاثر ہو کر شاہ صاحب کی زیارت کے لیے ایک جمعہ کو کیلیانوالہ شریف حاضر ہوئے۔ آپؒ کی ہیئتِ نوعی شاہ صاحبؒ کے مشرب کے خلاف تھی، اس لیے شاہ صاحب نہایت جلال سے پیش آئے جس کی بنا پر آپؒ متنفر ہو کر گھر لوٹ آئے۔ شاہ صاحبؒ کو

Marfat.com

بھی اس کا احساس ہوا تو اپنے عزیز اور محرم راز پیر بھائی جناب سید محمد کرم شاہ سید محمد کرم شاہؒ موضع بھون (تحصیل و ضلع حافظ آباد) سے دعا کرنے کا کہتے کہ صاحبزادہ صاحب ایک دفعہ آ جائیں۔ شاہ صاحبؒ نے ایک دن سید محمد کرم شاہ صاحبؒ سے فرمایا کہ جو بیج پیر توکل شاہؒ نے بویا تھا اسے پروان چڑھانا ہے۔ (اس بارے میں سید محمد کرم شاہ صاحبؒ کا تفصیلی مضمون ''یادِ یارِ مہربان آید ہمی'' اس کتاب میں شامل ہے۔)

اسی عرصہ میں آپؒ نے چند خوابیں دیکھیں۔ ایک خواب میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت شاہ صاحبؒ کی شکل اور لباس میں ہوئی، آپؒ نے دست بوسی کا فخر حاصل کیا۔ اس خواب سے شاہ صاحبؒ کا مقام سمجھ میں آ گیا اور خوش عقیدگی پیدا ہوگئی۔ چند دن بعد پچھلی شب پیدل کیلیانوالہ شریف کے لیے چل پڑے اور نمازِ ظہر حضرت کی مسجد میں جا پڑھی۔ جہاں سے متنفر ہو کر بھاگے تھے آج وہیں جبین عقیدت جھکا کر کھڑے تھے۔

آپ نے شاہ صاحبؒ سے خواجہ محبوب عالمؒ کی وصیت کے مطابق انبالہ شریف میں حضرت توکل شاہ انبالویؒ کے مزارِ اقدس سے بیعت، اور شاہ صاحبؒ کے متعلق دکھائے جانے والے تمام خواب گوش گذار کیے۔ شاہ صاحبؒ نے فرمایا ''طریقت نے قبول کرلیا ہے، جاؤ اجازت ہے پھر اگر دل چاہے تو آ جانا۔'' آپ نے محسوس کیا کہ نماز باجماعت میں پختگی اور معمولات میں پابندی آنا شروع ہوگئی۔ جذبہ فنا اس طرح ظاہر ہوا کہ قبر کا خیال، موت حالی صورت میں طاری ہونے لگی۔

آپؒ کے دل میں تسخیر خلائق کے جذبہ نے شدت سے سر اٹھایا تو شاہ صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ شاہ صاحبؒ نے مدعا سنے بغیر ہی آپؒ کا ہاتھ دباتے ہوئے فرمایا ''سید علی کبیر ہمدانیؒ کا ارشاد ہے کہ تسخیر خلائق کا خیال لوہے کا زنار ہے، اسے توڑنا چاہیے۔'' تسخیر خلائق کا کانٹا قلب و ذہن سے صاف نکل گیا اور ساتھ ہی تسخیر بھی شروع ہوگئی۔

Marfat.com

ایک بار حاضری پر شاہ صاحبؒ نے آپؒ کو جمعہ پڑھانے کا حکم دیا، آپ نے گاؤں سے تین آدمی بلا کر جمعہ پڑھایا۔ بعد میں اتنی رونق ہوئی جو آج تک قائم ہے۔ غالباً یہ شرف صرف حضرت صدیق احمدؒ کو حاصل ہوا کہ شاہ صاحب نے اپنی حیاتِ طیبہ میں آپ کو جمعہ پڑھانے اور لنگر برتانے کا حکم دیا۔

سید محمد کرم شاہ صاحبؒ تحریر کرتے ہیں کہ میاں صاحب شرقپوریؒ نے ان کی موجودگی میں فرمایا تھا ''شاہ صاحب میرے تمام ساتھیوں میں افضل و اعلیٰ ہستی ہیں۔'' انہی شاہ صاحبؒ نے میرے روبرو فرمایا ''صاحبزادہ صاحبؒ سیدا شریف والے میری نظر میں انوکھی چیز ہیں۔'' آپؒ نے آٹھ برس تک حضرت سید نورالحسن شاہ کیلانیؒ کی صحبت میں گذار کر طریقت کے انوارات اپنی ذات میں جذب کیے اور مکمل طور پر شاہ صاحبؒ کی شکل بن گئے۔ ان واقعات پر حضرت کی اپنی تحریر ''بارگاہِ طریقت میں حاضری اور اس کے گہرے اثرات'' اور جناب سید محمد کرم شاہ صاحبؒ کی تحریر ''یادِ یارِ مہربان آید ہمی'' بھی اس کتاب میں شامل ہے۔

سید نورالحسن شاہ کیلانیؒ سے فیضیاب ہونے کے بعد آپ بہت سے اولیاء اللہ کے پاس کسبِ فیض کے لیے حاضر ہوئے۔ وہی حضرات جو پہلے بے نیازی برتتے تھے اب محبت سے پیش آتے اور فیض دینے میں سخاوت کا مظاہرہ کرتے۔ ان بزرگوں میں عزیز الرحمن، سائیں عبدالرزاقؒ، سائیں گوہر الدین جینڈ شریف (گجرات)، سید اسمٰعیل شاہ بخاری المعروف حضرت کرمانوالے، حضرت بابو جی گولڑوی قابل ذکر ہیں۔ موہڑہ شریف میں خواجہ نظیر احمدؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے ایک گھنٹہ ملاقات کے لیے وقت دیا اور رات اپنے ہاں رکھا۔ آپ فرمایا کرتے کہ حضرت خواجہؒ کی توجہ کا اثر چھ ماہ تک رہا۔ بعد ازاں میاں شیر محمد شرقپوریؒ کے خلیفہ محمد عمرؒ بیر بل شریف (ضلع سرگودہا) سے تعلق اُن کے وصال 26 اگست 1967ء / 19 جمادی الاول

Marfat.com

1378ھ تک یک جان دو قالب کی مانند رہا۔

آپ نے بے شمار مزارات سے حصولِ فیض کیا جن میں حضرت داتا گنج بخش، بابا فرید گنج شکر، خواجہ نظام الدین اولیاء، حضرت علی احمد صابر، حضرت بہاؤ الحق زکریا، شاہ رکن عالم، شاہ محمد غوث، خواجہ باقی باللہ، حضرت مجدد الف ثانی، طاہر بندگی، مرزا مظہر جان جاناں شہید، شاہ غلام علی دہلوی، شاہ سلیمان تونسوی، خواجہ شمس الدین سیالوی، خواجہ توکل شاہ انبالوی، میاں شیر محمد شرقپوری، پیر مہر علی شاہ خاص طور پر شامل ہیں۔

آپ کو کشف الصدور اور کشف القبور پر عبور حاصل تھا اور برموقعہ ان کا اظہار بھی فرماتے۔ حضرت توکل شاہ انبالویؒ کی دائمی معیت حاصل رہی، آخری عمر میں پہناوا بھی توکلی ہو گیا تھا۔ دربارِ رسالت مآب ﷺ میں آپؒ کو رسائی حاصل تھی جس کا مظاہرہ متعدد باریوں ہوا کہ جسے چاہتے سرکارِ دو عالم ﷺ کی بارگاہ میں پیش کر دیتے۔

اولاد امجاد:

اللہ تعالیٰ نے آپؒ کو تین بیٹیوں اور پانچ بیٹوں سے نوازا جن میں سے تین بیٹے اور ایک بیٹی کم سنی میں ہی وفات پا گئے۔ دنیا کے خشک و تر دیکھنے کے لیے رہ جانے والوں میں صاجنزادی زیب النساء 1943ء، صاجنزادہ پیر محمد احمد 1952ء، الطاف محمود (راقم الحروف) 1956ء اور صاجنزادی قمر النساء 1958ء میں پیدا ہوئے۔ صاجنزادہ پیر محمد احمد Msc کیمسٹری ہیں۔ انہوں نے سیدا شریف میں خواجہ محبوب عالمؒ کے مزار انور پر نہایت دلکش روضہ اور اس سے ملحق خوبصورت مسجد تعمیر کروائی۔ راقم نے انجینئرنگ کر کے آرمی جوائن کی، MBA اور بہت سے کورسز کرنے کے بعد بطور لیفٹیننٹ کرنل ریٹائر ہوا۔ پچھلے کئی برس سے مختلف موضوعات پر کتابیں اور مضامین لکھنے میں مصروف ہوں۔ آج کل انسٹیٹیوٹ آف سپیس ٹیکنالوجی

(Institute of Space Technology) اسلام آباد میں پڑھ رہا ہوں۔ 2007ء میں ''تحریکِ ذکر'' کے نام سے ایک تنظیم قائم کی جو ذکر کے ساتھ ساتھ بلا امتیازِ سلسلہ، طریقت کا سلوک طے کرانے میں مصروف ہے۔ دبئی میں تحریکِ ذکر کے انچارج جناب مرزا حسین بیگ مدظلہٗ کے ہاتھ پر 7 عیسائی اور 4 چینی خواتین و حضرات اسلام قبول کر چکے ہیں۔ مکمل تعارف ''پروازِ محبوب'' میں ملاحظہ فرمائیں۔

وفات:

ابوالوفا صدیق احمدؒ نے 10 مئی 1974ء/17 ربیع الثانی 1394ھ/جمعہ، ہفتہ کی درمیانی شب گیارہ بجے کے قریب نہایت محویت کے عالم میں انتقال فرمایا اور سیدا شریف میں اپنے والد گرامی کے دائیں پہلو میں دفن ہوئے۔

سیرت:

آپ بلند پایہ عالم، باعمل صوفی، پراثر مقرر، انتہائی تجربہ کار، مخلص مشیر، غریب دوست اور حد سے زیادہ غیرت مند انسان تھے۔ آپ نے تمام عمر کسی کے سامنے دستِ سوال دراز نہیں کیا، نہ اشارۃً نہ ظاہرًا۔ ایک دوست نے سو روپیہ منی آرڈر کیا اور ساتھ دعا کے لیے لکھا۔ آپ نے منی آرڈر واپس بھجوا دیا اور لکھ بھیجا کہ ''اتنا یقین رکھو کہ جو تمہارے پیسے کھائے گا وہ تمہارے لیے دعا بھی کرے گا۔'' آپؒ سنتِ نبوی ﷺ کا چلتا پھرتا نمونہ تھے۔ فتویٰ نویسی میں اچھی مہارت رکھتے تھے۔ نہایت نفیس انسان تھے۔ جلال اور جمال کا عجیب و غریب امتزاج تھے، رعب قریب نہ ہونے دیتا اور پیار دور نہ ہٹنے دیتا۔ اپنے دور کے بڑے بڑے زمیندار، سیاستدان اور افسران ان سے بات کرتے ہوئے مرعوب ہو جاتے۔ نذرانہ قبول کرنے اور مرید کرنے میں مبالغہ کی حد تک احتیاط فرماتے۔

Marfat.com

کتب

1۔ ذکرِ محبوب:

حضرت خواجہ محبوب عالم سیدویؒ بہ یک وقت مفسر، محدث، مفتی، ڈپٹی چیف جسٹس سپریم کورٹ آف رامپور اسٹیٹ ہونے کے علاوہ صاحبِ مرتاض و صاحب کرامت صوفی بھی تھے۔ ابوالوفا حضرت صدیق احمدؒ نے بڑی جانفشانی اور تحقیق سے ان کے سوانح اور احوال کی تفصیل پر قلم اٹھاتے ہوئے "ذکرِ محبوب" تحریر کی، جو تصوف کی مستقل کتاب ہے۔

2۔ ذکرِ خیرالوریٰ ترجمہ خصائصِ کبریٰ:

سیرتِ طیبہ کے قاری علامہ جلال الدین سیوطیؒ (1445ء تا 1505ء / 849ھ تا 911ھ) کی شہرہ آفاق تصنیف "خصائصِ کبریٰ" سے واقف ہیں۔ آپؒ نے اس کے اردو ترجمہ کی ضرورت محسوس کی اور اسے پایہ تکمیل تک پہنچایا۔ یہ ترجمہ ایک ایسے قلم کی نوک سے سپردِ قرطاس ہوا جسے پکڑنے والے ہاتھ سید عالم ﷺ کی منظوری لیے ہوئے تھے۔

3۔ تقاریرِ حدیث:

دارالعلوم دیوبند میں دورۂ حدیث کے دوران بخاری شریف اور ترمذی شریف مولانا حسین احمد مدنی اور قاری محمد طیب سے پڑھیں۔ اس دوران ان تقاریر کے ترتیب دیے گئے نوٹس آپ نے جمع فرمائے جو اللہ تعالیٰ نے اس بندۂ ناچیز تک پہنچا دیے۔ انہیں کمپوزنگ اور تخریج کے بعد انشاء اللہ جلد ہی کتابی شکل میں پیش کر دیا جائے گا۔

4۔رین بسیرا، الطاف سویرا:

یہ کتاب آپ کے ہاتھ میں ہے۔

5۔تلخ یادیں:

آپ نے اپنی ذاتی زندگی پر قلم اٹھایا اور بہت سے حقائق کی پردہ کشائی فرمائی۔ بدقسمتی سے آپ اسے دارالعلوم دیوبند سے فراغت تک ہی مکمل کر پائے تھے کہ وصال فرما گئے۔اصل زندگی اور اس کی تلخیاں تو اب شروع ہونا تھیں۔اس کتاب میں زیادہ تر باتیں ذاتی اور کئی ایک رازدارانہ ہیں لہٰذا کمپوزنگ کرانے کے باوجود اسے شائع کرانے کا ارادہ نہیں ہے۔اگر کبھی شائع کرنے کا ارادہ ہوا تو بہت سنسر کرنا پڑے گا۔ہماری خاندانی تاریخ پر خوبصورت تحریر ہے۔

خاک پائے انبیاء و اولیاء
لیفٹیننٹ کرنل الطاف محمود ہاشمی (ر)

Marfat.com

دیباچہ

ابوالوفا حضرت صدیق احمد رحمۃ اللہ علیہ اپنے احباب کے خطوط کے جواب نہایت محنت اور تکلف سے دیتے۔ ''رین بسیرا'' انہی نامہ ہائے مہر و الفت کا حسین مجموعہ ہیں جن میں جہاں تصوف کا عطر اور مشکلات بھری زندگی کے تجربات کا نچوڑ ہیں وہاں یہ مکتوبات بلا مبالغہ اردو ادب کا بیش بہا سرمایہ ہیں۔ آپؒ نے چند مضامین تحریر کیے جو اپنے دور کے مختلف جریدوں کی زینت بنتے رہے۔ یہ مضامین سالک کے لیے آسان اور بہترین رہنمائی میسر کرتے ہیں۔ تقریباً دس برس قبل میں نے یہ مضامین ''یارِ مہربان'' کے نام سے شائع کروائے۔ مکرمی جناب نجابت علی تارڑ صاحب، زاویہ پبلشرز لاہور، کے مشورہ پر انہیں ''رین بسیرا'' کا حصہ بنا دیا گیا ہے۔

''رین بسیرا'' کی وجہ تسمیہ:

حضرت اپنے خطوط پر ''رین بسیرا صدیقی'' لکھا کرتے جس کا مطلب ہے ''صدیق کے رات بسر کرنے کی جگہ'' ان الفاظ میں پنہاں اپنی ذات کی کم مائیگی، صفات کی فنا اور دنیا کی بے ثباتی نے اس بندۂ ناچیز سے اس کا نام ''رین بسیرا'' موزوں کرا دیا۔ ''الطاف سویرا'' کی ضرورت اس لیے پیش آئی کہ رات بسر کرنے کے بعد ''مہربانیوں بھرا سویرا'' ابھرا کرتا ہے، یہی اس کتاب کا اصل حسن ہے۔

1974ء میں آپؒ کے وصال کے بعد 1975ء میں بندۂ ناچیز کو خیال آیا کہ آپ کے مکتوبات جمع کیے جائیں، لہٰذا تمام احباب سے رابطہ کیا لیکن ہر کوئی ان

تحریروں کو بطور تبرک رکھنے کا خواہاں تھا۔میری التجا و درخواست پر دوستوں نے نقل کرنے کی اجازت بخشی۔میرے ایف ایس سی کے کلاس فیلو رحمت علی کھوکھر ساکن پاکپتن شریف (فرسٹ سیکرٹری، امورِ خارجہ) کی قبر کو اللہ تعالیٰ اپنے نور سے منور فرمائے، جس نے قریب ایک ماہ سیدا شریف میں گزارا اور یہ مکتوبات دو رجسٹروں میں لکھے۔قبل از اشاعت عبدالخالق توکلی صاحب کے مکتوبات کا اصل سے موازنہ بھی کیا گیا۔انہی سے نقل کر کے آج انہیں شائع کیا جا رہا ہے۔ چند اصل مکتوبات بھی میرے پاس پہنچ گئے جو محفوظ کر لیے ہیں۔

حضرتؒ کو خط پر تاریخ اور صاحبِ مکتوب کا نام لکھنے کی عادت نہیں تھی، جس کی وجہ سے میرے گمان کے موافق تاریخ لکھنے سے قاری کو عصری تقاضوں اور مکتوب کے مندرجات کو سمجھنے میں مدد ملتی ہے۔ جہاں تک ہو سکا اس کمی کو پورا کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔مکتوب الیہ کا حضرتؒ سے تعلق اور ان کی تاریخ وصال ممکن حد تک حاشیہ میں شامل کر دی ہے۔

اللہ تعالیٰ اس کاوش کو اپنے حبیب پاک ﷺ، انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین کے وسیلہ جلیلہ سے قبول فرما کر اسے ہم سب کے لیے سرمایہ آخرت بنائے۔

خاک پائے انبیاء و اولیاء

لیفٹیننٹ کرنل الطاف محمود ہاشمی (ر)

حصہ اول

مضامین

Marfat.com

بارگاہ طریقت میں حاضری اور اس کے گہرے اثرات

یعنی شیخ طریقت حضرت سید نور الحسن شاہ صاحب قدس سرہٗ کیلیا نوالہ شریف کی خدمت میں حاضری کے تاثرات جو ترجمان الحقیقت شیخ الطریقت حضرت محمد عمر (متوفی 19 جمادی الاول 1378ھ/ 26 اگست 1967ء) سجادہ نشین خانقاہ عالیہ بیربل شریف کے ارشاد پر قلمبند کیے گئے۔

(بحوالہ ماہنامہ سلسبیل لاہور، اگست، ستمبر، اکتوبر 1965ء)

حاضری سے پہلے کا دور اور حال:

1916ء کا زمانہ تھا جبکہ میری ولادت ایک ایسے گھر میں ہوئی جن کا اوڑھنا بچھونا علم و فقر بن چکا تھا۔ اس وقت میرے والد ماجد حضور قبلہ عالم خواجہ محبوب عالم خلیفہ اعظم قطب العالم خواجہ توکل شاہ قدس سرہٗ کا مسند ارشاد عروج پر تھا۔ آپ ہی کے دم قدم سے اس غیر معروف بستی کو شہرت دوام حاصل ہوئی اور یہ بستی سیدا شریف کے نام سے زبان زدِ خاص و عام ہوئی۔ (12 جولائی) 1917ء میں آپ کا وصال ہو گیا گویا میں صرف ایک سال بعد شفقت پدری سے محروم ہو گیا لیکن صاجزادگی و پیرزادگی کی مسند پیدا ہوتے ہی مل گئی۔ ہوش سنبھالا تو پیری و مریدی کا پورا سماں سامنے تھا، گدی بن چکی تھی، عرس ہوتا تھا، معتقدین آتے اور عقیدت کی نگاہوں سے دیکھتے، ہاتھوں کو بوسہ دیتے، نذرانے پیش کرتے۔ علم کی کمی تھی سو اسے پورا کرنے کے لیے گھر سے تعلیم کی ابتدا ہوئی اور دار العلوم دیوبند میں اس کی تکمیل ہوئی۔ اکیس سال کی عمر میں سند لے کر گھر واپس آ چکا تھا۔ اس وقت ذہن یہ تھا کہ بس علم کی کمی تھی سو وہ پوری ہو گئی، مسندِ ارشاد

Marfat.com

سنبھالنے کی دیر ہے کام خوب چمک اٹھے گا، سلسلہ طریقت اور بیعت پہلے سے قائم ہے لوگوں کو رجوع لازمی امر ہے لوگ ہمارے چشم براہ ہوں گے۔ راجہ اندر کی پریوں والے اکھاڑے کے سے تصور میں مست، صرف اس خیال نے تعلیم سے فارغ ہونے کے بعد کسی علمی شعبہ میں ترقی کرنے سے بالکل باز رکھا کہ بس یہی ایک آخری منزل تھی سو وہ طے ہوگئی ہے۔ آتے ہی اپنا آبائی مسند ارشاد سنبھال لیا۔ آبائی طریق پر سال میں ایک بار دورہ مریدین بھی شروع کر دیا۔ اپنے مشائخ کے اعراس پر بھی آمد و رفت شروع کر دی۔ رسمی ورد و وظائف بھی گاہے بگاہے چلنے لگے لیکن مشیخیت کا جو معیار میرے ذہن میں تھا وہ تو کجا بلکہ اس کے خلاف اور سراسر خلاف واقعات حالات اور معاملاتِ زندگی نے کچھ ایسا پلٹا کھایا اور بادِ مخالف کے طوفان کچھ اتنے تند و تیز چلے کہ کشتیٔ حیات ان طوفان خیز اور متلاطم موجوں میں ہچکولے کھانے لگی۔ خیال یہ تھا کہ آج نہیں تو کل ڈوبی۔ خیالی اور وہمی یا ہوائی قلعے جو ذہن خام نے تعمیر کیے تھے وہ ایک ایک کر کے بنیادوں سمیت گرتے نظر آ رہے تھے۔ اپنی مشیخیت کی دھجیاں اپنے سامنے بکھرتی نظر آ رہی تھیں ان کو قائم رکھنا نہ تو میرے علم کے بس میں تھا نہ ہی پیرزادگی کا افسوں کارگر ہو رہا تھا۔

خود غلط بود آنچہ ما پنداشتیم

ترجمہ: "جو کچھ ہم سمجھتے رہے وہ غلط تھا۔"

جو دیکھا وہ خواب تھا اور جو سنا افسانہ تھا۔

زندگی کے یہ سات سال (1938ء تا 1945ء) صبر و شکیب کی آزمائش کے بڑے کٹھن سال تھے اس سے زیادہ کیا کہوں کہ سب سے زیادہ تلخ گھونٹ تھے جو جامِ حوادث نے میرے لبوں سے لگائے اور میں نے بغیر کسی شکایت کے پی لیے البتہ اس سے انکار نہیں ہو سکتا کہ ان کی تلخی آج تک گلوگیر ہے اور شاید تا زندگی رہے۔

Marfat.com

رگ و پے میں جب اترے زہر غم تب دیکھیے کیا ہو
ابھی تو تلخیٔ کام و دہن کی آزمائش ہے

اس عالم کے تصرفات کا بھی عجیب عالم ہے۔ یا تو یہ حال تھا کہ تعمیر ہی تعمیر نظر آ رہی تھی یا اب سوائے تخریب اور ویرانی کے کچھ رہا ہی نہ تھا۔ انبساط ہی انبساط تھا اور اب سوائے انقباض کچھ حاصل نہ تھا۔ انسانی زندگی کے دو ہی حال ہیں آگے بڑھنا یا پیچھے ہٹنا۔ آگے بڑھنا تو کجا پیچھے اس حد تک ہٹ چکا تھا کہ اس جہان میں یکہ و تنہا رہ گیا۔

نہ یارے آنچناں محرم کہ ازوائے یارے آید
نہ دلدارے چناں مشفق کہ از حال حسنؔ پرسد

ترجمہ: ''نہ ہی دوست اتنا محرم ہے کہ اس سے دوستی کی بو آتی ہو۔ اور نہ دلدار اتنا مشفق ہے کہ حسنؔ کا حال ہی پوچھ لے۔''

زندگی کے ان تلخ حقائق نے ایک نئے خیال اور ایک نئے جذبہ کو جنم دیا اور شعوری و غیر شعوری طور پر اس کی پرورش شروع کر دی۔ طلب و جستجو کی نئی راہیں کھلنے لگیں، مدتوں کی رکی ہوئی طبیعت میں جنبش ہوئی، رشتہ کار کی جو گرہ ذہن و دماغ کی پیہم کوششوں سے نہ کھل سکی تھی دل کے جوش بے اختیار سے خود بخود کھل گئی۔ اپنی گدی کی حقیقت اور اپنی بے مائیگی پورے طور پر عیاں ہوگئی اور اس الٹ پلٹ سے یہ حقیقت بھی ثابت ہوگئی کہ اس منصب کے لیے علم سے کہیں زیادہ طریقت کی ضرورت ہے اور یہ مشکلات جو عقدہ لاینحل (نہ حل ہونے والی مشکل) بنی ہوئی ہیں ان سب کا واحد حل صرف اور صرف طریقت کا حصول ہے۔ آخری فیصلہ یہ تھا کہ یا تو اس مقام کو خیر باد کہہ دو یا پھر طریقت حاصل کرو۔ اس مقام کو چھوڑنا بھی اپنے بس سے باہر تھا۔ شاید چھوڑ ہی دیتا۔ جذبہ بغاوت کئی بار ابھرا مگر خاندانی روایات کی گرفت کچھ اتنی سخت تھی کہ بغاوت نہ کر سکا اور اپنے آپ کو عاجز پایا۔ بس اب صرف ایک ہی راہ تھی کہ طریقت

Marfat.com

حاصل کرو۔اب یہ ایک نئی منزل تھی جہاں سے اب کمر بستہ ہو کر سفر کے لیے تیار ہونا پڑا۔نئی ہمت اور نئے ولولہ کے ساتھ رخت سفر باندھا اور چل کھڑا ہوا۔آخری منزل کہاں ہے کوئی پتہ نہ تھا۔

کس نمی گوئدم از منزل آخر خبرے
صد بیاباں بگذشت و دگرے درپیش است

ترجمہ: ''کوئی بھی مجھے آخری منزل کی خبر نہیں دے سکتا۔سینکڑوں بیاباں طے کر چکنے کے بعد بھی ایک دوسرا سامنے ہے۔''

اس نتیجہ پر پہنچنے سے آلام ومصائب انعام نظر آنے لگے۔اگرچہ رنج وغم طاری ہونے سے انسان کو ایک طرح کی پستی محسوس ہوتی ہے لیکن میرا خیال ہے کہ اگر درد وغم اور رنج نہ ہوتے تو انسان اس مادی زندگی میں مست ہو کر روح کی گہرائیوں میں غوطہ نہ لگاتا اور نہ ہی اس میں دوسروں کے لیے درد دل پیدا ہوتا، نہ اسے صبر سے تکمیل نفس کی مشق ہوتی۔جن لوگوں کو مادی اسباب حیات کی فراوانی اور دنیاوی کامیابی سے ہمیشہ مسرت ہی محسوس ہوتی ہے ایسے لوگوں کا شعور نہایت سطحی ہوتا ہے اور وہ اسرار حیات سے بیگانہ ہوتے ہیں۔محرومی و ناکامی سے دل پر چوٹ لگتی ہے جو چشم بصیرت کو وا کرتی ہے۔چوٹ کھا کے دل زیادہ بصیر وعلیم ہو جاتے ہیں غالباً درجہ حیات میں ان کی قیمت بڑھ جاتی ہے۔

تو بچا بچا کے نہ رکھ اسے تیرا آئینہ ہے وہ آئینہ
جو شکستہ ہو تو عزیز تر ہے نگاہ آئینہ ساز میں

غم والم کی پستی بھی انسان کو بلند کرنے کا ایک لازمی ذریعہ ہے۔یہ بحر آلام میں ڈوبنے کا ہی نتیجہ تھا کہ یہ سمجھ میں آیا کہ شاہراہ طریقت پر گامزن ہونا ہی سعادت دارین کی ضمانت ہے۔

Marfat.com

طریقت کے فوٹو:

طریقت کے پہچاننے میں مجھے کوئی دقت محسوس نہ ہوئی آخر یہ میرے گھر کی چیز تھی، طریقت میری فطرت تھی، طریقت میرا خون تھا، میرا خمیر اسی سے بنا تھا، طریقت کے گھر پیدا ہوا، طریقت کی گود میں پلا، میرے گرد و پیش طریقت ہی طریقت تھی۔ طریقت کے خاموش فوٹو اور بولتی تصویریں میرے سامنے تھیں۔ اگرچہ اپنے حضرتؒ کی صحبت و تربیت سے تو محروم رہا اور ان کا ذاتی نمونہ بھی میرے سامنے نہ تھا، لیکن آپ کی تصنیفات جن کو خاموش فوٹو، اور آپ کی بنائی ہوئی جماعت اور آپ کے خلفا جو طریقت کی بولتی تصویریں تھیں میرے سامنے تھیں صرف ماحول کے غبار چھٹ کر ذہن کے تبدیل ہونے کی ضرورت تھی سو وہ غبار چھٹ چکا تھا۔ یہ سب کچھ میرے مطالعہ میں آیا اور طریقت کا ایک موٹا سا خاکہ اور اس کے سادہ سے خدوخال میرے ذہن نشین ہو گئے اور اب کسی مربی طریقت کی تلاش کی دھن سر میں سما گئی۔ بے قراری کسی کروٹ چین نہ لینے دیتی تھی۔ یہ ایک کانٹا تھا جس کی چبھن ہر وقت کھٹکتی رہتی۔

طلب و جستجو کے سات سال

نالہ از بہر رہائی نہ کند مرغ اسیر
خورد افسوس زمانے کہ گرفتار نبود

ترجمہ: ''قیدی پرندہ آزادی کے لیے فریاد نہیں کرتا بلکہ اسے افسوس ہے کہ اتنا عرصہ گرفتار کیوں نہ ہوا۔''

کہاں کہاں نہ پھرا اور کس کس در کی خاک نہ چھانی۔ اپنے سلسلہ کے خلفاء کے پاس گیا انہوں نے سبق دیئے، توجہات سے مجھے نوازا، شفقت و محبت سے پیش آئے (یہ ایک لمبی کہانی ہے یہاں اس کی ضرورت نہیں) مگر ہر جگہ سے مایوس

Marfat.com

پھرا۔میرے پاس طریقت کا ایک ہی معیار تھا کہ کسی کی توجہ اور صحبت،اس کے کلمات طیبات،تغیر نفسی کا سبب بنیں۔کیونکہ میرے امراض وعیوب کا علاج تغیر نفسی تھا جو میرے قلب وذہن کی کایا پلٹ کر رکھ دے۔مگر کسی دارالشفاء کا نسخہ میرے کارگر نہ ہوا۔

حضرت کیلیانوالہ شریف کی حاضری:

یہ وہ وقت اور زمانہ تھا کہ قبلہ عالم حضرت سید نورالحسن شاہ صاحب قدس سرہٗ قطب الارشاد حضرت میاں صاحب شرقپوریؒ کی خلافت سے مشرف ہو کر حضرت کیلیانوالہ شریف میں مسند ارشاد پر جلوہ افروز تھے اور رشد وہدایت کی تجلیات سے ایک عالم کو جگمگا رہے تھے اور تشنگان راہ ہدایت کو سیراب فرما رہے تھے اور سعید روحیں اس آب حیات کی چشمہ پر آمڈ آئی تھیں۔آپ کا مسند ارشاد اس وقت عین شباب اور جوبن پر تھا۔عوام وخواص سے گاہ بگاہ آپ کے فقر وطریقت کی تعریف سننے میں آتی تھی اور کبھی کبھار ہمارے علاقے سے آپ کے متوسلین جب وہاں حاضری کے لیے جاتے تو چونکہ راستہ یہی تھا گزرتے ہوئے تھوڑی دیر ستانے کے لیے غریب خانہ کی مسجد میں قیام کرتے۔روٹی وغیرہ سے ان کی خدمت بھی کی جاتی۔ان کی ہیت نوعی،چہرے کا نکھار،نورانیت اور ان کی نشت وبرخاست میرے لیے جاذب بن جاتی اور خیال آتا کاش یہ کیفیت مجھے بھی نصیب ہوتی۔(غالباً 1943ء میں)ایک بار شہر رسول نگر ایک تبلیغی دعوت پر جانے کا اتفاق ہوا،وہاں میرے قبلہ عالمؒ کے ارادتمندوں کی ایک جماعت بھی تھی۔خیال یہ تھا کہ دونوں کام ہو جائیں گے۔(یعنی وہاں سے حضرت شاہ صاحب کی خدمت میں حاضری بھی ہو جائے گی اور شہر رسول نگر کا چکر بھی لگ جائے گا۔)جمعرات کا روز تھا،جامع مسجد میں رات کو تقریر ہوئی صبح کو جمعہ تھا،وہاں یہ خیال پیدا ہوا۔

Marfat.com

چلو ویکھیے اوس مستانڑے نوں جدھی وچ ترنجناں دے پیندی اے دھم

ترجمہ: ''آؤ اس مست کی زیارت کریں جس کی جہانوں میں دھوم مچی ہوئی ہے۔''

جمعہ حضرت کیلیانوالہ شریف پڑھنے کا پختہ ارادہ ہو گیا چونکہ وہاں سے حضرت کیلیانوالہ قریب ہی تھا اس لیے روٹی وغیرہ سے فارغ ہو کر نہایت آرام سے جمعہ کے عین وقت پہنچا۔ تمام مسجد پاکیزہ اور نور سے دھلی ہوئی، نورانی، متشرع اور صوفی منش صورتوں سے بھری تھی۔ تمام لوگ صف بستہ دوزانو بیٹھے تھے، گردنیں سینوں پر جھکی تھیں۔ تمام فضا پر ایک خاموشی چھائی تھی۔ اتنے میں حضرت صاحب جمعہ شریف کے لیے تشریف لائے اور دبے پاؤں مسجد میں داخل ہوئے۔ دل کی دھڑکنیں تیز ہو گئیں لیکن ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ سانس سینے میں رک گئے ہوں۔ خامشی اور زیادہ گہری ہو گئی۔ تقویٰ اور طہارت کا پیکر، سفید و سادہ لباس میں ملبوس، افق سے ایک نورانی تصویر ابھرتی محسوس ہو رہی تھی۔ طریقت میں ڈھلی ہوئی ادائیں بے اختیار پھوٹ رہی تھیں، سوز و ساز میں ڈوبا ہوا اور صاف سلجھا ہوا بیان دل کی گہرائیوں میں اتر رہا تھا۔

غرضیکہ آپ کی ہیبتِ نوعی اور نشت و برخاست بلا کی جاذبیت اور کشش لیے ہوئے تھی۔ اور آپ کا انداز کھائے جا رہا تھا۔ جمعہ کا یہ منظر اس سے پہلے کبھی نہ دیکھا تھا زندگی میں پہلی بار اپنے آپ کو روحانی دنیا میں پا رہا تھا، اور سلف صالحین کے تصوف کی سی بو اور اس کی جھلک اس بزم سے ظاہر ہو رہی تھی۔ جمعہ سے فارغ ہو کر خود ہی اپنے ہاتھ سے اپنی جوتیاں اٹھا، نہایت خامشی سے حجرہ میں تشریف لے گئے۔ باوجود اس تاثر کے حضرتؒ سے ارادتمندی کا کوئی خیال نہ پیدا ہوا۔ میں بھی رفیق سفر کے ساتھ واپس آنے کے لیے گھوڑی پر سوار ہونے کو تیار تھا کہ اتفاقاً ایک مولوی صاحب سے ملاقات ہو گئی کہنے لگے ''حضرت سے نہیں ملے؟'' میں نے کہا ''نہیں، اور ملنے کا

Marfat.com

ارادہ بھی نہیں۔" کہنے لگے" کیوں؟" میں نے کہا" اس لیے کہ سنا ہے کہ حضرت زود رنج ہیں (جلد غصہ میں آ جاتے ہیں) اور میری ہیت نوعی حضرت کے مشرب کے خلاف ہے۔کہیں ایسا نہ ہو کہ ملاقات سے حسن ظن، سوءظن سے تبدیل ہو جائے۔" (میرا لباس اس وقت یہ تھا۔ دستار طرہ دار بمعہ کلاہ زری دار جو آگے پیچھے آئینہ رکھ کر باندھی گئی تھی، انگریزی فیشن قمیض، شلوار، بوٹ، ایک فیشنی مولوی کی سی سج دھج) مولوی صاحب نے سنی ان سنی کرتے ہوئے میرا بازو پکڑا کھینچتے ہوئے حجرہ میں جا داخل ہوئے۔ اور کہا" ولیوں سے ملنا چاہیے۔" چٹائی پر دوزانو بیٹھ گئے حسن اتفاق سوائے ہمارے حجرہ شریف میں کوئی نہ تھا۔ آپ اندر سے تشریف لائے اور آتے ہی میرے سامنے بیٹھ گئے اور فرمایا کہ" ایہ بزرگ کتھوں نیں؟" (یہ بزرگ کہاں کے ہیں) ساتھ ہی آپ کے تیور بدلتے دیکھ رہا تھا۔ یوں معلوم ہو رہا تھا کہ میری شخصیت یا میری ہیت نوعی حضرت کی ناگواری کا باعث اور سبب بن رہی ہے۔ میرے رفیق سفر نے کہا کہ سیدا شریف سے صاجنزادہ صاحب ہیں۔ بس یہ کہنا تھا کہ آپ نے تیور بدل کر فرمایا کہ" بھج جاؤنس جاؤ" (بھاگ جاؤ) مجھے یہ گفتگو اور انداز گفتگو نہایت ہی ناگوار محسوس ہوا۔ غضب کا ایک شعلہ تھا جو ایڑی سے چوٹی کو نکل گیا۔ اسی آگ میں جلتا بھنتا واپس گھر آ گیا اور سوچتا کیا یہ ولیوں کے اخلاق ہیں؟ میرے ذہن پر اتنا شدید ردعمل ہوا کہ اگر اس جماعت کا کوئی آدمی حسب معمول غریب خانہ پر آتا تو اسے ٹھہرنے نہ دیا جاتا۔ پورے تین ماہ کا عرصہ ہو چکا تھا۔ مگر غرورِ نفس کے اثرات جوش پر تھے۔ آئندہ حاضر ہونے کا ارادہ تو درکنار مجھے پہلی حاضری کا بھی افسوس تھا۔

طریقت کے گہرے اثرات کا ظہور:

تین ماہ کے بعد چند خوابیں دیکھیں یا دکھائی گئیں۔ بہر صورت یہ وہ رویائے

Marfat.com

صادقہ ہیں جنہوں نے مجھے حضرت کی خدمت میں حاضر ہونے کے لیے بیتاب کر دیا اور بیقرار ہو کر حضرت کیلیانوالہ شریف کی طرف اٹھ دوڑا۔ان خوابوں نے بدعقیدگی کو خوش عقیدگی میں بدل دیا۔ان خوابوں کا ذکر ضروری سمجھتا ہوں تاکہ پتہ چل جائے کہ قدرت ایسے بھی راہنمائی کرتی ہے۔

1۔ جس حجرہ میں میرا ڈیرہ ہے اس کے دو حصے ہیں۔بجانب غرب مسجد کی طرف سے خواب میں باہر سے آیا ہوں۔حجرہ کا دروازہ کھولا تو دیکھتا ہوں کہ حضرت حجرہ کے عین وسط میں بیٹھے ہیں۔ایک شخص آپ کو وضو کرا رہا ہے اور آپ وضو کر رہے ہیں۔جب وضو کر چکے تو اس خادم سے پوچھتا ہوں کہ ''حضرت یہاں کیوں آئے ہیں؟'' خادم کہتا ہے ''جمعہ شریف پڑھانے کے لئے۔'' بس آنکھ کھل گئی۔لیکن اس خواب سے کوئی خاص اثر نہ لیا گیا۔

2۔ پندرہ روز کے بعد دوسرا خواب آیا۔بمعہ ایک رفیق حضرت کیلیانوالہ حاضر ہوں عصر کی جماعت ہو رہی ہے بندہ بھی پہلی صف میں کھڑا ہو گیا۔نماز کے بعد حضرت اٹھ کر میرے سامنے دوزانو بیٹھ گئے اور فرمانے لگے کہ ''ایہ بزرگ کتھوں آئے نیں؟'' (یہ بزرگ کہاں سے آئے ہیں) میرے رفیق نے کہا کہ یہ صاجزادہ سیدا شریف سے کسب فیض کے لیے آئے ہیں اور فاضل دیوبند بھی ہیں۔آپ نے مجھے اٹھالیا اور ایک مقام پر بٹھا کر توجہ دینی شروع کر دی مگر کوئی اثر نہ ہوا۔آنکھ کھل گئی۔

3۔ پندھرواڑے پر پھر خواب آیا۔میں حجرہ سے نکل کر مسجد میں گیا تو دیکھتا ہوں کہ حضرت مسجد میں ایک پلنگ پر تشریف رکھتے ہیں۔مجھے دیکھ کر فرماتے ہیں ''لاؤ شرح جامیؒ تمہیں پڑھاؤں۔'' میں کتاب لایا۔آپ نے سبق پڑھایا۔اٹھنے پر آپ نے فرمایا کہ ''تمہیں توجہ نہ دوں؟'' ''ضرور'' میں

Marfat.com

نے کہا۔آپ نے اپنے ہاتھ کا پنجہ میری طرف پھیلاتے ہوئے جھٹکا دیا کہ میں تڑاک سے زمین پر گر گیا۔آنکھ کھل گئی۔

4۔ رمضان المبارک کی ستائیسویں شب تھی۔صبح کی نماز کے بعد اپنے حجرہ میں لیٹا تھا کہ آنکھ لگ گئی۔اس اثنا میں نبی اکرم ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوا لیکن حضرت شاہ صاحب کی شکل اورلباس میں کہ آپ بطحا کے سنگریزوں پر کھڑے ہیں۔میں نے دست بوسی کا فخر حاصل کیا۔بس اس خواب نے میری طبیعت کو یکسر بدل دیا۔حضرت کا مقام سمجھ میں آنے کے بعد حد درجہ کی خوش عقیدگی پیدا ہوگئی۔حاضری کے لیے بیقرار ہوگیا کہ کب حاضر ہوں خیالات پر ندامت محسوس ہونے لگی۔وہ خیالات یکسر محو ہو گئے۔ابھی اسی ادھیڑ بن میں تھا کہ کب حاضر ہوں، پندھرواڑے کے بعد ایک اور خواب آیا کہ حضرت بمعہ خدام میرے گھر تشریف رکھتے ہیں۔آپ نے مجھے بلا کر ٹوپی پہنائی اور کچھ رقم دی کہ جاؤ لنگر برتایا کرو۔اس خواب پر تو حاضری کے لیے عزم بالجزم ہوگیا۔یہ محض خوابیں تھیں یا قدرت کے اشارے، بہرصورت مکڑی کے بنائے ہوئے جال کا ایک ایک حلقہ ٹوٹ چکا تھا۔اب صرف قدم اٹھانے کی دیر تھی۔

حاضری کا منظر:

بے سروسامانی کا عالم تھا،رات ڈھل چکی تھی،پچھلی شب کے اندھیارے میں پاپیادہ چل کھڑا ہوا۔صبح کی نماز سات میل طے کرنے کے بعد ایک نہر کے کنارے پڑھی۔پھالیہ پہنچا تو سورج نکل چکا تھا۔یہ سفر طے کرنے کے بعد نمازِ ظہر حضرت کیلیانوالہ حضرت کی مسجد میں جا پڑھی۔اس عالم کے تصرف اور تغیرات کا بھی عجیب

عالم ہے کہ جہاں سے متنفر ہو کر بھاگا وہاں آج پھر جبین عقیدت جھکا کر حاضر تھا۔ حاضر ہوئے تین دن گزر گئے مگر شرف باریابی حاصل نہ ہوا۔ آپ نماز کے لیے تشریف لاتے کن انکھیوں سے دیکھتے اور چلے جاتے جس کی بنا پر بیتابی اور بے قراری بڑھتی جا رہی تھی۔ میں سوچتا تھا کہ بلایا بھی گیا اور حاضر ہوا تو بیگانگی کا یہ عالم تھا کہ ملاقات بھی نہیں ہو رہی تھی۔ آپ سے ملاقات بلکہ اس بزم کا کوئی آدمی بھی میری طرف متوجہ ہونے کو تیار نہ تھا۔ نہ کوئی بات کرتا، نہ سنتا، نہ ہی کچھ پوچھتا۔ احساس یہ تھا۔

تم تو سمجھے تھے بڑی چیز مگر مے خانے میں
نکلا ایک جام کی قیمت بھی نہ ایماں اپنا

اللہ اللہ کیا انقلاب تھا کہ جن مناصب کو محبوب سمجھ کر سینے سے لگائے رکھا آج اس بار سب بے قیمت ثابت ہوئے۔ جس پونجی کو کھرا سمجھا ہوا تھا وہ آج اس بازار میں کھوٹی ثابت ہوئی۔ بس ایک ندامت طاری تھی جس سے سر جھکا ہوا تھا۔ آج یہ حقیقت ثابت ہو رہی تھی کہ نفس و شیطان کے خدع و فریب کے کاروبار بہت وسیع ہیں اور وہ ہمیں مدرسوں اور خانقاہوں پر بھی نہیں چھوڑتا اور جس دھوکے میں آج تک مبتلا تھا، اس دھوکہ سے رہائی نصیب ہوئی۔ ثم الحمدللہ۔ ان تین دنوں میں وہ کچھ نصیب ہوا جو شاید سالوں کے مجاہدوں میں بھی نصیب نہ ہوتا۔ چوتھے دن حضرت نے اپنے ایک حاضر باش ملازم کے ذریعے بلایا۔ دل کی دھڑکنیں تیز ہو گئیں کہ اس بدنصیب کے ساتھ کیا معاملہ پیش آتا ہے۔ بیٹھک میں صف پر بیٹھ گیا۔ آپ نے فرمایا۔ ''ایہ بزرگ کتھوں نیں؟'' (یہ بزرگ کہاں کے ہیں) میں نے عرض کیا کہ ''ایک گاؤں سیدا ہے وہاں سے حاضر ہوا ہوں۔'' ''کیوں حاضر ہوئے ہو؟'' عرض کیا ''آپ سے ملنے کی خاطر۔'' ''کہیں پہلے بھی ملتے ہو؟'' (پہلے بھی کہیں بیعت ہو؟) عرض کیا ''ہاں ملتا ہوں۔'' فرمایا ''کہاں؟'' میں نے عرض کی ''قطب العالم حضرت خواجہ توکل شاہ انبالوی قدس سرہ

Marfat.com

سے ۔'' فرمایا'' ان سے کیسے ملتے ہو۔کیا تم نے ان کا وقت پایا ہے؟'' عرض کیا'' نہیں ۔'' ''پھر کیسے ملتے ہو؟'' میں نے عرض کیا کہ'' وہ واقعہ یہ ہے کہ میرے قبلہ عالم خواجہ محبوب عالم قدس سرہٗ جو حضرت انبالوی کے خلیفہ اعظم تھے وقت وصال میرے بارہ میں وصیت فرمائی کہ جب یہ سات سال کی عمر کو پہنچے تو انبالہ شریف حاضر ہو کر مزار شریف کے غلاف سے بیعت کرا دینا اور تین صد روپیہ پیش کرنا۔ چنانچہ سات سال کی عمر میں یہ وصیت پوری کر دی گئی ۔اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ حصولِ طریقت کا یہ جذبہ اسی بیعت کا نتیجہ ہے ۔'' یہ سن کر آپ نے فرمایا۔'' یہاں پھر کیسے آئے ہو؟'' میں نے عرض کیا کہ'' آپ کے بارے میں متواتر ہر پندھرواڑے میں پانچ خوابیں دیکھی ہیں، ان سے بیقرار ہو کر یہاں پہنچ گیا ہوں ۔چونکہ ان خوابوں کا تعلق آپ کی ذات گرامی سے ہے اس لیے ان کی تعبیر آپ ہی بتا سکتے ہیں ۔اگر حکم ہو تو عرض کروں ۔'' فرمایا'' ہاں بیان کرو ۔'' میں نے مذکورہ خوابیں من وعن بیان کر دیں ۔ یہ خوابیں سن کر آپ نے فرمایا۔'' اچھا چلو باہر ۔'' میں اٹھ کر باہر آ گیا۔صبح ہوئی تو پھر بلایا گیا۔ بیٹھتے ہی آپ نے فرمایا'' کام تو اویسی نسبت سے ہو جاتا ہے مگر بہر صورت تربیت ضروری ہے ۔'' پھر سکوت فرما کر فرمایا کہ ''اچھا طریقت نے قبول کر لیا ہے ۔'' آپ چارپائی سے اٹھ کر میرے سامنے آ بیٹھے اور اپنے دو معمولات تلقین فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ'' ان کو معمولی خیال نہ کرنا۔میں تم کو خزانہ دے رہا ہوں ۔جاؤ اجازت ہے پھر اگر دل چاہے تو آ جانا۔'' اس پر مجھے اپنے اندر بہت کچھ تبدیلی محسوس ہو رہی تھی اور ایک خلش سی پا رہا تھا۔

شوریست نوا ریزی تارنغم را
پیدا نئی اے جنبش مضراب کجائی

ترجمہ: ''اندر ایک شور برپا ہے۔ اے ساز بجانے والے چھلے! تیری جنبش کہاں گم ہوگئی ہے؟''

Marfat.com

نماز اور جماعت کا خیال پختہ ہو گیا۔ معمولات کی ادائیگی میں بھی پابندی آ گئی۔ فیشنی لباس جو محسوس ہونے لگا تھا، اتار پھینکا۔ نشست و برخاست میں نمایاں فرق ہو گیا اور سب سے بڑی بات جو نصیب ہوئی وہ یہ تھی کہ دن اور رات میں جب سونے کے لیے لیٹتا اور آنکھ لگ جاتی تو حضرت کی صورت کسی نہ کسی انداز میں میرے سامنے ہوتی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ تین چار دن ہی گزرے تھے کہ پھر حاضری کے لیے طبیعت بیقرار ہوگئی اور دوسری بار حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس وقت بھی یہ ذہن تھا کہ اب کے تو جاتے ہی پوچھ ہوگی۔ گویا اس باطنی مرض سے خلاص نہیں ہوئی تھی لیکن معاملہ پھر اس کے خلاف پیش آیا۔ تین روز تک کسی نے پوچھا تک نہیں کہ بھیا کون ہو؟ بیگانگی کا پورا مظاہرہ تھا۔ تین دن یونہی گزر گئے۔ باطنی جہالت نے پھر سر اٹھایا۔ مردہ سانپ کی طرح نفس امارہ نے آخری پھنکارا مارا۔ اس بے نیازی سے بوکھلا اٹھا اور یہ صور پھونکا کہ یہاں سے چلو، یہ بے عزتی کسی طرح گوارا نہیں کی جا سکتی، گھریلو فقر ہی کافی ہے۔ چنانچہ لال بھبوکا ہو کر اپنا بیگ اٹھایا اور بغیر اجازت واپسی کے لیے اٹھ کھڑا ہوا۔ جہاں پرائمری سکول ہے وہاں تک تو جوش میں چلا آیا لیکن اس سے آگے قدم نہ اٹھ سکا۔ کھڑا ہو گیا، ضمیر نے جھنجھوڑا، جوش ٹھنڈا ہوا، ہوش آیا، سوچا، غور کیا۔ کھڑے ہوئے دس منٹ گزر گئے۔ پھر واپس مڑا، دس قدم چل کر پھر جہالت نے سر ابھارا کہ دوبارہ جانا بھی تو ذلت ہے، یہ ذلت کون برداشت کرے۔ پھر واپسی کے لیے مڑا، سکول تک آ کر پھر قدم رک گئے۔ غرضیکہ اس کشمکش میں تقریباً نصف گھنٹہ گزر گیا۔ آخر ضمیر کی آواز اور مقصد کی دھن غالب آئی اور واپس مسجد میں آ کر بیٹھا ہی تھا کہ ایک حاضر باش خادم نے کہا کہ حضرت بلا رہے ہیں۔ حاضر ہوا۔ صف پر دوزانو بیٹھ گیا۔ آپ چارپائی سے اٹھ کر میرے سامنے تشریف فرما ہوئے۔ بیٹھتے ہی فرمایا کہ "آپ کو معلوم نہیں کہ طریقت میں بغیر اجازت جانا کفر ہے؟ کیا دوکان پر سودا لیے بغیر واپس جانا چاہیئے؟ کیا لوہار سے

Marfat.com

تکلا درست کرائے بغیر جانا درست ہے؟" شوخیٔ طبع کہیے کہ گستاخی کیے بغیر نہ رہ سکا۔ میں نے جواباً عرض کیا کہ "آپ نہ تو دکاندار ہیں اور نہ لوہار۔ کیونکہ یہ تو میری ضرور رعایت کرتے۔ یہاں تو رعایت کا سوال ہی نہیں۔" (حالانکہ یہ تو میرا علاج تھا مگر کوتاہ فہمی سے کچھ اور سمجھ رہا تھا) آپ نے مثنوی کے دو تین اشعار اپنے فطرتی سوز و گداز اور خوش الحانی سے پڑھے۔ غالباً پہلا شعر یہ تھا۔

علم انوار است در سینۂ رجال
نے زراہ دفتر و نے قیل و قال

ترجمہ: "علم انوار کا ذریعہ مردان خدا کا سینہ ہے نہ کہ کتابوں کا ڈھیر اور بحث و تکرار۔"

علم از سینہ بسینہ آمدہ۔ غالباً اس وقت ان اشعار سے میرا تکدر اور طریقت کی حقیقت سمجھانے کی کوشش فرما رہے تھے۔ اس وقت آپ نے شکر خنداں ہو کر بڑے پیارے انداز سے فرمایا کہ "پھر رہ سکتے ہو؟" جواباً پھر گستاخی کی کہ "نہیں۔" پھر آپ نے فرمایا کہ "کسی صورت سے رہ سکتے ہو؟" (بھلا یہ بیگانگی تھی) آپ کے بار بار اصرار فرمانے پر میں نے عرض کیا کہ "ایک شرط پر رہ سکتا ہوں۔" فرمایا "وہ شرط کیا ہے؟" میں نے کہا کہ "مجھے یہاں بیٹھک میں آنے کی اجازت فرمایئے تو رہ سکتا ہوں۔" آپ نے خدام کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ "آئندہ انہیں کوئی نہ روکے۔" اور ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ "اچھا چلو باہر بیٹھو۔" (یہ فقرہ میرے لیے تازیانہ سے کم نہ ہوتا) دوسرے روز اجازت ہوگئی واپس آیا تو مجھ میں بہت کچھ انقلاب آچکا تھا۔ مثلاً جو چیزیں اس کو بارگراں محسوس ہوتی تھیں اب بخوشی اٹھانے کو تیار ہوگیا تھا۔ نیز ایک اور نئی کیفیت نصیب ہوئی۔ یعنی ہر وقت موت کا تصور بلکہ قبر سامنے رہتی، گویا میں قبر میں لیٹا ہوا ہوں۔ نہ صرف تصور بلکہ حالی صورت میں موت مجھ پر طاری ہو جاتی۔ اس وقت اس ہیبت سے

لرزہ طاری ہو جاتا، سینے میں سانس رکتا معلوم ہوتا، چہرے کا رنگ زرد ہو جاتا۔ اس کیفیت سے فنائے دنیا کا نقشہ بندھ گیا۔ طبیعت ہر چیز سے بے زار ہوگئی۔ شخصیت وغیرہ سب خواب و خیال ہوگئی۔ کیا اچھا وقت تھا، کاش کہ ایسا ہی رہتا۔ مگر برا ہو اس دنیا کا کہ پھر اس سے آنکھ لڑ گئی۔

آبادئ چمن سے کیا کام تھا ہمیں
اے الفتِ چمن تیرا خانہ خراب ہو

اصطلاح تصوف میں اگر یوں تعبیر کیا جائے کہ حضرت نے جذبہ فنا تک پہنچا دیا تو بجا ہوگا۔ چونکہ میں بہت کچھ بدل چکا تھا اس لیے آپ کی طرف بھی معاملہ تبدیل ہوگیا۔

تربیت کی چند جھلکیاں:

سلسلہ رشد و ہدایت میں تربیت ہی ایک مشکل اور کٹھن مرحلہ ہے مگر حضرت اپنے مشرب کے مربی کامل تھے۔ آپ کی تربیت ہمہ پہلو ہوتی تھی۔ طالب کا کوئی پہلو آپ کی نظر سے اوجھل نہ رہتا۔ تربیت کا احساس ہی تھا کہ احتساب کی گرفت کسی وقت ڈھیلی نہ ہوتی۔ حتیٰ کہ اس احتساب سے نشست و برخاست جیسی معمولی باتیں بھی باہر نہ تھیں۔ عموماً لوگ انہیں معمولی سمجھتے ہیں۔ ظاہر و باطن کی تربیت میں سنت کے اس قدر شیدا تھے کہ سنت کے خلاف کوئی بات برداشت نہ کر سکتے۔ بعض دفعہ تو بے تحاشا برس پڑتے تھے اور اس معاملہ میں چھوٹے بڑے امیر و غریب، عالم و جاہل کا کوئی سوال نہ تھا لیکن یہ طریقت کا کمال تھا کہ جس پر برستے وہ ہمیشہ کے لیے سدھر جاتا اور یہ حسرت رہتی کہ کاش یہ برستے ہی رہیں۔

اوراد و وظائف کا بار نہ ڈالتے بلکہ کام ہمت باطنی سے ہی لیتے۔ لکھے پڑھے لوگوں کو اگر مناسب سمجھتے تو کسی کتاب کے پڑھنے کا مشورہ بھی دیتے یا خود کسی کتاب کا

Marfat.com

کوئی مقام طالب کو دکھانے پر اکتفا کرتے۔ عموماً کشف المحجوب اور مکتوبات امام ربانی کے مطالعہ کا ارشاد فرماتے۔ کشفی حالات کا حد درجہ اخفا فرماتے لیکن طالب پر خود بخود یہ عمل بخوبی واضح ہو جاتا کہ یہ میری بات ہو رہی ہے۔ از دیادِ یقین کے لیے کبھی خود بھی ظاہر فرما دیتے۔ اصلاح طالب میں وعظ و دیگر پند و نصائح سے بھی کام لیتے جس کا اثر نہایت عمدہ ہوتا۔ بڑے بڑے اہم مسائل نہایت مختصر اور چھوٹی چھوٹی مثالوں اور جامع الفاظ سے حل فرما دیتے جو طالب کے دل میں اتر جاتے۔ ذاتِ گرامی جلال و جمال کا سنگھم تھی۔ جلال آگے نہ بڑھنے دیتا اور جمال پیچھے نہ ہٹنے دیتا لیکن تربیت میں جلالی رنگ غالب تھا۔ غالباً اس لیے کہ جلالی تربیت زیادہ مستحکم اور زیادہ متمکن ہوتی ہے۔ چند واقعات جن کا صرف میری ذات سے تعلق ہے ان کا بیان ضروری ہے تاکہ مندرجہ بالا حقائق کی تصدیق ہو سکے۔

باطنی ہمت سے تربیت:

عموماً صاجنرادگان اور پیرزادگان کو تسخیرِ خلائق کا خیال دامنگیر رہتا ہے۔ جہاں حضرت کے فیض نگاہ سے صفات رذیلہ مغلوب ہوئیں، معدوم تو غالباً ہوتی ہی نہیں، وہاں میرے اندر بھی بعض مجبوریوں کی بنا پر اس جذبہ تسخیرِ خلائق نے سر اٹھایا جس کا دبانا میرے بس میں نہ رہا اور بے قرار ہو کر اس کا علاج ڈھونڈنے کے لیے حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ خیال یہ تھا کہ حضرت کوئی وظیفہ برائے تسخیر تلقین کر دیں گے یا یہ خیال ہی ختم ہو جائے گا اور اس قلبی مرض سے نجات حاصل ہو جائے گی۔ جب حاضرِ خدمت ہوا اور اپنا مدعا بیان کرنے کو ہی تھا۔

ابھی نا آشنائے لب تھا حرفِ آرزو میرا
زباں ہونے کو تھی منت پذیرِ تابِ گویائی

Marfat.com

کہ آپ نے بڑے جلال سے فرمایا کہ "جب عیاں ہو تو بیاں کی کیا ضرورت ہے؟ جاؤ وہاں بیٹھو۔" اب بیان کی تو ضرورت ہی نہ رہی تھی صرف انتظار تھا تو اس بات کا کہ کب اور کیسے اس کا علاج ہوتا ہے۔ تین دن کے قیام کے بعد آپ سے جب رخصت ہونے لگا تو آپ نے مصافحہ کے لیے ہاتھ میں ہاتھ لیا تو ہاتھ دباتے اور ساتھ یہ فرماتے کہ "سید علی کبیر ہمدانی" کا ارشاد ہے کہ تسخیر خلائق کا خیال لوہے کا زنار ہے اس کو توڑنا چاہیے۔" یہ فرماتے وقت ہاتھ کو بھی دباتے جاتے، تین بار آپ نے ہاتھ دبایا۔ مصافحہ کے بعد حجرہ مبارک سے باہر آیا تو مجھے محسوس ہوا کہ تسخیر خلائق کے خیال کا کانٹا قلب و ذہن سے صاف نکل چکا تھا اور اس چبھن سے بالکل آرام آ چکا ہے اور ساتھ ہی تسخیر کا کام بھی شروع ہو گیا۔ لوگ عزت و احترام سے پیش آنے لگے۔ چار سال ہو چکے تھے کہ مال مویشی سے فارغ ہو چکا تھا اور کوئی صورت خریدنے کی نہ بنتی تھی۔ جب گھر آیا تو ایک شخص ایک عمدہ نسل کی شیر دار بھینس معہ کٹی اور سر پر چارے کے گٹھا لے آیا۔ پھر ایک درویش جو نہایت مخلص تھا وہ بھی خود بخود حاضر ہو گیا۔ غرضیکہ کام چل نکلا۔ پھر آنے جانے والوں کی اچھی خاصی رونق شروع ہو گئی۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ۔

ذہنی تربیت:

ایک بار حاضر ہوا اور حجرہ شریف میں جا کر بیٹھا ہی تھا کہ اپنے ایک حاضر باش خادم سے فرمایا کہ الماری سے کشف المحجوب لے آؤ ان سے ایک مسئلہ سمجھنا ہے۔ یہ سن کر میں گھبرا گیا کہ مجھ سے آپ نے کیا سمجھنا ہے، سمجھانا مقصود ہے۔ چنانچہ میں نے اپنے آپ کو سنبھالا۔ اتنے میں خادم نے کشف المحجوب آپ کے ہاتھ میں دی۔ آپ چند ورق الٹا کر فرمانے لگے کہ یہ عبارت پڑھیے۔ عبارت یہ تھی کہ "جو شخص نفس کی قید میں مبتلا ہو گیا وہ خدا سے دور ہے خواہ کعبہ کے اندر ہو اور جو شخص نفس کی قید سے رہائی

Marfat.com

پا گیا وہ خدا کے نزدیک ہے خواہ بت خانہ میں ہو اور اس کا طریق تسلیم ہے۔" فرمایا "اس عبارت کا مطلب بیان کیجیے۔ پوچھا تو پہلے بھی کئی علما سے ہے مگر اطمینان نہیں ہو سکا۔ چونکہ تم سے حسن ظن ہے اس لیے پوچھا ہے۔" میں نے عرض کیا "حضرت داتا صاحبؒ چونکہ امراض باطنی کے بہت بڑے حکیم ہیں اس لیے آپ ایک بنیادی مرض باطنی کی اور اس کے نتائج کی نشان دہی فرما رہے ہیں۔ مرض تو ہے نفس کی قید میں مبتلا ہو جانا اور اس کا نتیجہ ہے خدا سے دوری۔ اور صحت یہ ہے کہ قید نفس سے رہائی نصیب ہو جائے اور اس کا نتیجہ ہے قربِ خداوندی۔" اتنا عرض کرنے پر خاموش ہو رہا۔ ارشاد ہوا "یہاں تک تو یہ ٹھیک ہے لیکن اس سے اگلی عبارت کا مطلب کیا ہے؟" میں نے عرض کیا "اب حضرت داتا صاحبؒ اس مرض سے رہائی کا طریقہ فرما رہے ہیں کہ وہ طریقہ تسلیم ہے۔" فرمایا "تسلیم کیا ہے؟" عرض کیا "تدبیر سے دست بردار ہو کر سراسر اپنے آپ کو تقدیر کے حوالے کر دینا۔" پھر ارشاد ہوا "اس پر کوئی آیت پیش کر سکتے ہو؟" عرض کیا "جی ہاں کر سکتا ہوں۔" میں نے یہ آیت پیش کی

مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ۔ [البقرۃ،112]

ترجمہ: "جو شخص خدا کے آگے گردن جھکا دے اور وہ نیکو کار بھی ہو۔"

میرے ان جوابات سے آپ بے حد خوش ہوئے اور خوشی کے آثار چہرہ اقدس سے ظاہر ہو رہے تھے۔ خادم سے مخاطب ہو کر فرمانے لگے کہ "پہلے کسی مولوی نے جوابات نہیں دیئے۔ اچھا کتاب رکھ دو جو بات سمجھانی تھی سمجھا دی۔"

دین و دنیا کا رشتہ:

ایک بار حاضر ہوا تو فرمانے لگے کہ "یہ تو بتاؤ کہ دین اور دنیا کا آپس میں کیا رشتہ ہے؟" میں نے وہی پرانی بات عرض کر دی کہ "ان دونوں کا آپس میں سوکن کا رشتہ

Marfat.com

ہے۔" فرمایا" یہ غلط ہے۔" میں اس پر چوکنا ہوا کہ یہ نئی بات ہے۔ فرمایا" دین اور دنیا کا رشتہ شہزادی اور گولی (نوکرانی) کا رشتہ ہے۔ جو شخص شہزادی سے نکاح کر لیتا ہے تو اس کی گولی، دنیا، زبردستی اس کے ساتھ آتی ہے۔ جو شہزادی سے نکاح نہ کرے گا تو اس کی گولی بھی کبھی نہیں آئے گی۔ کیونکہ وہ جس کی گولی ہے اس کے ساتھ ہی جائے گی اور منت سماجت سے بھی نہیں آئے گی اور ذلت الگ اٹھانی پڑے گی۔" کتنا بڑا مسئلہ تھا جو ایک معمولی مثال دے کر حل فرما دیا۔

جمعہ شریف کا حکم:

ایک بار حاضری نصیب ہوئی تو حسنِ اتفاق کہیے کہ حجرہ شریف میں صرف حضرت تھے یا میں تھا تیسرا کوئی موجود نہ تھا ورنہ ایسا اتفاق بہت کم ہوتا تھا۔ آپ اس وقت نہایت خوش وقت تھے ارشاد ہوا "جمعہ شریف پڑھاتے ہو؟" میں نے کہا "نہیں۔" فرمانے لگے "اس میں بڑی برکت ہوتی ہے۔" یہ فرما چکے تو ایک حاضر باش خادم اندر آ گیا۔ بس آپ خاموش ہو گئے گویا کوئی ذکر ہی نہ تھا۔ دوسری صبح پھر حجرہ شریف میں حاضر ہوا تو حسن اتفاق پھر تنہائی نصیب ہوگئی۔ آپ نے پھر وہی ذکر شروع فرما دیا۔ فرمایا کہ "جمعہ شریف پڑھانا چاہیے اس میں بڑی برکت ہوتی ہے۔" پھر شوخئ طبع سے گستاخی کر بیٹھا کہ "دیواروں کو پڑھایا کروں؟ آدمی تو کوئی آتا نہیں۔ اگر جمعہ پڑھوانا ہو تو دعا فرمایئے۔" طبع مبارک جوش پر آئی اور فرمایا کہ "دعا اور کس طرح کرتے ہیں؟" آپ کا اتنا کہنا تھا کہ جمعہ شریف کی محبت میرے دل کی گہرائیوں میں اتر گئی جو آج تک نہیں نکلی اور یقین ہے کہ مرتے دم تک نکلے گی بھی نہیں۔ آج بیس سال کا عرصہ گزر گیا ہے کہ جمعہ شریف قضا نہیں ہوا۔ آپ نے اجازت فرمائی جاؤ جمعہ شریف شروع کرا دو۔ گھر آیا۔ جمعہ شریف کبھی پڑھایا نہ تھا لیکن شوق کا یہ عالم تھا کہ

Marfat.com

بغیر جمعہ شریف پڑھے رہ نہ سکتا تھا۔ جمعرات کی شام سے ہی ذوق و شوق کا عجیب عالم تھا۔ نہایت اہتمام سے نہایا دھویا جمعہ شریف کے لیے تیار ہو گیا۔ تین آدمی بلا کر جمعہ شریف پڑھایا۔ ڈیڑھ سال تک بس یہی تین چار آدمی تھے جو جمعہ شریف میں شریک ہوتے رہے لیکن شوق کا وہی عالم ہوتا جس کا تعلق لوگوں کی تعداد سے نہ تھا بلکہ اس کا تعلق کسی اور جہان سے تھا۔ اٹھارہ سال کا عرصہ ہونے کو آیا ہے مگر شوق کا عالم یہ ہوتا ہے کہ آج ہی پہلا جمعہ شریف پڑھانے لگا ہوں۔ اس عرصہ میں حوادثاتِ زمانہ نے کیا کیا رنگ نہ دکھائے۔ مگر سبحان اللہ! ان اللہ والوں کے تصرفات کا بھی عجیب عالم ہے کہ ان کی ہمت باطنی کے سامنے حوادثات کے خواہ پہاڑ ہوں پرِ کاہ کی حیثیت نہیں رکھتے اور ان کے تصرفات کی گہرائی کو کون پہنچ سکتا ہے۔ آپ نے ایک روز فرمایا کہ "ہمت ہی اسمِ اعظم ہے۔"

روشن ضمیری:

کسی وقت صرف اپنی روشن ضمیری سے ہی اصلاح و تربیت فرماتے اس میں کلام کو ہرگز دخل نہ ہوتا۔ آپ کی عادت مبارک تھی کہ علما اور سادات کو ہمیشہ کھانا اپنے سامنے بیٹھک میں کھلاتے اور امتیازی کھانا کھلاتے۔ ایک روز چودھری محمد رفیع صاحب جو آپ کے خدام میں سے ہیں آئے ہوئے تھے مگر حضرت نے ان کو سب سے الگ کھانا کھلایا۔ میرے دل میں یہ وسوسہ پیدا ہوا کہ آپ بمقابلہ علما و سادات چودھریوں کی عزت زیادہ کرتے ہیں حالانکہ ایسا نہ چاہیے۔ حضرت اس وقت اندرون خانہ تشریف رکھتے تھے فوراً آپ نے ایک خادم کو بھیجا کہ ان سے کہو کہ وہ کھانا محمد رفیع کے ساتھ کھائیں۔ جب خادم نے آپ کے حکم کی اطلاع دی تو میں سمجھ گیا کہ آپ میرے اس وسوسہ سے آگاہ ہو گئے ہیں۔ پھر وسوسہ آیا کہ شاید یہ اتفاقی بات ہو۔ خادم سے کہا کہ عرض

Marfat.com

کر دو کہ وہ کہتا ہے کہ میں یہاں ہی کھانا کھاؤں گا۔ اس کے عرض کرنے پر آپ نے دوبارہ تاکید کر کے فرمایا کہ نہیں وہیں کھانا کھاؤ۔ چنانچہ اٹھا اور ندامت وخجالت سے سر جھکائے ان کے پاس جا کر کھانا کھایا۔ پھر یہ سمجھ میں آ گیا کہ کھانا کیوں الگ کھلایا گیا۔

ایک وسوسہ کی برکت:

جب آپ بیمار ہو کر صاحب فراش ہو گئے۔ وجع المفاصل (جوڑوں کا درد) ہونے سے آپ کھانا خود نہ کھا سکتے تھے بلکہ مولوی غلام رسول صاحب کھانا کھلایا کرتے تھے۔ ایک روز مولوی غلام رسول صاحب کھانا کھلا رہے تھے میں بھی حاضر تھا۔ میرے دل میں خیال آیا کہ تمام بزرگان سلف اپنے خدام پر شفقت فرماتے ہوئے کبھی کبھار اپنے ساتھ کھانا کھلاتے یا اپنے پس خوردہ سے نوازتے تھے حضرت نے ایسا کبھی نہیں کیا۔ یہ خیال آیا ہی تھا کہ آپ نے مولوی صاحب موصوف سے فرمایا کہ ''میں تو کھانا کھا چکا ہوں باقی ان کو دے دو کہ وہ کھالیں۔'' وہ سارا کھانا میرے سامنے رکھ دیا گیا۔ ایک صاحب اور بھی وہاں بیٹھے ہوئے تھے میں نے بے مروتی سمجھتے ہوئے ان کو بھی کھانے کی دعوت دی۔ آپ نے متوجہ ہو کر فرمایا ''بس اپنے معاملہ کی فکر چاہیے۔''

❀❀❀❀

یادِ یارِ مہربان آید ہمی

[بحوالہ ماہنامہ سلسبیل؛ لاہور؛ اگست؛1966ئ]

تحریر: جناب سید محمد کرم شاہ صاحبؒ

(نوٹ: جناب سید محمد کرم شاہ صاحب موضع بھون، تحصیل وضلع حافظ آباد کے رہنے والے تھے اور حضرت میاں صاحب شرقپوری کے چہیتے مرید اور سید نور الحسن شاہ صاحب کیلیانوالہ شریف کے برادرِ

نسبتی تھے ۔رحمۃ اللہ علیہم) آپؒ حضرت شاہ صاحب کیلانی اور حضرتِ سیدویؒ کے بیچ رابطہ رہے اور ان تمام واقعات کے چشم دید گواہ تھے ۔لہٰذا سید محمد کرم شاہ صاحب کا مضمون یہاں شامل کرنا ضروری خیال کیا۔ (الطاف محمود)

ایک دن حضور (حضرت میاں شیر محمد شرقپوریؒ) اور شاہ صاحب (سید نورالحسن شاہ صاحبؒ (حضرت کیلیانوالہ) میاں شیر محمد شرقپوریؒ صاحب کے جلیل القدر خلیفہ) باہر تشریف لے چلے ۔دروازہ کے باہر نکلے تو ایک کتی (کتیا) سفید رنگ کی جس کے سر میں کیڑے پڑے ہوئے تھے سر کی کھوپڑی کیڑے کھا چکے تھے، دیکھی تو وہ آپؒ کو دیکھ کر کھڑی ہوگئی اور زبان حال سے اپنا دکھ سناتی رہی ۔آپؒ نے فرمایا ''کوئی بندہ ایسا ہو جو اس بچاری کو فینائل لا کر لگا دے ۔'' تو حضرت (نورالحسن) شاہ صاحبؒ نے عرض کی کہ ''یا حضرت ! میں ہی بندہ بن جاتا ہوں ۔'' تو حضورؒ نے ارشاد فرمایا کہ ''جلدی کرو ۔'' شاہ صاحبؒ دوڑ کر فینائل لائے اور اس کے سر پر لگا دی ۔اس کے بعد وہ بھاگ گئی ۔آٹھ نو روز کے بعد جب پوری صحت یاب ہوگئی تو بیٹھک شریف میں آ گئی ۔دیر تک حضورؒ کو تکتی رہی ۔کسی نے عرض کیا کہ یا حضرت ! یہ وہی کتیا ہے جس کے سر میں کیڑے پڑے ہوئے تھے تو حضورؒ یہ سن کر بہت خوش ہوئے اور روٹی لا کر ڈالی، وہ کھا کر چلی گئی ۔پھر ہر روز تین وقت آتی رہی اور حضرت صاحبؒ اپنے دست مبارک سے روٹی ڈالتے رہے ۔کچھ مدت کے بعد اس کتیا نے بچے جنے تو حضورؒ نے دیکھ کر فرمایا ۔''روشن دینا! ایہہ ماڑی کیوں ہوگئی اے'' (یہ کمزور کیوں ہوگئی ہے؟) کسی نے عرض کیا کہ ''حضور! اسے نے بچے جنے ہیں ۔'' آپؒ نے فرمایا ''اچھا اچھا، اس نے بچے دیے ہیں؟ جا، جا کر بچے لا کر مجھے دکھا ۔'' وہ چلی گئی ۔ایک بچہ منہ میں ڈال کر لے آئی اور آگے رکھ کر چلی گئی، دوسرا لے آئی، پھر تیسرا لے آئی ۔آپؒ نے فرمایا ''بس بس میں نے دیکھ لیے ہیں ۔'' پھر اسی طرح لے گئی ۔

Marfat.com

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت اعلیٰؒ قبرستان کی طرف تشریف لے جا رہے تھے۔ پھاگن کا مہینہ تھا، بادل چھائے ہوئے تھے۔ ہلکی ہلکی بوندا باندی ہو رہی تھی۔ اچانک ایک مکان کی طرف حضورؒ کی نظر پڑی جس کی کچی دیواریں ابھی تازہ ہی تیار دکھائی دیتی تھیں۔ چھت ندارد لیکن چھت کا سامان قریب ہی پڑا تھا۔ آپؒ نے فرمایا ''یہ کسی کا مکان بارش سے خراب ہو جائے گا، اس کا چھت کیوں نہیں ڈالتے۔'' تو کسی نے عرض کی کہ ''حضور! یہ مکان فلاں کھوجے کا ہے، اس کے ہمسایہ کا مکان پختہ ہے وہ اس کو اپنی دیوار پر چھپر نہیں رکھنے دیتا، قیمت مانگتا ہے۔'' یہ سن کر آپ واپس آ جاتے ہیں اور فوراً اس کھوجے کے گھر چلے گئے جو پختہ مکان والا تھا۔ وہ بھی دیکھ کر دوڑتا ہوا حاضر خدمت ہوا تو آپؒ نے اس سے دریافت فرمایا کہ ''اس دیوار پر تمہاری کتنی لاگت آئی؟'' اس نے عرض کیا کہ ''یا حضرت! دوسو روپیہ خرچ ہوا ہے۔'' آپؒ اپنی جیب سے دوسو روپیہ لے کر اس کو دیتے ہیں اور وہ لیتا نہیں۔ بار بار عرض کرتا ہے کہ اسے فرما دیں کہ چھپر ڈال لے، میں قیمت ہرگز نہ لوں گا۔ آخر آپؒ نے دوسو روپیہ اس کی جیب میں ڈال کر فرمایا کہ ''یہ روپیہ اب میرا نہیں تیرا ہے۔'' وہ بچارا اسی وقت اس کچے مکان والے کے پاس جاتا ہے۔ اس کے گھر سے پتہ چلتا ہے کہ وہ موجود نہیں کسی اور گاؤں میں چلا گیا ہے۔ واپس آ کر خود ہی سارا انتظام کر کے شام تک چھت تیار کروا دیتا ہے۔ اور پھر شام کو حضرت صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہوتا ہے اور بار بار درخواست کرتا ہے کہ حضور یہ دوسو روپیہ لے لیں مگر آپؒ نے نہ لیا۔ سبحان اللہ، آپؒ لوگوں کے کیسے ہمدرد تھے۔ نہ ان کا آنا نہ جانا نہ کوئی اور تعلق، صرف رب کی مخلوق سمجھ کر یہ ہمدردی و ایثار۔

حضرت صاحبؒ کے کنوئیں کے جنوب کی جانب ایک زمیندار کا کنواں تھا جس پر ایک بہت بڑا آم کا درخت تھا لیکن شروع سے ہی اسے کبھی پھل نہ لگا تھا۔ لوگ اسے کہتے کہ تو کیوں نہیں میاں صاحبؒ سے عرض کرتا۔ وہ کہتا کہ وہ خدا تو نہیں۔ ایک

Marfat.com

دفعہ حضورؒ خود اس کے کنوئیں پر تشریف لے گئے تو کسی نے اس زمیندار سے کہا کہ لے بھائی، آج تو اللہ تعالیٰ کی تجھ پر خاص مہربانی ہوگئی کہ خود حضور تشریف لے آئے ہیں۔ اٹھ جلدی کر، عرض کر کے اپنا مقصد حاصل کر لے۔ آپؒ اسی آم کے درخت کے نیچے تشریف فرما ہوئے۔ درخت کو دیکھ کر فرماتے ہیں۔ ''عَشقے عَشقے (واہ واہ) اس درخت کی کتنی بڑی چھاؤں ہے۔'' اتنے میں درخت کا مالک بھی آ پہنچا۔ اس نے عرض کیا ''یا حضرت! بس چھاؤں ہی چھاؤں ہے، پھل نہیں لگتا۔'' تو آپؒ نے فرمایا ''مولا کریم کے آگے کچھ کمی نہیں۔ اسی سال ہی ان شاء اللہ پھل لگ جائے گا۔'' اس سال سے لے کر آج تک اتنا پھل لگتا ہے کہ مثال نہیں ملتی اور پھر لطف یہ کہ کچا پھل گرتا نہیں۔ وہ آم بندہ نے بھی دیکھا ہے۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت صاحبؒ مکان شریف تشریف لے گئے عرس مبارک پر، جمعہ کا روز تھا۔ جب آپؒ مسجد میں داخل ہو گئے تو کسی قریب کی بستی میں کسی آدمی کو ہلک (باؤلہ پن) پڑا ہوا تھا۔ اس کو چارپائی پر جکڑ کر اس کے وارث لے آئے۔ سجادہ نشین صاحب سے عرض کیا کہ آپ حضور سے سفارش کریں تو وہ دم کریں گے اور یہ صحت یاب ہو جائے گا۔ سجادہ نشین صاحب نے فرمایا کہ بھئی میری تو جرأت نہیں لیکن تجویز بتاتا ہوں۔ مسجد کا ایک خاص دروازہ ہے جہاں سے صرف حضرت صاحب مسجد میں آتے جاتے ہیں۔ اس دروازے کے آگے چارپائی رکھ دو اور خود ذرا ہٹ کر بیٹھ جانا۔ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ جب حضورؒ جمعہ کی نماز کے بعد باہر تشریف لانے کے لیے اس دروازہ پر آئے تو رستہ بند تھا۔ آپؒ نے فرمایا ''اس بیچارے کو کیوں باندھ رکھا ہے یہ تو بالکل تندرست ہے۔'' آپؒ نے کوئی دم وغیرہ نہ کیا اس کی چارپائی کے سرہانے کی طرف سے گذر کر حجرہ مبارک میں تشریف لے گئے۔ اس کے وارث یہ دیکھ کر افسوس سے کہنے لگے کہ ہماری بدقسمتی کہ حضور نے دم نہیں کیا۔ جب

مریض کے نزدیک پہنچے تو وہ کہنے لگا۔ خدا کی قسم میں بالکل صحت یاب ہو گیا ہوں مجھے کھول دو۔ انہوں نے کھول دیا اور وہ ان کے ساتھ پیدل چل کر اپنے گھر گیا۔ سبحان اللہ و بحمدہ۔

حضرت میاں صاحبؒ کے کرامات مبارکات کوئی کہاں تک بیان کرے۔ بڑے بڑے اہلِ قلم کے قلم گھس جائیں لیکن یہ سلسلہ ختم نہ ہو جبکہ آپؒ کی ایک ادنیٰ سی جنبش بھی کرامات سے بھرپور ہو بھلا اس بندہ عاجز کی کیا مجال کہ بیان کر سکے۔ یہ تو اس گلستان لامتناہی کے ایک پھول کی بند پتیاں تھیں جو پیش کر دیں۔ آیئے اب حضرت شاہ صاحبؒ کی کچھ کرامات کے بارے میں ذکر ہو جائے کہ آپؒ بھی اسی گلستان کے ایک پھول ہیں جس کے ایک جھونکے نے مشام جان جہاں کو معطر کر دیا۔

حضرت اعلیٰ میاں صاحبؒ بوجہ علالت حکیموں اور ڈاکٹروں کی رائے سے کوہ مری تبدیلی آب وہوا کی خاطر تشریف لے گئے۔ جب افاقہ نہ ہوا تو واپس تشریف لے آئے۔ حضرت شاہ صاحبؒ بھی ساتھ ہی تھے۔ آپؒ نے راستہ میں ہی مجھے خط لکھا کہ حضرت صاحب قبلہؒ کو واپس لا رہے ہیں فلاں تاریخ کو شرقپور شریف پہنچ جاویں گے حضرت اعلیٰؒ کی طبیعت مبارک بہت علیل ہے۔ تو بندہ خط پڑھ کر شرقپور شریف پہنچ گیا۔ اس وقت آپؒ اردو بولتے تھے اور زیادہ تر استغراق میں رہتے۔ دو روز کے بعد جبکہ آپؒ کی چارپائی کے قریب یہ عاجز اور حضرت شاہ صاحبؒ بیٹھے تھے آپ کو استغراق سے کچھ افاقہ ہوا تو عاجز کا نام لے کر فرمایا وہ کہاں ہے؟ دین محمد (جو آپؒ کا خاص غلام تھا اور پاس ہی بیٹھا تھا) نے عرض کی یا حضرت، یہ پاس ہی بیٹھے ہیں۔ تو عاجز کا ہاتھ پکڑ کر پھر حالت استغراق میں ہو گئے۔ دیر بعد جب ہوش آیا تو حضرت (نورالحسن) شاہ صاحبؒ کا اسم شریف لے کر اسی طریق سے فرمایا کہ وہ کہاں ہیں تو دین محمد نے عرض کی کہ حضور، یہ پاس ہی بیٹھے ہیں۔ تو عاجز کا ہاتھ حضرت شاہ صاحبؒ کے ہاتھ میں دے کر

Marfat.com

فرمایا کہ ان کا ہاتھ پکڑلو وہ پکڑ لیتے ہیں ۔ مجھے فرمایا کہ تم حضرت شاہ صاحب کے پاس جایا کرنا یہاں صرف عرس شریف پر آیا کرنا۔ پھر حضرت شاہ صاحبؒ مجھے اور سراجدین جٹ کو ، جو میرے ہی گاؤں کا رہنے والا تھا ، رخصت فرماتے ہوئے فرمایا۔ تم جاؤ اور کیلیانوالہ میں جمعہ پڑھا کر آ جانا آپ کو لاہور آ کر پتہ لگ جائے گا۔ حضرت شاہ صاحبؒ جمعہ شریف پڑھا کر ہفتہ کے روز جب رات کو سوتے ہیں تو اسی رات حضرت اعلیٰ صاحبؒ کا 11 بج کر 7 منٹ پر انتقال شریف ہو جاتا ہے تو حضرت شاہ صاحبؒ کو اسی وقت پتہ چل جاتا ہے ۔ سراجدین کو فرماتے ہیں ۔ اٹھ سراجدین، میرے پیارے محسن حضرت اعلیٰؒ کا وصال شریف ہو چکا ہے ۔ اسی وقت دوڑ کر علی پور کے اسٹیشن پر آئے اور گاڑی پر سوار ہو کر لاہور آئے تو سارے لاہور کی دکانیں بند دیکھ کر سمجھ جاتے ہیں اور بس پر سوار ہو کر شرقپور شریف پہنچے تو جنازہ شریف تیار تھا۔ حضرت شاہ صاحبؒ جنازہ شریف میں شریک ہو جاتے ہیں ۔ یہ بندہ عاجز صبح بروز اتوار حافظ آباد گیا تو محمد صدیق حلوائی (جو شرقپور شریف کا رہنے والا تھا اور حافظ آباد میں دودھ دہی کی دکان کرتا تھا) نے عاجز کو بلا کر کہا کہ شاہ جی ! رات کو مجھے تار ملا ہے کہ شرقپور شریف والی سرکار کا وصال شریف ہو گیا ہے ۔ چنانچہ عاصی بھی شرقپور شریف پہنچ گیا اور وہاں پہنچ کر وہ کیفیت ہو گئی کہ الفاظ سے بیان ہونا ممکن نہیں ۔ بس آپؒ کے عصا مبارک کو گلے لگا لگا روتا اور مولوی امام الدین صاحبؒ بار بار عصا مبارک چھیننے کی کوشش کرتے مگر یہ عاصی نہ چھوڑتا تھا۔ ایک یہ عاجز کیا، عاشقوں کا ایک انبوہ کثیر تھا کہ زار زار روتا تھا اور چیخیں نکل نکل جاتیں ۔ آج کسی کو صبر کا یارا نہ تھا مرغ بسمل کی طرح تڑپتے ۔ دنیا اندھیر تھی کسی کو کسی کی خبر نہ تھی۔

آخر حضرت شاہ صاحبؒ حسبِ فرمان حضرت اعلیٰ صاحبؒ حضرت کیلیانوالہ شریف میں مقیم ہو گئے ۔ یہ عاجز بھی حضرت کیلیانوالہ شریف جاتا رہا اور حضرت شاہ

Marfat.com

صاحبؒ عاجز کے گھر تشریف لاتے رہے۔حتیٰ کہ حضرت شاہ صاحبؒ کی شادی مبارک بھی مولا کریم ذوالجلال والاکرام نے عاصی کے ذریعہ سے کرائی۔ جہاں میں کسی صورت میں بھی جا آ نہیں سکتا تھا یہ شاہ صاحبؒ کی پہلی کرامت تھی وہ مجھ کو بھیجتے رہے میں جاتا رہا۔حتیٰ کہ تین سال بعد خداوند کریم نے یہ کام کرادیا۔عاجز کی خالہ زاد ہمشیرہ صاحبہ ہیں۔ شادی مبارک کے بعد حسبِ فرمان حاضر ہوتا رہا۔بہت مدت کے بعد ایک دن حاضر خدمت ہوا تو جیٹھ کا مہینہ تھا۔بارہ بجے حاضرِ خدمت ہوا تو حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں۔"بیلیو! (دوستو) باہر چلے جاؤ۔" سب چلے گئے۔ بندہ نے بھی ارادہ کیا کہ باہر چلا جاؤں۔فرماتے ہیں"تم بیٹھے رہو، تم سے تو بات کرنی ہے۔" فرمانے لگے"شاہ جی! پرسوں ایک مولوی صاحب آئے تو ہم آرام کرنے کی غرض سے دروازہ بند کر کے مکھیاں باہر نکال رہے تھے۔اس نے دستک دی تو کنڈا کھول کر کسی درویش نے دیکھا تو مولوی صاحب تھے۔اس نے کہا کہ مولوی جی آپ مسجد میں جا کر ٹھہریں ہم آپ کے لیے کھانا بھیجتے ہیں۔وہ مسجد میں تشریف لے گئے۔درویش نے کھانا بھیجا تو انہوں نے کھانا نہ کھایا اور کہا کہ میں کھانا کھانے کے لیے نہیں آیا اور کھانا واپس کر دیا۔" جب ظہر کی اذان ہوئی تو حضرت شاہ صاحبؒ تشریف لائے تو مولوی صاحب دوڑ کر مصافحہ کے لیے آئے تو درویشوں نے روک دیا اور کہا کہ مولوی صاحب ذرا صبر کرو تو مولوی صاحب رک گئے۔جب آپؒ وضو سے فارغ ہوئے تو پھر مولوی صاحب نے ارادہ کیا کہ مصافحہ کروں، پھر درویشوں نے ویسا ہی کیا وہ پھر رک گئے۔جب شاہ صاحبؒ نماز سے فارغ ہوئے تو حضرت شاہ صاحبؒ مراقبہ میں بیٹھ گئے،تو پھر مولوی صاحب نے مصافحہ کا ارادہ کیا لیکن درویشوں نے پھر روک دیا تو مولوی صاحب واپس چل دیئے۔حضرت شاہ صاحبؒ جب فارغ ہوئے،تو فرمایا کہ"مولوی صاحب کو بلاؤ۔"کسی نے کہا کہ"مولوی صاحب تو واپس چلے گئے ہیں۔" تو حضرت شاہ صاحبؒ نے فرمایا کہ

Marfat.com

''کہاں سے آئے تھے؟'' کسی درویش نے کہا ''سیدے شریف سے تشریف لائے تھے۔'' فرمایا ''مجھ سے یہ بڑی غلطی ہوئی ،میں خود ملتا۔ بڑی دور سے تشریف لائے تھے اور اہلِ دل معلوم ہوتے تھے۔ شاہ جی! اب بتاؤ کیا کیا جائے؟'' بندہ نے عرض کی کہ ''چلو جی، جانے دو اگر چلے گئے ہیں تو ہمارا کچھ لے تو نہیں گئے۔'' فرماتے ہیں ''نہ شاہ جی، ایہہ مولوی کوئی شے تھا۔ دعا کرو کہ ایک دفعہ آ جاویں ،میں ان کی زیارت کرلوں۔'' بندہ نے عرض کیا ''جی چھوڑ یئے! مولوی ہی تھا کوئی فرشتہ تو نہ تھا۔ آپ کو ان کا خبط کیوں لگ گیا ہے؟'' آپؒ نے فرمایا۔ ''واہ شاہ جی! تم کو اپنا راز داں سمجھ کر علیحدہ ہو کر بات کی ہے تم بھی مجھ کو ٹالنا چاہتے ہو، یہ بات تو اچھی نہیں۔''

خیر میں دو رات رہ کر واپس چلا آیا۔ پندرہ بیس روز کے بعد پھر میں حاضر خدمت ہوا تو حضرت شاہ صاحبؒ پھر وہی باتیں کرتے ہیں کہ شاہ جی دعا کرو مولوی صاحب ایک دفعہ آ جاویں تو بہت ہی اچھا ہو۔ بندہ نے عرض کی کہ آپ ہی دعا کر لیں۔ آپؒ نے فرمایا کہ دعا تو کرتا ہوں عصیاں (گناہوں) کے سبب منظور نہیں ہوتی، تم دعا کرو۔ بندہ نے عرض کی کہ بھلا میں کون، کس باغ کی مولی۔ خیر اسی طرح دو سال گزر جاتے ہیں اور بندہ حاضرِ خدمت ہوتا رہا۔ آپؒ مولوی صاحب کا ذکر بڑے شوق سے کرتے۔ بندہ حیران ہو جاتا کہ وہ مولوی صاحب کیا چیز ہوں گے کہ آپؒ کا خیال ان کی طرف سے ہٹتا ہی نہیں، خیال بھلاتے ہی نہیں۔ حتیٰ کہ اتنا عرصہ کے بعد ہاڑ کا مہینہ تھا۔ 11 بجے کا وقت تھا، حاضرِ خدمت ہوا تو آپؒ عاصی کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور فرماتے ہیں کہ ''لو شاہ جی، وہ مولوی صاحب آج تشریف لے آئے ہیں جن کو میں دم دم کے ساتھ یاد کرتا تھا، تم پانی وغیرہ پی لو تو مولوی صاحب مسجد میں تشریف فرما ہیں ان کو کھانا جا کر کھلا دو، پھر تم نے بھی کھانا ہو گا۔'' حسبِ ارشاد میں کھانا لے گیا۔ سلام دعا کے بعد روٹی آگے دھری تو مولوی صاحب پواندی کی طرف ہو گئے۔ مجھ کو فرمایا ''اس طرف

Marfat.com

بیٹھ جاؤ، کھانا مل کر کھائیں۔" بندہ نے عرض کی کہ" مجھ کو کھانے کی اجازت نہیں صرف کھلانے کا حکم ہے۔" تو آپ نے فرمایا کہ" مل کر کھانا سنت ہے۔" بندہ نے عرض کی "سنت تو ہے مگر اجازت نہیں۔" تو آپ پوچھتے ہیں" تم کون ہو؟" بندہ نے عرض کی کہ "حضرت شاہ صاحبؒ کا غلام ہی ہوں اور کون ہوں۔" کھانا کھلا کر برتن لا کر رکھ دیے۔ آپؒ نے فرمایا" لو جی اندر جا کر روٹی کھا آؤ تو میری بات سنو۔" کھانا کھا کر باہر بیٹھک شریف میں آیا تو آپؒ نے فرمایا کہ" لو جی! جب سے حضرت اعلیٰ صاحبؒ کی طرف سے میرا تمہارا تعلق پیدا ہوا ہے میں تمہارے پاس جاتا رہا تم میرے پاس آتے رہے آج تک میں نے تمہیں کوئی کام بتایا ہے؟" عرض کیا" جی نہیں۔" فرمایا" ایک کام کہوں گا انکار تو نہیں کرو گے؟" عرض کیا" جناب! آپ کا حکم نہیں ماننا تو اور کس کا ماننا ہے؟" تو ارشاد فرمایا کہ" یہ مولوی صاحب جتنا عرصہ ٹھہریں تم ان کے ساتھ ٹھہرے رہو۔ تمہارے لیے چارپائی، بستر وغیرہ ان کے ساتھ کر دیتے ہیں۔ ہر وقت ہر لمحہ تم ان کے پاس رہو۔ ایک درویش مقرر کیا جائے گا جو تم دونوں کو کھانا اور چائے پہنچا دیا کرے گا۔ مگر شرط یہ ہے یہ رہیں ہفتہ یہ رہیں پندرہ دن یہ رہیں بیس دن، تمہیں ساتھ ہی رہنا ہوگا۔" بندہ کو بھلا کیا عذر ہو سکتا تھا، منظور کر لیا۔ آپؒ نماز عصر کے بعد باہر جاتے کبھی جنوب کی طرف کبھی مغرب کی طرف۔ مجھے فرمایا کہ" جس طرف ہم جائیں اس طرف تم نہ جانا۔" عرض کیا" اچھا جی۔" پھر فرمایا کہ" دو وقت بیٹھک میں ضرور آیا کریں۔ نو بجے سے لے کر گیارہ بجے تک اور نماز ظہر کے بعد عصر تک۔" عرض کیا" اچھا جی۔" ایک درویش کو فرمایا کہ" ان کی چارپائی اور بستر مولوی صاحب کے ساتھ کر دو۔" حسبِ ارشاد عمل کیا گیا۔ ایک دفعہ بندہ نے عرض کی" حضور! اس مولوی صاحب کو یہاں رکھنے کی کیا ضرورت ہے؟" تو فرمایا" اس مولوی صاحب سے دیوبندیت (1) نکالنی ہے اور جو بیج پیر توکل شاہ صاحبؒ نے بویا تھا اسے پانی دے کر پالنا ہے۔" (یہ مولوی صاحب، جناب ابوالوفا حضرت

Marfat.com

خواجہ صدیق احمدؒ سیدا شریف والے۔اس کتاب کے مرتب بندۂ ناچیز کرنل الطاف محمود ہاشمی کے والد گرامی تھے۔) بندہ یہ سن کر چپ ہوگیا۔بس مسجد میں رہنا اختیار کیا پورا ہفتہ گزر گیا۔جمعہ شریف پڑھا تو صبح اس ناچیز کو اور مولوی صاحب کو طلب کیا۔ہم دونوں حاضرِ خدمت ہوئے تو آپؒ نے فرمایا کہ آج تم کو رخصت کرتا ہوں۔کھانا کھلا کر رخصت فرمائی تو ہم دونوں علی پور اسٹیشن پر آئے۔گاڑیوں کا کراس تھا۔وہ گجرات کو چلے گئے بندہ گھر آ گیا۔جب پندرہ سولہ روز گزر گئے تو حضرت شاہ صاحبؒ نے عاجز کو بلا بھیجا تو بندہ حاضرِ خدمت ہوا۔آپؒ نے فرمایا کہ ''شاہ جی! مولوی صاحب نے تم سے کیا کیا باتیں کیں، ذرا بیان تو کرو۔'' بندہ نے عرض کی کہ ''حضور! آپ کے شیعہ ہونے سے لے کر تمام باتیں حضرت اعلیٰؒ کی خدمت میں حاضر ہونے تک دریافت فرمائیں تو بندہ نے تمام حالات شروع سے آخر تک عرض کر دیے اور حضرت اعلیٰ صاحب (میاں شیر محمد شرقپوریؒ) کے حالات بھی دریافت فرمائے تو عاجز کو جتنی خبر تھی عرض کر دیے۔''

آپؒ بڑے خوش ہوئے۔پھر فرمایا کہ ''اب جب مولوی صاحب (صدیق احمد صاحبؒ سیدوی) تشریف لائے تو تم کو بلا لیا جائے گا۔'' کچھ عرصہ بعد جب مولوی صاحب تشریف لائے تو بندہ کو آپؒ نے طلب فرمایا۔حاضرِ خدمت ہوا تو فرمایا ''شاہ جی! ان مولوی صاحب کے لیے میں دو سال کڑھتا رہا، شکر الحمدللہ اب ٹھیک ہو گئے ہیں۔'' بندہ نے مولوی صاحب سے صبح کو عرض کی کہ حضرت شاہ صاحبؒ آپ کی بابت اس طرح فرماتے ہیں تو حضرت مولوی صاحب (صدیق احمد صاحبؒ سیدوی) نے فرمایا ''جی ہاں! مجھے اتنے عرصہ میں چار مرتبہ خواب میں بھی ملے اور اچھی طرح تنبیہ فرمائی کہ مولوی صاحب ہوش کرو۔ ہر مرتبہ یہ خواب میں اپنی والدہ ماجدہؒ سے عرض کرتا تو وہ فرماتیں کہ ''بچہ جا! ایڈی (اتنی بڑی) ہستی تجھ کو بلاتی ہے غفلت نہ کر۔'' میں کہتا ''والدہ جی! یہ خواب خیال ہوتے ہیں۔'' اسی طرح ٹال دیتا۔جب چوتھی مرتبہ خواب میں پہلے

Marfat.com

سے زیادہ تنبیہ ہوئی تو صبح کو والدہ صاحبہ سے عرض کی۔تو فرمایا" بچہ! آج ضرور چلا جا، یہ کوئی بھید (راز) کی بات ہے۔" تو اسی دن حسبِ فرمان والدہ ماجدہ رحمتہ اللہ علیہا، حاضر خدمت ہوگیا۔

اس کے بعد حضرت شاہ صاحبؒ، حضرت مولوی صاحب (صدیق احمد صاحب سیدویؒ) کو جمعہ شریف کی اجازت فرماتے ہیں تو مولوی صاحب نے عرض کیا کہ" حضرت! جمعہ کس کو پڑھاؤں، نمازی ہی کوئی نہیں۔" آپؒ نے فرمایا" تم شروع تو کرو نمازی بھتیرے آجاویں گے۔ پہلے دن لوہار، ترکھان، موچی وغیرہ کو بلالانا اور کہنا کہ آؤ بھئی مجھ کو جمعہ پڑھاؤ۔بس اسی طرح کام چل جائے گا۔" تو حسبِ فرمان حضرت شاہ صاحبؒ جمعہ پڑھانا شروع کر دیا تو دو تین جمعہ شریف کے بعد جب مولوی صاحب حاضر خدمت ہوئے تو حضرت قبلہ شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں کہ" کیوں مولوی جی! جمعہ شریف میں کچھ بندے آتے ہیں یا نہیں۔" مولوی صاحب نے فرمایا کہ" حضرت! بہت آدمی ہو جاتے ہیں۔" پھر فرمایا کہ" میرے کہنے پر آپ گھاٹے میں تو نہیں رہے؟" عرض کیا کہ" نہیں جی! شکر ہے مولا کریم ذوالجلال والاکرام کا۔اب اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے اتنی خلقت ہوتی ہے کہ کوئی شمار نہیں ہوسکتا۔" بندہ نے دو تین جمعہ شریف وہاں ادا کیے ہیں۔

اب میں ان حضرات سے پوچھتا ہوں جو حضرت صاحبزادہ صاحب کو دیوبندی کہتے ہیں کہ حضرت میاں صاحب نے میری موجودگی میں ایک دفعہ فرمایا تھا کہ " حضرت (نورالحسن) شاہ صاحبؒ میریاں تمام بیلیاں وچوں افضل و اعلیٰ و برتر ہستی ہیں۔" (حضرت شاہ صاحب میرے تمام ساتھیوں میں سے افضل و اعلیٰ ہستی ہیں۔) تو حضرت (نورالحسن) شاہ صاحبؒ نے میرے روبرو فرمایا" کہ حضرت صاحبزادہ صاحب سیدے شریف والے میری نظر میں کوئی وکھری (انوکھی) چیز ہیں۔"(2)

Marfat.com

(1) یہاں "دیوبندیت" سے مراد علمی تکبر اور نخوت ہے۔ اگر حضرت صدیق احمدؒ بریلی کے پڑھے ہوتے تو شاہ صاحبؒ "دیوبندیت" کی جگہ "بریلویت" فرماتے۔ یہ ایسے ہی ہے جیسے حضرت خواجہ شمس الدین سیالویؒ کے پاس ایک صاحب آئے کہا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی تلاش میں آئے ہیں۔ نام پوچھنے پر ان صاحب نے فرمایا حافظ، قاری، سید...... آپ نے فرمایا "شاہ صاحب! آپ میں تین ایسی خرابیاں ہیں جو منزل مقصود تک پہنچنے میں رکاوٹ بنیں گی۔" انہوں نے ان خرابیوں کی نشاندہی چاہی تو آپؒ نے فرمایا" پہلی خرابی تو یہ ہے کہ آپ حافظ ہیں، دوسری یہ کہ آپ قاری بھی ہیں اور تیسری یہ کہ آپ سید ہیں۔ اگر ان کو دور کرسکیں تو منزل سامنے ہے۔" اس سے مراد نہیں کہ وہ قرآن پاک بھلا دیں یا قرات چھوڑ دیں۔ اگر پہلے دو کام وہ کر بھی لیں تو تیسرا کیسے کریں؟ دراصل اپنے نام کے ساتھ ان سابقوں کا اضافہ واضح کر رہا ہے کہ انہیں ان باتوں پر فخر ہے جو تکبر کا باعث ہے۔ اور حقیقتاً حضرت موصوف کا اشارہ اس خرابی کو دور کرنے ہی کی طرف تھا۔ اسی طرح حضرت نورالحسن شاہ صاحب کیلویؒ نے "دیوبندیت" نکالنے کی جو بات کی ہے۔ اس سے مراد بھی علمی تفاخر کو دور کرنا ہے۔ اس کے لیے جناب خواجہ صدیق احمد صاحبؒ کے مضمون "بارگاہِ طریقت میں حاضری اور اس کے گہرے اثرات" کا مطالعہ کریں تو یہ معلوم ہوگا کہ اپنی اس کیفیت (یعنی علم اور پیرزادگی کی وجہ سے جو انا اور فخر اس وقت طبیعت میں تھا اس) کا ذکر آپؒ نے کئی جگہ کیا ہے۔ اسی کو حضرت شاہ صاحبؒ ختم کرنا چاہتے تھے۔

(2) تکبر کسی بھی بات پر ہو، یہ حاسد بنا دیتا ہے۔ چند علماء، جو حضرت شاہ صاحبؒ کے عقیدت مند تھے اور ان سے بیعت بھی تھے، نے جب دیکھا کہ حضرت صدیق احمد سیدویؒ شاہ صاحب سے بیعت بھی نہیں ہیں اور انہیں توجہ بھی زیادہ دی جاتی ہے تو ان کے دل میں حسد نے کروٹیں بدلنا شروع کر دیں۔ شاہ صاحب کی زندگی میں تو وہ دبے لفظوں میں ہی اس کا تذکرہ آپس میں کرتے مگر آپ کے وصال کے بعد انہیں اور کوئی بات مل نہ سکی تو حضرت سیدوی کو دیوبندی اور وہابی کہنا شروع کر دیا۔ اس پر مصنف مضمون ہذا نے یہ بات کہی۔ حقیقت یہ ہے کہ صوفی، سنی، وہابی وغیرہ کی بحث سے بہت بلند اور ہر آنے والے شخص کو اللہ تعالیٰ کا مہمان سمجھتا ہے نہ کہ سنی یا وہابی۔

Marfat.com

میرے تاثرات

(بحوالہ ماہنامہ سلسبیل؛لاہور؛جولائی 1970ء)

چہ باید مرد را طبع بلندے مشرب نابے
دلے گرمے نگاہے پاک بینے جان بے تابے

ترجمہ: بلندی طبع، پاکیزہ، مشرب، گرمی دل، پاک نگاہ اور بے قرار روح ہی مرد خدا کا سرمایہ ہے۔

انسانی ذہن کو متاثر کرنے والی تو ان گنت چیزیں ہیں لیکن بنیادی طور پر صرف تین چیزیں ہی ایسی ہیں جن کا تاثر عام اور گہرا ہوتا ہے۔ بنظرِ غائر دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ باقی چیزیں تو ان ہی کی فروع ہیں اصل بنیادی یہی تین چیزیں ہیں۔ مال، جمال، کمال۔ مال اور جمال کا تاثر تو فوری ہوتا ہے اور بظاہر گہرا بھی ہوتا ہے لیکن اس تاثر کو بقا حاصل نہیں ہے۔ اہلِ طریقت کی نظر میں مال و دولت کے طالبین کو "جیفہ" یعنی دنیا کے کتے شمار کیا گیا ہے۔ مال و دھن کے طالب اصل علم سے ہمیشہ محروم رہتے ہیں۔ اصل علم ہے، اپنے نفس کا علم۔ اس لحاظ سے بھی یہ جہلا کی صف میں آتے ہیں۔ رہا حسن و جمال کا تاثر یہ بھی پلک جھپک کا کھیل ہے اور ڈھلتا سایہ ہے۔ اہلِ نظر کے ہاں یہ بھی ایک دھوکا اور فریب اور عظیم فتنہ ہے۔ کسی نے اس کے تاثر یعنی عشق کا انجام کیا اچھا بیان کیا ہے۔

ناکامیٔ عشق ہو یا کامیابی
دونوں کا حاصل ہے خانہ خرابی

لیکن کمال، خصوصاً اخلاقی اور روحانی کمال، اسے خود بھی بقائے دوام حاصل ہے اور اس کے تاثرات اور نقوش بھی بہت گہرے اور ان مٹ اور لازوال ہوتے ہیں۔ ہر بہار کو خزاں کا کھٹکا درپیش ہے لیکن یہ بہار تو ازل سے ابد تک سدا بہار ہے۔

Marfat.com

حضرت (محمد عمرؒ [متوفی 19 جمادی الاول 1378ھ /26 اگست 1967ء])۔ بیربل، تحصیل بھلوال، ضلع سرگودھا) کی شخصیت کے متعلق میرے تاثرات اس روحانی و اخلاقی کمال کے رہین منت ہیں نہ کہ مال و جمال کے ۔ یہ دوسری بات ہے کہ کسی منزل یا کسی شخص کے محبوب بن جانے کے بعد منزل یا وہ شخصیت ہی محبوب نہیں ہوتی بلکہ وہ نقش اور جادے (راستے) بھی محبوب بن جاتے ہیں جو منزل کے حصول کا ذریعہ ہوتے ہیں ۔ ہر وہ چیز جو محبوب منزل اور محبوب شخصیت سے تعلق رکھتی ہو اس راہ کے مسافر کو حسین اور محبوب نظر آنے لگتی ہے ۔ اس محبت کی مستی کا یہ عالم ہوتا ہے کہ اسے راہِ شوق کے خار بھی عزیز ہوتے ہیں ۔ وہ ان کی لذت سے لطف اندوز ہوتا ہے ۔ مجنوں کا وہ شعر ہماری تاریخ اور ادب میں کس قدر افادیت کا حامل ہے جس کے ذریعہ اس نے لیلیٰ کے شہر کے در و دیوار کو چومنے کی حکمت بیان کی تھی ۔ اس دیوانگی کو وہ عین حکمت قرار دیتے ہوئے بولا کہ مجھے اس شہر کی جاذبیت اور کشش نے مسحور نہیں کیا بلکہ مشغولیت کی وجہ وہ ذات ہے جو شہر میں قیام پذیر ہے ۔

امر علے الدیار دیار لیلٰے
اقبل ذالجدار و ذالدجدا را
وما حب الدیار شغفن قلبی
ولکن حب من سکن الدیارا

ترجمہ: لیلیٰ کے در و دیوار کے قریب سے میں گزرتا ہوں تو انہیں بوسے پر بوسہ دیتا ہوں ۔ میرے دل کی بے قراری در و دیوار کے لیے نہیں بلکہ دیواروں کی پناہ میں رہنے والوں کے لیے ہے ۔

ایسے عاشق کو منزل کے حسن و جمال سے ہی شغف نہیں ہوتا بلکہ آثار و نقوش محبوب سے بھی دلچسپی ہوئی ہے ۔

Marfat.com

اخلاق کی اہمیت:

ہوسکتا ہے بعض دوست اخلاق کا لفظ پڑھ کر یہ خیال کریں کہ اخلاق اپنے اندر کیا کمال رکھتے ہیں، یہ تو ایک معمولی اور مختصر سا لفظ ہے مگر حقیقت میں یہ لفظ بہت جامع ہے۔ اگر اس کی جامعیت پر نظر ڈالی جائے تو صدیقیت تک کا اعلیٰ مرتبہ حاصل کرنے کے لیے جن مراحل سے گزرنے کی ضرورت ہے اور مرتبہ ولایت تک پہنچنے کے لیے جس تہذیب اور اصلاح کی حاجت ہے اسی ایک لفظ خلق میں داخل ہیں۔ خلق ظاہری شکل وشبیہ کو کہا جاتا ہے۔ باطنی شکل وشبیہ سے مراد خو، خصلت، عادت، سیرت، طبیعت، مزاج، وصف، مزاج، برتاؤ، نبھاؤ، تمیز، سلیقہ، شعور وغیرہ ہے۔ جب تک انسان کے باطنی اوصاف درست اور صحیح اور اعتدال پر نہ ہوں اسے انسانیت زیب نہیں دیتی اور اس کی شرافت کے تاج میں آدمیت کی مینا کاری جھوٹے نگوں کی ریزہ کاری نظر آتی ہے۔ اخلاق کی عظمت و برتری کا اندازہ لگانے کے لیے

تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللهِ۔

ترجمہ: "اخلاقِ خداوندی سے موصوف ہو جاؤ۔"

پر غور کرنا ضروری ہے۔ رسالت مآب ﷺ کے کامل واکمل مکمل ترین ہونے کی دلیل

وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ۝ [القلم:4]

ترجمہ: "یقیناً آپ (ﷺ) اخلاق کی بلندیوں پر فائز ہیں۔"

سے بیان کی گئی ہے۔ جناب رسالت مآب ﷺ کی یہی وہ چمکتی دمکتی حقیقت تھی جس کو دیکھ کر عرب کے اجڈ اور اکھڑ اور وحشی انسان شمع رسالت ﷺ پر پروانہ وار نثار ہوئے۔ مال اور جانیں نثار کر کے یہ ثابت کر دیا کہ

وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ۝ [القلم:4]

Marfat.com

ترجمہ: "یقیناً آپ (ﷺ) اخلاق کی بلندیوں پر فائز ہیں۔"

نبوت اور رسالت کی عظیم ترین اور سچی دلیل ہے۔

بُعِثْتُ تَمِّمَ مَکَارِمَ الْاَخْلَاق۔

ترجمہ: "میں تکمیل اخلاق کے لیے بھیجا گیا ہوں۔"

بعثت کی علت غائی (اصل وجہ جس کے لیے کوئی چیز بنی) ہی مکارم اخلاق قرار دی گئی۔

تاثر کی نوعیت میں فرق:

اخلاق کمال کا تاثر مال و جمال کی طرح فوری نہیں ہوتا اور نہ ہی ہر شخص اس سے متاثر ہونے کی اہلیت رکھتا ہے۔ اس کمال سے ایسی طبائع متاثر ہوتی ہیں جو ذوق سلیم اور اپنے اندر صلاحیت اور عمدہ استعداد کا جوہر رکھتی ہیں۔ پھر ایسا تاثر ابدی اور دائمی ہوتا ہے۔

میرے تاثر کی ابتدا:

یہ بات تو نہ تھی کہ میں حضرت (شیخ الطریقت محمد عمر متوفی 19 جمادی الاول 1378ھ / 26 اگست 1967ء، سجادہ نشین خانقاہ عالیہ بیربل شریف۔ آپ حضرت میاں شیر محمد شرقپوریؒ کے تربیت یافتہ اور علوم طریقت پر دسترس رکھتے تھے۔) ایسا نہیں تھا کہ میں آپ کے خاندان یا حضرت میرے اب وجد کو جانتے نہ تھے۔ لیکن میں اس دن تک حضرت کے اخلاقی و روحانی کمال سے متاثر نہ تھا سوائے اس بات کے کہ حضرت ایک بزرگ کے سجادہ نشین ہیں اور بس۔ اس سے زیادہ نہ کبھی سمجھا اور نہ کبھی سمجھنے کی کوشش کی۔ کوشش بھی کیسے کرتا جبکہ میں خود پیدائشی سجادہ نشین اور ایک بگڑا ہوا مولوی تھا۔ میرے لیے پیر، صاجزادہ، سجادہ نشین ہونے میں مطلقاً کوئی کشش نہ

Marfat.com

تھی اور نہ ہے کیونکہ

میں محرم ہوں رازِ درونِ میخانہ

شرفِ نیاز مندی کی ابتدا اس دور زریں کے اختتام سے ہوئی جبکہ قبلہ عالم حضرت سید نورالحسن شاہ صاحبؒ مسند آرائے حضرت کیلیانوالہ شریف کی ذات بابرکات ایک جہان کو اپنے نور باطنی سے منور کر کے واصل باللہ ہو چکے تھے۔ ہجر و فراق کی آتش اندر ہی اندر سلگ رہی تھی۔ مربی سے محروم ہونے کا احساس شدید صورت اختیار کر چکا تھا۔ حضرت کا چہلم آ گیا۔ اس تقریب پر ایک عظیم اجتماع تھا۔ اس سلسلہ عالیہ کے چوٹی کے حضرات جمع ہو چکے تھے۔ صبح کی آخری مجلس تھی جس میں رسمِ دستار بندی ادا کی جانی تھی۔ حضرت موصوفؒ اس تقریب میں شامل تھے جس کا علم مجھے بعد میں ہوا۔ مجلس کی پہلی صفوں میں آپ مجھے نظر نہیں آئے۔ جناب صاحبزادہ دامت برکاتہ (جناب سید محمد باقر شاہ صاحب، حضرت نورالحسن شاہ صاحب کیلویؒ کے صاحبزادے اور سجادہ نشین) نے مجھے ایک ضروری اعلان کرنے کے لیے ارشاد فرمایا اور صرف پندرہ منٹ کے وقت کا بھی تعین کر دیا۔ اعلان یہ تھا کہ حضور قبلہ عالمؒ کسی کو خلافت نہیں دے گئے اور اس حقیقت کو اچھی طرح لوگوں پر واضح کر دینا۔ اس اعلان کے لیے مجھے کیوں منتخب کیا گیا اس وقت اس سے بحث نہیں۔

مصلحت نیست کہ از پردہ بروں افتد راز
ورنہ در مجلس رنداں خبرے نیست کہ نیست

ترجمہ: افشائے راز میں کوئی مصلحت نہیں ورنہ رندوں کی محفل میں ایسی کوئی خبر نہیں جو کہ ظاہر نہ ہو۔

وقت پر اعلان کے لیے کھڑا ہوا جذبات کا لاوا آتش فشاں پہاڑ کی طرح پھٹ پڑا۔ ہر طرف آہ و بکا کا شور برپا تھا۔ آخر میں اعلان کیا اور بیٹھ گیا۔ مجلس ختم ہو گئی۔ مایوسی کے عالم میں واپس لوٹا۔ اور امیر خسروؒ کا یہ شعر وردِ زبان رہا۔

Marfat.com

گوری سویرے سیج پر مکھ پر ڈالے کیس
چل خسرو گھر اپنے اندھیر بھیو چو دیس

گھر آیا چار پائی پر گر پڑا۔آنسوؤں کا ایک دریا تھا جو امڈ آیا۔ہچکی بندھ گئی اور یہ غم کھائے جا رہا تھا کہ شتر بے مہار کی طرح رہنا کسی صورت مناسب نہیں کیونکہ تربیت کی ہمہ وقت ضرورت ہے۔اب کیا ہوگا؟

شرفِ نیازمندی:

اگلے ہی روز میاں فضل احمد ساکن موضع دوگل متصل پھالیہ ملنے کے لیے آئے، جو حضرت موصوف کے مخلص ہیں،بغل میں ایک کتاب لیے تھے۔علیک سلیک کے بعد میں نے پوچھا کہ کیا کتاب ہے۔انہوں نے کتاب مجھے تھما دی۔ورق جو الٹا اس کا نام ''انقلاب الحقیقت'' لکھا پایا جو حضرت (محمد عمر بیر بلوی:) کی تصنیف تھی۔(یہ کتاب پہلے نایاب تھی۔اب بیربل شریف سے شائع کی گئی ہے۔الطاف)

بصد اصرار اس سے کتاب لی۔مطالعہ شروع کیا مجھے یوں محسوس ہو رہا تھا کہ میرا کوئی آنسو بارگاہِ الٰہی میں قبول ہوگیا ہے جس کا جواب اس صورت میں مل چکا ہے۔وجدانی طور پر مجھ پر یہ کیفیت طاری تھی کہ کوئی علوم طریقت اور تربیت گاہ طریقت کے عجیب و غریب شہر کی سیر کرا رہا ہو۔کتاب دیکھنے سے پہلے شکستہ دل بیٹھا تھا اب ہمت بندھ گئی،تازہ دم ہوگیا۔کتاب نے صاحبِ کتاب کی شخصیت سے متاثر کیا اور یہ تاثر اس حد تک گہرا تھا کہ ملاقات کی پیاس بھڑک اٹھی اور ایک عریضہ کی اجازت کے لیے لکھ ڈالا۔واپس مکتوب گرامی جو آپ نے تحریر فرمایا اس کا اقتباس پیش خدمت ہے۔

''مکرمی!اگر آپ صاجنرادہ اور میرے مکرم بن کر تشریف لانا چاہیں تو یہ میری سعادت ہوگی۔

Marfat.com

بہر قدمے کہ برادری تو پائے زما چشمے کا معاملہ ہوگا۔

ترجمہ: وہ قدم جو برادرانہ طور پر رکھیں گے اس کے سامنے آنکھیں فرش راہ ہیں گی۔

لیکن اگر سالک بن کر تشریف لانا چاہیں تو کیا عرض کروں، انقلاب ایک خواب ہے جس کی بابت

شب جائے کہ من بودم

ترجمہ: رات گزر گئی اور میں جہاں تھا وہیں ہوں۔

کہہ سکتا ہوں۔ میں وہی ہوں جس کے پلے اس خواب کے سوا کچھ نہیں۔ جب وقت تھا تو تھا، اب نہیں تو نہیں۔ کسی کو دھوکا دینا نہیں چاہتا۔ میرے محترم! مجھے نہایت خوشی اس وقت ہوئی جب میں نے آپ کو حضرت کیلیانوالہ میں دیکھا پھر جب آپ کے چند کلمات مجلس میں سنے تو از حد خوشی ہوئی اور وہ چند کلمات دل میں بیٹھ گئے۔ معلوم ہوا صاجبزادگی میں کچھ تو ہے۔ ایک بزرگ کی اولاد پر کتنی مہربانی ہے۔ اب آخر میں اتنا عرض کیے دیتا ہوں کہ اب آپ کو کسی کے پاس جانے سے بڑھ کر اپنے پاس رہنا ہی بہتر ہے۔ جو کچھ دیکھا وہی اچھا ہے۔ کیونکہ حضرت قبلہ میاں (شیر محمد) صاحبؒ کے بعد جب تشنگی بھڑکی تو پھر قدم ادھر ادھر اٹھائے لیکن تسلی وطمانیت کی جگہ بزرگوں کی نسبت شک وشبہ نے موقع پایا۔ اب توکل پر ہوں اور راضی برضا ہوں۔ اپنی بے چارگی کے سوا چارہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم بزرگوں کی اولاد پر رحم فرمائے۔"

والانامہ کی عبارت اور عبارت کا ہر لفظ خلوص، نیک نیتی، بے نفسی، تواضع، اعلیٰ اخلاق اور احترام آدمیت کا مظہر تھا۔ یہاں تو وہی جنس قبول ہوتی ہے جو خالص ہو۔ یہ تحریر صاف پتہ دے رہی ہے کہ سجادگی، صاجبزادگی، مولویت کی تحریر نہیں بلکہ ان سے اوپر اور بلند شخصیت کی تحریر ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ شخصیت مولویت وغیرہ کی پست سطح سے بلند اور بہت بلند نظر آئی۔ جو پھول خوشبو نہ دے وہ بیکار ہے۔ اس تحریر سے محبت

Marfat.com

اور عقیدت بڑھ گئی اور یہی عقیدت بیربل شریف لے گئی۔

حاضری کے چند تاثرات:

خواص کی مجلس کے آداب سے پہلے بھی شناسا تھا مزید قبلہ عالم (سید نور الحسن) شاہ صاحب (کیلانی ؒ) کی جلالی تربیت سے اس سلسلہ عالیہ کے آداب سے کسی قدر واقف ہو چکا تھا مگر موصوف کی بارگاہ کے نشست و برخاست اور آداب وہ نہ تھے جو مجھے حضرت کیلیانوالہ کی بارگاہِ طریقت میں دیکھنے میں آئے تھے۔ چارپائی نما قسم کی بنی ہوئی دیسی کرسیاں رکھی تھیں۔ لوگ انہی پر بیٹھتے۔ میں بھی اسی قسم کی ایک پیڑھی پر بیٹھ گیا۔ بعد میں آپ تشریف لائے اور میری طرف ذرا متوجہ ہو کر فرمایا "کہ میں شیر محمد (شرقپوری) نہیں ہوں۔" اور بس، اور لوگوں سے باتیں کرنے لگے۔ میرے اس پوشیدہ خطرے کا جواب بھی ہو گیا اور اپنی نفی اور اپنے شیخ کے علو مقام کا بھی پتہ چل گیا۔ سرِشام چارپائیوں پر الگ الگ مہمانوں کو کھانا دیا گیا۔ پھر ایک خیال تمام رات ستاتا رہا کہ حضرت میاں (شیر محمد) صاحب ؒ تو سب کو اکٹھا کھانا کھلایا کرتے تھے اس کے خلاف ایسا کیوں؟ بعد نمازِ فجر مجلس قائم ہوئی چند احباب اور بھی تھے اور سلسلہ کلام کی ابتداء یوں ہوئی کہ "سبحان اللہ! میاں صاحب، میاں صاحب ہی تھے۔ (اکثر میاں صاحب ؒ کا ذکر اسی انداز سے ہوتا) سبحان اللہ! کیا ہستی تھی۔ میاں صاحب ؒ جب کھانا کھلایا کرتے تھے تو دل بھی اکٹھے ہوتے تھے۔" مجھے اب احساس ہوا کہ میں ایک روشن ضمیر مردِ مومن کے سامنے بیٹھا ہوں۔ مجلس کی ہر بات دل نشیں اور ہر فقرہ دلکش تھا۔ واپس یہ تاثر لے کر لوٹا کہ میری گم شدہ چیز مجھے مل گئی۔ الحمدللہ! اجازت لے کر واپس آیا اور آتے ہی رسالہ 'نورِ اسلام' جاری کرا لیا اس میں حضرت کے مضامین شائع ہوا کرتے تھے۔ اور میں صرف آپ ہی کے مضامین بڑے ذوق اور گہرے غور و فکر سے پڑھا

Marfat.com

کرتا اور جب کسی حقیقت تک پہنچتا تو جھوم جاتا۔ اور جب آپ کے مضامین شائع ہونے بند ہو گئے تو میں نے رسالہ بند کر دیا اور جب کسی حاضری میں آپ کے کلام کے متعلق کچھ عرض کرنے کا موقع ملتا اور آپ یہ سمجھ کر کہ میرے کلام کو کسی حد تک سمجھ رہا ہے تو بڑے خوش ہوتے۔ الغرض حضرت نوازش ہائے پیہم سے نوازنے لگے اور نوازتے ہی رہے۔ اگر کبھی حاضری میں دیر ہو جاتی تو اس نوع کے مکتوب آنے لگے۔ ایک گرامی نامہ آیا۔ جس کا عنوان تھا:

''آیا کرو ادھر بھی میری جاں کبھی کبھی''

کثیر تعداد میں مکتوبات میرے پاس موجود ہیں جن میں میرے جیسے ناقص کے لیے ہر قسم کی رہنمائی موجود ہے اور یہ ایک قیمتی سرمایہ ہے۔ اور جب کبھی اس اجڑے دیار میں تشریف لاتے تو غریب خانہ کو اپنے قدومِ میمنت (باعث برکت تشریف آوری) سے رشک صد چمن بناتے۔ میں نے اس عرصہ میں آپ کی ذات گرامی کو ان اخلاق عالیہ کا پیکر پایا۔ علم، حلم و تواضع، عفت، قناعت، توکل، زہد، تقویٰ، حیا، ظرافت، لطافت، دیانت، عفو، شفقت، کرم، ایثار، احسان، صبر، وقار، حسنِ معاملہ، صدق و صفا، محبت و رضا، حضور و غیب، سرچشم، غیور، دشمن نواز، راست باز، خوفِ الٰہی میں چور، قطع علائق میں بے باک، حب فی اللہ کے مقام میں راسخ، استقامت میں نہایت پختہ، بلند ہمت طبیعت، حب الٰہی کے نور سے دل گرم، نگاہ پاک اور دین کی سر بلندی اور اصلاح خلق کے لیے جان بے تاب۔ یہ اخلاق اگر ولایت کی دلیل اور کرامت نہیں تو پھر کرامت اور کس چیز کا نام ہے؟ میں یہ نہیں کہتا کہ آپ معصوم عن الخطا تھے۔ یہ کیسے کہہ سکتا ہوں اور نہ میرا یہ عقیدہ ہے۔ مگر حضرت میاں (شیر محمد) صاحبؒ کی تربیت اور نسبت نے آپ کو کندن بنا دیا تھا اور ان اخلاق کی چلتی پھرتی ایک زندہ تصویر تھے۔ اب مجھے لاہوری درویش علامہ اقبالؒ کے وہ چند اشعار یاد آ رہے ہیں جن میں ایک صوفی کی صحیح

Marfat.com

تصویر کھینچی گئی ہے۔اور حضرت موصوفؒ کو اس میں ملاحظہ فرمائیے۔

نوری و خاکی نہاد، بندہ مولا صفات
ہر دو جہاں سے غنی، اس کا دل بے نیاز
اس کی امیدیں قلیل، اس کے مقاصد جلیل
اس کی ادا دل فریب، اس کی نگاہ دل نواز

اسی پر اپنی ناقص تحریر کو ختم کرتا ہوں۔آزردہ شوی ورنہ سخن بسیار است (باتیں تو بہت ساری ہیں مگر خوف ہے کہ آپ آزردہ ہوں گے)اور یہ کہہ کر

تیرا غم رہے سلامت میرے دل کو کیا کمی ہے
غم یار تیرے صدقے، یہی میری زندگی ہے

رخصت ہوتا ہوں۔میری نگاہ میں صرف آپ کی ذات گرامی ہی قابل زیارت نہ تھی بلکہ وہ بستی بھی زیارت گاہ ہے۔

آہ! شیخ طریقت کا وصال

(بحوالہ ماہنامہ سلسبیل؛لاہور؛دسمبر 1967ء)

ضرورت جتنی بڑھ رہی ہے صبح روشن کی اندھیرا اور گہرا اور گہرا ہوتا جاتا ہے

غالباً کسی کام سے گوجرانوالہ گیا اور ایک دوست بابو محمد اکرم صاحب کے مکان پر قیام تھا۔سورج طلوع ہو چکا تھا۔میرے میزبان کسی کام سے بازار گئے،واپس آئے تو روزنامہ کوہستان بھی ساتھ لائے اور کانپتے ہاتھوں سے اخبار میرے سامنے رکھ دیا اور کہا ہائے دیکھیے یہ کیا سرخی ہے۔سرخی تھی کہ حضرت صاحبزادہ محمد عمر صاحب (19 جمادی الاول 1378ھ/26 اگست 1967ء کو) وصال فرما گئے۔

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ﴿١٥٦﴾ [البقرۃ:156]

ترجمہ: بے شک ہم اللہ کے لیے ہیں اور اسی کی طرف جانے والے ہیں۔

کلیجہ دھک سے رہ گیا۔ صدمہ سے سانس رکتا معلوم دینے لگا۔ آنکھوں کے سامنے اندھیرا سا چھا گیا۔ دوستوں نے میرے چہرہ پر آثارِ غم دیکھتے ہوئے پوچھا کہ کیا بات ہے۔ میں نے پنجابی میں ہی کہا کہ "بس طریقت دی وسدی جھوک اجڑ گئی اے۔" خیر بصد مشکل سنبھلا۔ تمام خبر پڑھی جس میں تجہیز و تکفین کا پروگرام شائع کیا گیا تھا۔ پروگرام سے معلوم کرلیا کہ جنازہ میں تو شریک نہیں ہو سکتا۔ اگر پہلے سے کچھ بھی اطلاع ہوتی تو پھر جنازہ میں شریک ہونے کی اُمید کی جا سکتی تھی۔ مگر شومیِ قسمت ؎

نہ گلہ ہے دوستوں کا نہ شکایت زمانہ

وہاں سے سیدھا بیربل شریف جانے کے لیے چل کھڑا ہوا۔

افتاں وخیزاں (گرتے پڑتے) مغرب تک جا پہنچا۔ رسم قل میں شامل ہوا۔ چند لمحے ایسے گزرے جیسے توے پر دانہ اسپند۔ مزار پاک کی زیارت سے زخمی دل کو تسلی دیتے ہوئے واپس لوٹا تو یہ دو انمول چیزیں ساتھ تھیں، چشم پرنم او وران کی یاد۔ زمانے نے ان کو تو ہم سے چھین لیا یہ تو اس کے بس کی بات تھی لیکن ان کی یاد چھیننا یہ کسی کے بس کی بات نہیں۔

کون کھو سکتا ہے دل سے ان کی یاد
جن کا ایماں ہو گئی ہو ان کی یاد

موت وحیات کا سلسلہ تو روزِ ازل سے چلا آیا ہے اور ابد تک رہے گا۔ قدرت کا یہ اتنا اٹل قانون ہے کہ آئے ہوئے وقت کو کوئی ٹال نہیں سکتا ؎

جز ذات خداوند کہ ہے دائم و قائم
دنیا میں سدا کوئی رہا ہے نہ رہے گا

Marfat.com

دنیا میں جو آیا ہے فنا ہونے کے لیے آیا ہے اور جو کوئی پیدا ہوا ہے وہ ایک دن مٹ جانے کے لیے ہے۔ ہم دیکھ رہے ہیں کہ بچے بوڑھے جوان و نوجوان مرد عورتیں توانا و ناتواں کا ایک میلا ہے جو قبرستانوں کی طرف جا رہا ہے ع

گلشن ہستی میں مانند نسیم ارزاں ہے موت

لیکن بعض موتیں ایسی ہوتی ہیں جن کا زخم زمانہ صدیوں تک نہیں بھلا سکتا۔ جس طرح جینے والے کئی طرح کے ہوتے ہیں اسی طرح مرنے والے بھی کئی قسم کے ہوتے ہیں۔ زندگی کے ڈھنگ گوناگوں ہیں تو موت کے انداز بھی رنگارنگ۔ ایک وہ لوگ ہیں جو ہماری طرح زندگی کی بھیک مانگتے مانگتے ختم ہو جاتے ہیں اور ایک وہ بھی ہوتے ہیں جو لڑتے لڑتے موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر زندگی گزارتے ہیں۔ اور ایک وہ ہوتے ہیں جو مرنے سے پہلے ہی اپنے مولا وحدہٗ لاشریک اور اپنے آقا جناب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت و اطاعت میں مر مٹتے ہیں۔ یہ اس شان و شوکت سے مرتے ہیں کہ اس موت سے یہ اور زندہ تر اور زندہ تر سے زندہ ترین ہو جاتے ہیں۔ اسی لیے ان کی موت کو وصال سے تعبیر کیا جاتا ہے اور اس دن کو یوم العروس کہا جاتا ہے۔

زندگی نتواں گفت حیاتے را کہ مردست
زندہ آں ست کہ با دوست وصالے دارد

ترجمہ: زندہ ہونے کا نام زندگی نہیں بلکہ محبوب سے واصل کا نام زندگی ہے۔

اس قسم کے لوگوں کے کارنامے تاریخ اپنے دامن میں سمیٹتی ہے۔ ان کی عظیم روحوں کے مزار اپنے سینے پر بناتی ہے اور وہ روحیں رہتی دنیا تک اپنی عظمت کے مناظر دیکھتی رہتی ہیں۔

بعد از وفات تربت ما، در زمیں مجو
در سینہ ہائے مردم عارف مزار ماست

Marfat.com

ترجمہ: مرنے کے بعد میری قبر زمین میں تلاش نہ کرنا بلکہ میرمزار عارف مردوں کے سینوں میں ہوگا۔

ایک ایسا ہی مرنے والا 26 اکتوبر 1967ء کی تاریخ کو اکیاسی برس کی عمر میں اس سرائے فانی سے منہ موڑ کر اپنے مولا حقیقی سے جاملا۔ اس جانے والے کو ایک دنیا شیخ طریقت، ترجمانِ حقیقت، محبوب الٰہی، قطب العالم، مصنف اور اہل قلم کے ناموں سے جانتی پہچانتی ہے۔ اور آج اس مردمومن کو مرحوم لکھتے ہوئے چراغ نو کی طرح قلم کانپ رہا ہے جو حقیقی زندگی سے بھرپور تھا، جس نے اسلام اور ملت اسلامیہ کی اصلاح وفلاح کے لیے زندگی وقف کر رکھی تھی۔

محبوبِ الٰہی محمد عمر صاحبؒ سرزمین پنجاب میں علم وعرفان کے ان آفتابوں اور ماہتابوں یعنی للہیؒ اور حضرت شرقپوریؒ اور خاندان مرتضویؒ کی آخری یادگار تھے۔ [محمد عمر بیربلویؒ کے جدامجد جناب غلام مرتضیٰ بیربلویؒ، حضرت غلام نبیؒ ساکن للہ شریف کے خلیفہ تھے۔ خود حضرت موصوف نے حضرت میاں شیر محمد شرقپوریؒ سے زانوئے ارادت تہہ کیا۔] حضرت میاں صاحب شرقپوریؒ کی بزم کی آخری شمع اور بزم سلوک و تصوف کے آخری رفیق تھے۔ جو کل تک ارشاد وہدایت کی مسند کے مسیحا تھے، آج ۔

رو رہی ہے آج اک ٹوٹی ہوئی مینا اسے
کل تلک گردش میں جس ساقی کے پیمانے رہے

سرزمین پنجاب کے اسلاف طریقت کی آخری نشانی جو بیربل شریف جیسی بستی میں پیدا ہوئی اور آج یہیں ابدی نیند میں محوخواب ہے، نصف صدی سے زیادہ عرصہ تک بیربل شریف کو اپنے ذکر واذکار کا جلوہ گاہ بنائے رکھا۔ یہیں ان کا ستارہ چمکا اور یہیں اس آفتاب عالمتاب نے سفرآخرت اختیار کیا۔ ایک گنج گراں مایہ تھا جو یہاں دفن ہے ع

دفن ہوگا نہ کہیں ایسا خزانہ ہرگز

Marfat.com

اس پائے کا ولی اللہ اب شاید چراغ لے کر ڈھونڈے بھی نہ مل پائے۔

آج اگر ان کی موت پر ہماری قومی صحافت متاثر نہیں ہوئی تو یہ کوئی اچنبھے کی بات نہیں قوم نے ہمیشہ اپنے مخلص اکابر سے یہی سلوک روا رکھا ہے۔ لیکن دنیا اس حقیقت کو کبھی بھلا نہیں سکتی۔

کبھی کبھی تو اسی مشت خاک کے گرد
طواف کرتے ہوئے ہفت آسماں گزرے ہیں

ہمارے علما و صوفیا مبلغین اور واعظ حضرات اس حقیقت سے ہرگز بے خبر نہیں کہ اس مردِ درویش اور بے ریا فقیر نے ہر کس و ناکس کے دل میں اپنا گھر بنا رکھا تھا۔ وہ صحیح معنوں میں ایک مرد مومن کی سچی تصویر تھے۔ انہوں نے اپنی مقدس زندگی میں ہزاروں انسانوں کی اسلام کی روحانی اقدار پر تربیت فرمائی۔ ہزاروں کج رو طبائع سلامتی کی راہ پر چل نکلیں۔ علوم طریقت کی اشاعت میں کئی بے نظیر تصانیف فرمائیں۔ رسالہ "سلسبیل" جاری فرمایا۔ ان کی مجلس میں جو گھڑیاں گزرتی تھیں وہ خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، اسلام اور اسلامی تعلیمات ہی کے متعلق ہوتیں۔ الجھے ہوئے مسائل کی گتھی کو یوں سلجھاتے کہ گویا الجھاؤ تو تھا ہی نہیں۔ اور چند فقروں میں تہہ تک پہنچا دینا آپؒ کے وہبی علوم کا ایک خاص کمال تھا۔ مجلس کی سنجیدگی کا یہ عالم تھا کہ حضرت کی زبان سے کبھی کسی نے برائی سنی ہی نہیں۔ وہ اپنے کٹر مخالف مولویوں کے متعلق بھی بڑے سوز و گداز سے فرماتے کہ ان کی برائی نہ کرو، وہ برے نہیں بس ان کو ایسا ہی تحقیق ہوا ہوگا۔ اپنے نظریات کسی کے سر تھوپنے کی کبھی کوشش نہ فرماتے۔ مخالفین بھی اعتراف کرتے ہیں کہ سچی بات ان کا شعار تھا۔ عمر بھر سچی بات کہتے رہے۔ جن لوگوں نے آپؒ کے ارشادات و مضامین سنے یا پڑھے ہیں وہ اقرار کرتے ہیں کہ اعلاء کلمۃ الحق (سچ کو بلند کرنا) انہیں کا حصہ تھا۔

Marfat.com

ایک تاریخ کا خاتمہ:

حضرتؒ کے انتقال پر ملال سے تنہا ایک شخصیت کا خاتمہ ہی نہیں ہوا بلکہ تاریخ کے ایک مکمل عہد کا خاتمہ ہوگیا ہے۔ وہ عہد شاید اب کبھی واپس نہ آئے گا۔ ان کی ذات سے ملت کی ایک عظیم تاریخ وابستہ تھی۔ حضرتؒ ایک شخص نہ تھے بلکہ ایک تاریخ تھے جس کا سرا امام ربانی مجدد الف ثانیؒ کی تحریک وطریقت سے ملتا ہے۔ تصوف و تزکیہ نفس، علم وفضل، تقویٰ طہارت، تفقہ فی الدین، ذہانت و فطانت اور تحریر وتقریر کی ایک جامع چلتی پھرتی جیتی جاگتی تصویر تھے۔ آپؒ کا آستانہ عالیہ قدیم وجدید لوگوں کے لیے ایک سنگم تھا۔ اگر ایک طرف علما وفضلا، صوفیا، زہاد، مبلغین اور طالبین دین کا جمگھٹا رہتا تھا تو دوسری طرف مغربی یونیورسٹیوں کے گریجویٹوں کا بھی تانتا بندھا رہتا تھا۔ اور حضرتؒ کا خلق، ان کی شرافت، وضعداری، مہمان نوازی اور ان کے کردار کی بلندی سب کو اپنا گرویدہ بنائے رکھتی۔ وہ پاک وجود ایک زاہد، ایک بے ریا صوفی، ایک عالم دین، ایک مبلغ اسلام ہونے کے علاوہ زندگی کے تمام مسائل، ہنگامی حالات، سیاسی پیچیدگیوں وغیرہ کا ایک کامیاب اور شرعی حل رکھتے تھے۔

چھپے تھے تجھ میں وہ لاکھوں گہرائے مجمع خوبی
ملاقاتی تیرا گویا بھری محفل سے ملتا تھا

بہرحال حق گو علما اور صوفیا کی یہ آخری نشانی تھی جو ملت اسلامی کو داغ مفارقت دے گئی۔ یہ درست ہے کہ دنیا ایک سرائے فانی ہے، یہاں مستقل رہنے کو کوئی نہیں آیا لیکن علم وعمل کا یہ زوال اور انحطاط خوفناک مستقبل کی غمازی کر رہا ہے۔ لوگ اپنے جانے کے بعد اپنی جگہ خالی چھوڑ جاتے ہیں۔ اس سلسلہ عالیہ کے جو گنے چنے باقی ماندہ افراد ہیں خدا تعالیٰ اُن کے سایہ کو قائم رکھے۔ آمین۔

Marfat.com

ہمارے بعد اندھیرا رہے گا محفل میں
بہت چراغ جلاؤ گے روشنی کے لئے

مادر گیتی صدیوں تک ان کے انتظار میں روئے گی۔ علم و عمل، شرافت و اخلاق تصوف و سلوک کی جو کائنات اجڑی جا رہی ہے وہ کبھی آباد ہوگی؟ جن خوش نصیب حضرات کو حضرتؒ کی صحبتیں نصیب ہوئیں آج کوئی ان کے دل سے پوچھے جواب بھی زبان حال سے کہہ رہے ہیں۔

دل کو تڑپاتی ہے اب تک گرمی محفل کی یاد
جل چکا حاصل مگر محفوظ ہے حاصل کی یاد

وہ میری نظر میں:

یہ بات تو نہ تھی کہ میں حضرتؒ اور آپؒ کے خاندان سے واقف نہ تھا یا حضرتؒ میرے خاندان اور میرے ابّ و جد سے واقف نہ تھے۔ ہمارے علاقہ میں حضرتؒ کے عقیدتمند ہر گاؤں، ہر بستی میں کثرت سے پھیلے ہوئے ہیں۔ گاہے بگاہے عرصہ قدیم سے آپؒ سلسلہ عالیہ کی اشاعت کے لیے اس طرف بھی تشریف لایا کرتے تھے۔ لیکن مجھے حضرتؒ سے کوئی ربط نہ تھا اور نہ ہی آپؒ کے علوم اور طریقت سے متاثر ہوا تھا۔ میرے اور حضرتؒ کے تعلق اور ربط کی ابتداء اس دور زریں کے اختتام سے ہوئی جس کی یاد ہمیشہ تڑپاتی رہے گی اور وہ سماں دیکھنے کو آنکھیں ترستی رہیں گی۔ یہ وہ زمانہ تھا جبکہ حضرت قبلہ عالم سید نور الحسن شاہ صاحبؒ مسند آرائے حضرت کیلیانوالہ شریف کی ذات پر انوار ایک جہان کو اپنے نور باطن سے منور کر کے اس سرائے فانی سے منہ موڑ اپنے مولائے حقیقی سے جا ملی تھی تو اس وحشت میں حضرتؒ سے تعلق پیدا ہونے کے خود بخود سامان اور اسباب بنتے چلے گئے۔ (ان حالات کا ذکر پھر کسی مجلس پر چھوڑتا ہوں۔) اتنا

Marfat.com

کہے بغیر نہیں رہ سکتا کہ اس ربط کی ابتدا در حقیقت آپؒ ہی کی طرف سے ہوئی ع

"عشق اول در دل معشوق پیدا میشود"

ترجمہ: عشق پہلے معشوق کے دل میں پیدا ہوتا ہے۔

والا مضمون سمجھیے۔ پھر جو یہ تعلق بڑھا اور پھیلا تو پھر پھیلتا ہی چلا گیا۔ یہ ربط اس مقام پر پہنچا کہ آپؒ نے ایک بار ایک مکتوب گرامی اس ہیچکار کے نام تحریر فرمایا، جس کی سرخی صرف یہ ایک مصرع تھا ع

"آیا کرو ادھر بھی میری جاں کبھی کبھی"

اس عرصہ میں، میں نے آپؒ کو یوں دیکھا کہ وہ ایک روح دلنواز، ایک پیکر حسن وخوبی، ستاروں کی تنک تابی اور شبِ ماہ کا ایک کیفِ جاوداں، ایک موجہ نسیم وصبا، ایک نکہت گل، ایک صبح خرام، ایک گل لالہ، ایک شعلہ خرمن سوز، ایک شرارہ آتش فروز، رونق چمن، چراغ انجمن، یثرب و بطحا کی ایک مقدس آواز، وادی عرفات اور جبل احد کا ایک نعرہ فلک پیما، قرآن کا اعلان حق، وضعداری، شرافت اور مروت کا ایک دریا، جرأت و جذبہ حق گوئی کا ایک پہاڑ، تہذیب و انسانیت کی ایک دیوار چین، زندگی کی بنیادی سچائیوں کا ایک تاج محل، علوم شریعت وطریقت کا ایک خزانہ، ایک ایسا راہنما جس نے سالہا سال مردوں میں کھڑے ہو کر اذانیں دیں۔ جنہوں نے ہر مخالفت کی بھڑکتی آگ کا جی جان سے مقابلہ کیا۔ جہاں کسی مرد، عورت، بوڑھے، بچہ کی رونے کی آواز کان میں آئی، اپنے جسم و جان کی پرواہ کیے بغیر آگے بڑھے اور دلجوئی کی۔ جس نے چٹائی پر بیٹھ کر مخلوقِ خدا کی خدمت کی اور اس بے غرض اور بے لاگ خدمت کی بدولت ان کے دلوں پر حکومت کی۔ شعلہ نفسی اور شعلہ نوائی سے حضرت عمرؓ کے جلال ایمان کا چراغ روشن کیا اور جس کی فصاحت و بلاغت حضرت علیؓ کی سحر بیانی سے مشابہ۔ جس نے اپنے علم و تحقیق سے امام ربانی مجدد الف ثانیؒ کے وہبی علوم کی یاد تازہ کر

دی۔ جس نے اپنے مجاہدانہ جوش اور جذبہ فدا کارانہ سے اپنے شیخ طریقت حضرت میاں صاحب شرقپوریؒ کی روح کی تاثیرات کو زندہ کر دیا۔

جتنا عرصہ آپؒ کے ساتھ گزرا، آپؒ کی زندگی کے تمام پہلوؤں کی جھلک دیکھی۔ ہر پہلو کندن سونا پایا۔ ہمیشہ ایک لعل شب تاب دکھائی دیے۔ یہ مردِ درویش شان و شوکت سے مستغنی، فوج جرار اور فیل و پیادہ سے بے نیاز۔ ان کی زندگی کا حسن خارجی کسی زیبائش اور آرائش کا محتاج نہ تھا۔ یہ اپنی سادگی اور بے نیازی میں دور دور تک متاثر کناں، اس بے سروساماانی میں تابگراں رواں دواں۔ ایک روشنی تھی جو برابر آگے بڑھتی رہی اور پھیلتی رہی۔ ایک سچائی تھی جس نے دشمنوں سے بھی خراج تحسین وصول کیا۔ ایک صداقت تھی جس کا اعتراف کیے بغیر چارہ نہیں۔

شعلہ نفس اور گرم رو شیخ طریقت بگڑنے پر آئے تو اسے سنبھالنا مشکل ہوگا۔ لیکن آپؒ کا بگڑنا، خفا ہونا بھی ایسا کہ ہزاروں حلم، بردباری اور نرمی و مسکنت اس پر قربان اور مزاج پر قدرت کا یہ عالم کہ اس بگاڑ میں وہ بناؤ کے راستے ڈھونڈ لیتے بگڑتے بگڑتے وہ آپ ہی بن جاتے، روٹھتے روٹھتے آپ ہی من جاتے۔ بچوں کی طرح معصوم غصہ اور سادہ دل، نہ کہ لوگوں کی طرح بھڑنے والی ناراضگی۔ ایثار، استقلال کا ایک افسانہ جرأت و شجاعت کا ایک دور۔ حرکت و عمل کا ایک نمونہ۔

Marfat.com

محبوب الٰہی حضرت محمد عمر بیربلویؒ

بحوالہ ماہنامہ سلسبیل لاہور ستمبر 1969ء

نوٹ: یہ مقالہ حضرت محمد عمر بیربلویؒ (خلیفہ مجاز حضرت میاں شیر محمد شرقپوریؒ) کے عرس مبارک کے موقعہ پر تحریر فرمایا۔

خوش دلکش ست قصہ خوبان روزگار
تو یوسفی و قصہ تو احسن القصص

ترجمہ: زمانے کے حسینوں کا تذکرہ بھی بہت خوبصورت ہوتا ہے، جیسے آپ یوسف ہوں اور آپ کا تذکرہ بھی سب تذکروں سے اچھا ہو۔

حضرت امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ مجھے اتنا کسی کی جدائی کا غم نہیں ہوا اجتنا حضرت لیثؒ کے مل کر بچھڑنے کا غم ہوا۔ بعض شخصیتیں ملاقات کے وقت ایسا تاثر بخشتی ہیں جسے کسی حال میں فراموش نہیں کیا جا سکتا۔ حضرت امام شافعیؒ کو اپنی زندگی میں کیسی کیسی نادر شخصیتوں سے ملنے کا اتفاق ہوا انہوں نے ان سے کسب فیض کیا، مدتوں ان کے ساتھ رہے، انہیں متاثر کیا اور ان سے متاثر بھی ہوئے لیکن جناب لیثؒ کی صحبت نے ان کے دل پر جو اثرات چھوڑے انہیں وہ کبھی فراموش نہیں کر سکے۔ ہمیشہ یہی آرزو رہی کہ کاش جناب لیثؒ کی صحبت دوبارہ نصیب ہو جائے اور زبانِ حال سے یوں فرماتے

خدایا ایں کرم بارِ دگر کن

ترجمہ: یاالٰہی یہ کرم بار بار فرمانا۔

تاثر کی گہرائی:

یہ ایک حقیقت ہے کہ ایک چیز ہے خوبصورتی اور ایک چیز اس سے بھی بڑھ کر

Marfat.com

ہے جس کے لیے زبان کچھ کہ نہیں سکتی لیکن آنکھ سمجھتی ہے اور ذوق پہچان لیتا ہے خواجہ حافظؒ نے اسی کو آن کے لفظ سے تعبیر کیا ہے۔

شاہد آں نیست کہ موئے و میانے دارد
بندۂ طلعت آں باش کہ آنے دارد

ترجمہ: حق پر وہ گواہ نہیں ہے جس نے بال بڑھائے ہوں اور کندھے پر تلوار لٹکائے پھرتا ہو، روشن چہرے والا بندہ بن جا کیونکہ وہ غیرت مند ہوتا ہے۔

وہ جو ایک چیز ہے کہ آنے دارد۔ اس کے لیے کسی کا خوبصورت ہونا ہی کافی نہیں، خوبصورت تو ہزاروں ہوتے ہیں مگر آن رکھنے والے بہت کم بلکہ بہت ہی کم۔ صاحبزادہ محبوبِ الٰہی محمد عمر صاحب بیربلویؒ سے میری ملاقات کا تاثر بھی کچھ اسی نوع کا سمجھیے۔

وہ آئے بزم میں اتنا تو ہم نے دیکھا میرؔ
اور اس کے بعد پھر چراغوں میں روشنی نہ رہی

حقیقی عظمت:

حقیقی عظمت وہی ہوتی ہے جو انسان کو اخلاقی اقدار کے اس مقام پر پہنچا دے کہ اس کی ذات میں ایسی جاذبیت وکشش پیدا کر دے کہ مخلوق کے دل خود بخود بلا غرض وطمع اور دنیا اس کی طرف کھنچنے لگیں۔ یہ مقام اس کے مقبول اور محبوب ہونے کی ایک قوی اور واضح دلیل ہے۔

عارفین کا نظریہ:

انسانی عظمتوں کے اندازہ لگانے کے لیے بعض عارفین نے یہ نظریہ پیش کیا ہے کہ اس کے ساتھ رہنے والوں کی رائے معلوم کرنی چاہیے اگر وہ اس سے نیک گمان

Marfat.com

رکھتے ہیں اس کے ساتھ بے پناہ عقیدت اور بے پایاں محبت ہے تو وہ شخص یقینا خالق اور مخلوق دونوں کا محبوب ہے اچھا گمان رکھنے والوں کو خدا کا قاصد سمجھنا چاہیے۔

کیا چیز محبوبیت کا مستحق بناتی ہے؟

انسان کو جو چیز محبوبیت عطا کرتی ہے وہ اس کا اخلاص ہوتا ہے۔ یہ اخلاص ہر عمل کو خواہ معمولی ہو یا غیر معمولی عظیم بنا دیتا ہے اور اخلاص کے بغیر بڑے سے بڑا عمل بھی شایان کرم نہیں ہوتا۔

محبوب اور مخلص بندوں کی پہچان:

خدا کے مخلص اور محبوب بندوں کی سب سے بڑی پہچان یہ ہے کہ جب خدا کا دین ہوس پرستوں کے نرغے میں گھر جائے، جب اسلامی شعائر کو مٹانے کی سر توڑ کوشش کی جا رہی ہو، حق کو باطل اور باطل کو حق سمجھا جا رہا ہو، حلال وحرام کی تمیز یکسر مٹ جائے، طریقت وشریعت کو اپنی ہوس دانیوں کا ذریعہ بنا لیا جائے، حدود اللہ کا احترام باقی نہ رہے تو وہ اپنی تمام تر توجہ اور صلاحیتیں حالات کی اصلاح پر مرکوز کر دے۔ حالات خواہ کتنے ہی نامساعد اور ناموافق ہوں، مشکلات کتنی ہی ہجوم کیوں نہ کر آئیں، اصل بات یہ ہے خدا تعالیٰ پر کامل بھروسہ رکھنے والے حالات کی طرف سے کبھی کبیدہ خاطر نہیں ہوتے، حوادث ان میں یاس پیدا نہیں کرتے۔ وہ ہر غم اور ہر مصیبت اور پریشانی میں اپنے رب سے تعلق قائم رکھتے ہیں نیز اگر دل میں ایمان موجود ہو تو بندہ کو حوادث مولا کے قریب کر دیتے ہیں۔ آگ سونے کے فطرتی حسن کو اور نکھار دیتی ہے۔

تجدیدی کارنامہ کی صداءِ بازگشت:

یہ حقیقت بیان کرنے سے قبل اور اسے پوری طرح سمجھنے کے لیے ضروری

Marfat.com

ہے کہ آج سے تین صدیوں پہلے دور کے ذرا تاریخی حالات کا جائزہ لیں کہ اس دور کو کس قسم کے حالات درپیش تھے اور اس وقت کی پکار اور اس کی آواز کیا تھی اور اس کی آواز کو کس نے سمجھا اور اس کی پکار پر کس نے لبیک کہا۔ کیونکہ ہر دور اور ہر وقت کی اصلاح کے لیے یہ نہایت ضروری ہے کہ مصلح وقت کا پورا پورا نبض شناس ہو ورنہ ہر تشخیص اور ہر تجویز غلط ثابت ہوتی اور معاملہ بجائے سلجھنے کے اور اُلجھتا چلا جائے گا اور کسی کل درست نہ بیٹھے گا۔ اس کے لیے نہایت باریک بینی اور دقت نظر کی ضرورت ہوتی ہے۔

جہانبانی سے مشکل ہے کہیں کارِ جہاں بینی

ذالك فضل الله یو تیه من یشاء

دورِ اکبری:

عہدِ اکبری پورے شباب پر ہے۔ ملک بھر میں اکبر کا طوطی بول رہا ہے۔ تمام ملک شہنشاہ اکبر کے زیرنگیں ہے۔ اکبر دنیا پر ہی قابض نہ تھا بلکہ علماء ومشائخ سے دین غصب کر کے ان کو بھی اپنے قبضہ میں لے چکا تھا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ دربارِ اکبری میں سب کچھ موجود تھا اور اگر نہیں تھا تو صرف دین رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ جو دین تھا اس کے شاہی ذہن کی ایجاد واختراع تھی جس کی وجہ سے دین کا ہر شعبہ مسخ کر دیا گیا تھا خصوصاً خداشناسی کے دو بنیادی رکن شریعت وطریقت پر تو ایسی کاری ضربیں لگائی گئی تھیں کہ ملک کا ملک ان سے بیگانہ ہو چکا تھا اور ہر ذہن میں یہ بات جم گئی تھی کہ آپس میں ان کا کوئی تعلق اور کوئی واسطہ و رابطہ نہیں جس کی وجہ سے مذہب میں صدہا قسم کی ایسے خرابیاں پیدا ہو چکی تھیں کہ ان کی اصلاح کا دروازہ بند ہو چکا تھا۔ اگرچہ ہندوستان میں عوام وخواص پر تصوف کا رنگ اس قدر غالب تھا کہ اس کے سوا علماً اور عملاً کوئی بات مقبول نہ تھی لیکن یہ حقیقت تھی کہ صالح تصوف کا جوہر پاک جہل اور بدعت کی آمیزش

سے یکسر مکدر ہو چکا تھا۔ تو ہمات اور مطلق العنانی کو طریق باطنی کے اسرار سے تعبیر کیا جاتا تھا۔ ملک کا ملک شریعت اور علوم شریعت سے بیگانہ محض اور اصل حقیقت سے یک قلم معدوم ہو چکا تھا البتہ خانقاہوں اور ان کے سجادہ نشینوں کے سلسلے اتنے وسیع اور پھیلے ہوئے تھے کہ قوم کی قوم ان سے وابستہ اور جکڑی ہوئی تھی۔ ادھر عہدِ اکبری کی بدعات تخت وتاج کے زور پر ہر طرف پھیل کر اپنے قدم جما چکی تھیں۔ علماءِ سو اور علم و عرفان سے ناآشنا مشائخ اور سجادہ گان ان کی انسیت کے علمبردار تھے۔ ان حالات میں دعوت واصلاح کی امتحان گاہ میں قدم رکھنا ایک دشوار گزار بلکہ اپنے آپ کو ہلاکت اور قعرِ مذلت اور دار ورسن کو دعوت دینے کے مترادف تھا۔ لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ اس وقت کی دنیا میں علماء یا مشائخ یا درس وتدریس کے سلسلے نہ تھے۔ نہیں نہیں! بدایونی اور روصتہ العلما، اخبار الاخیار کے مطالعہ سے تو پتہ چلتا ہے کہ ہندوستان میں بجز عالموں اور پیروں کے کوئی اور بستا ہی نہیں۔ کوئی شہر اور قریہ نہ تھا کہ مدرسوں اور خانقاہوں سے خالی ہو۔ علماء میں شیخ وجیہہ گجراتی، شیخ علی متقی، شیخ جلال تھانیسری، ملا محمود جونپوری، مولانا یعقوب کاشمیری، ملا قطب الدین بہاری، شیخ عبدالحق محدث دہلوی، ملا عبدالحکیم سیالکوٹی وغیرہ اپنے وقتوں کے مالک اور تعلیم وتعلم کے بادشاہ تھے۔ لیکن کیا کیا جائے کہ یہ حضرات دوسرے کاموں میں مشغول رہے اصلاح کی راہ میں ایک قدم بھی نہ اُٹھا سکے۔ اہلِ طریقت میں خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ جیسے عارف کامل خود بعہدِ اکبری دہلی میں مقیم رہے لیکن سبحان اللہ وہ خود فرماتے ہیں کہ میں چراغ نہیں ہوں، چقماق ہوں آگ نکال دوں گا چراغ تو شیخ احمد سرہندی ہے۔ یہ نہ تھا کہ ان حضرات کے دلوں میں اس کا درد نہ تھا، نہیں سب اس حال پر آہ وفغاں کرتے تھے اندر ہی اندر کڑھتے تھے مگر اس سے آگے معاملہ نہ بڑھا۔ اب ضرورت تھی تو ایک ایسے مردِ میدان کی جو نصرتِ الٰہی کے لشکروں سے مسلح ہو کر جس راہ شہنشاہِ ہند کا تاج وتخت بھی

Marfat.com

نہ روک سکے اور مسیحا بن کر آئے۔ پہلے وقت کی پکار سمجھے اور پھر اس کا جواب صحیح دے۔

امام ربانیؒ اپنے ایک مکتوب شریف میں اپنے فرزند ارجمند کو تحریر فرماتے ہیں:

''اے فرزند ایں آں وقت است کہ در امم سابقہ در ریں طور وقتیکہ پراز ظلمت است پیغمبر اولوالعزم مبعوث می گشت و احیاءِ شریعتِ جدیدہ می کرد۔ و در ریں امت کہ خیر الامم است و پیغمبر ایشاں خاتم الرسل علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰت والتسلیمات علماء را مرتبہَ انبیاءِ بنی اسرائیل دادہ اند و بوجودِ علماء بوجود از وجودِ انبیاء کفایت فرمودہ اند۔لہٰذا بر سر ہر مائۃ از علماءِ ایں امت مجددے تعین می نمایند کہ احیاءِ شریعت فرماید علی الخصوص بعد از مضی الف کہ در امم سابقہ وقتِ بعثتِ پیغمبر اولوالعزم است و بہ ہر پیغمبرے در آں واکتفا نمودہ اند در ایں طور عالمے عارفے تام المعرفت در کار است کہ قائم مقام اولوالعزم امم سابقہ باشد۔''شعر

فیض روح القدس ار باز مدد فرماید
دیگراں ہم بکنند آنچہ مسیحا می کرد

[مکتوباتِ امام ربانی، مکتوب 234 دفتر 1]

ترجمہ: اے بیٹے! یہ وہ وقت ہے جب سابقہ امتوں میں ایسے تاریکی بھرے وقت میں اولوالعزم پیغمبر مبعوث ہوتے تھے اور احیاءِ شریعت کرتے تھے۔ یہ امت جو کہ خیر الامم ہے اور اس کے پیغمبر خاتم الرسل علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰت والتسلیمات ہیں، (آپؐ نے اس امت کے) علماء کو انبیاءِ بنی اسرائیل کا مرتبہ دیا ہے اور علماء کے وجود کو انبیاء کے وجود سے کفایت فرمایا ہے۔اسی لیے ہر صدی کے سرے پر (ختم یا شروع میں) اس امت کے علماء میں ایک مجدد کا تعین کرتے ہیں تا کہ احیاءِ شریعت فرمائے۔ بالخصوص ایک ہزار سال گذر جانے کے بعد جو کہ امم سابقہ میں اولوالعزم پیغمبر کی

بعثت کا وقت قرار دیا گیا ہے۔ ایسے وقت میں ہر پیغمبر کو کافی نہیں سمجھا گیا (بلکہ اولوالعزم پیغمبر مبعوث کیا گیا) اب بھی اسی طرح کے وقت میں ایک تام المعرفت عالم و عارف کی ضرورت ہے جو امم سابقہ کی طرح اولوالعزم (پیغمبر کے قائم مقام) ہو۔ شعر: وحی کا فیض اگر پھر سے میسر ہو جائے تو دوسرے بھی وہ کریں جو کہ مسیحا نے کیا۔

قسمتوں کے ہیں یہ فیصلے یہ بڑے نصیب کی بات ہے:

یقیناً توفیق الٰہی نے امام ربانیؒ ہی کو اس کام کے لیے خاص کر دیا تھا۔ یہ تجدیدی لباس صرف انہی کے جسم پر چست آیا باقی جس قدر تھے یا تو مدرسوں میں پڑھاتے رہے یا موٹی موٹی کتابیں اور نئی نئی شرحیں لکھنے میں مصروف رہے یا آپس میں تکفیر و تفسیق کے فتووں پر دستخط کرنے میں مشغول رہے۔ وقت کی جو اصلی بیماری تھی اس کی تشخیص و تجویز نہ کر سکے۔ وقت کا جو اصلی کام تھا اسے کوئی ہاتھ نہ لگا سکا تا آنکہ امامِ ربانیؒ علم و عرفان سے پوری طرح آراستہ پیراستہ ہو کر میدانِ اصلاح میں اترے۔ باوجود کثیر علماء و مشائخ کے ہوتے ہوئے مقاصد وقت کی اصلاح و تجدید کا کاروبار نہ بن آیا اور صرف امام ربانیؒ کی تنہا ذاتِ گرامی ہی اس کاروبار کی کفیل ہوئی۔ حقیقت یہ ہے کہ ہر دور میں وہ ایک ہی ہوتا ہے صرف اسی کا دروازہ ہوتا ہے جو فیوضات کے لیے کھلا رہتا ہے، باقی تمام دروازے بند ہو جاتے ہیں۔ آپؒ فرماتے ہیں ''مجدّد آنست کہ ہر چہ دوراں مدت فیوض بہ امت رسد بتوسط او رسد اگر چہ اقطاب و اوتاد آں وقت باشد''

خاص کند بندہ مصلحت عام را

ترجمہ: مجدد وہ ہے کہ اس کی مدت کے دوران امت کو جو فیض پہنچتا ہے اس کے واسطہ سے پہنچتا ہے اگر چہ اس وقت کے اقطاب اور اوتاد بھی موجود ہوں۔ کسی مصلحت کے تحت بندے کو چن لیا جاتا ہے۔

Marfat.com

اُس وقت کی بنیادی خرابی:

اکبری دور (مغل بادشاہ جلال الدین محمد اکبر کے دور) میں دین کے دو بنیادی شعبوں، شریعت و طریقت، میں جو خلا پیدا ہو چکا تھا کہ معرفت اور مذہب یہ دو الگ حقیقتیں ہیں جس سے صدہا قسم کی خرابیاں پیدا ہو چکی تھی اور پیدا ہوتی جا رہی تھیں، امام ربانی ؒ نے اس دور کے اس بنیادی مرض کی صحیح تشخیص فرمائی۔ وقت کی اس اہم پکار کو سنا جواب میں وقت کی اس اہم ضرورت اور بنیادی حقیقت کو واشگاف الفاظ میں اظہار فرما دیا کہ مذہب اور معرفت الگ الگ دو چیزیں نہیں یا الگ الگ دو حقیقتیں نہیں بلکہ جذبہ خداشناسی کی ایک ہی بنیاد ہے جس پر مذہب اور معرفت کی تمام عمارت تعمیر کی گئی ہے اصلی اور حقیقتی معیار دین ہے۔ دین بہرحال مقدم ہے۔ فقر، معرفت، طریقت وہی قابل قبول ہوگی جو دین سے کسی صورت میں متصادم نہ ہو، اگر دین سے متصادم ہوگی تو اسے ترک کیا جاسکتا ہے، دین کو ترک نہیں کیا جاسکتا۔ امام ربانی ؒ کی یہ تعلیم ایک آفتاب بن کر چمکی جس کے سامنے دوسری تعلیمات اور تمام طرائق ماند ہو کر رہ گئے۔ چار دانگِ عالم میں اس کا ڈنکا بجنے لگا۔ شاہ و گدا اس چشمہ پر ٹوٹ پڑے۔ لوگوں کے ذہن دینِ حقہ کی عظمت سے لبریز ہو کر چھلکنے لگے۔ امام ربانی ؒ نے بغیر کسی قتل و غارت اور بغیر کسی دنگا و فساد کے بنے بنائے رُخ مشرق سے مغرب کی طرف پھیر دیا۔ بھولی بھٹکی دنیا پھر صحیح منزل کی طرف گامزن ہوگئی۔

اگر غور و فکر سے کام لیا جائے تو یہ بات واضح طور پر نظر آنے لگی ہے اور یہ فیصلہ دینا ہی پڑتا ہے کہ ہدایت و ضلالت کے اسباب و علل اور نتائج ہر دور میں تقریباً ایک سے ہی رہے ہیں کچھ فرق نظر آتا ہے تو صرف ہیئتِ نوعی میں، ورنہ حقیقت ایک ہی رہی ہے۔ آج اس تاریخی دور کو تین صدیوں سے اُوپر عرصہ گزر رہا ہے لیکن جن حالات و

Marfat.com

واقعات میں ملت اس وقت گھری تھی آج پھر ملت انہیں تاریک حالات میں گھر چکی ہے اگر کوئی فرق ہے تو صرف یہ کہ اس وقت اکبر کی جہالت اور بے دین سیاست اس گمراہی کا سبب تھی اور آج یورپ کے علوم وفنون اور مادی ترقی کی زرق برق چکا چوند آنکھوں کو خیرہ کر کے گمراہی کا سبب بن رہی ہے۔ وہاں شہنشاہیت کے زور سے ایمان پر ڈاکے ڈالے گئے اور آج فنون کے نام پر بربادی کے سامان مہیا کیے جا چکے ہیں۔ اُس وقت بھی دین حقہ کی نشان دہی مشکل تھی اور آج بھی مذہب وطریقت و سیاست کے نام پر اتنے بہروپ بھرے گئے ہیں کہ حقیقتی اور صحیح روپ پہچاننا بے حد مشکل ہوگیا ہے۔ طریقت کے بارہ میں ملت کے عمومی ذہن میں وہی یکسانیت پائی جارہی ہے جو اس دور میں تھی۔ علماء آج بھی تکفیر و تفسیق کے فتووں پر دستخط کرنا اپنا دل پسند مشغلہ بنائے ہوئے ہیں۔ مشائخ کے سلاسل سے آج بھی نہ کوئی قریہ خالی ہے نہ کوئی شہر۔ اُس وقت دین حقہ کو دین الٰہی (مغل شہنشاہ اکبر کا بنایا ہوا دین جسے میں دین الٰہی کی بجائے ''دین اکبری'' کہتا ہوں۔ الطاف) میں ڈھالنے کی سرتوڑ کوشش کی گئی اور آج کمیونزم، نیشنلزم اور سوشلزم کو دین بنا کر ملت کو دھوکہ دینے کے لیے سر دھڑ کی بازی لگا دی گئی ہے۔ دین حقہ کو جدید تھیوریوں اور جدید نظریوں میں ڈھالنے کو ہی دین کی خدمت تصور کیا جارہا ہے۔ دین آج بھی علماء ومشائخ سے غصب کرلیا گیا ہے۔ دنیادار اس پر خود قابض ہو چکے ہیں اور یہ حضرات ان کی سکیموں کے علمبردار بنے ہوئے ہیں۔ جس معاشرہ میں بے اعتدالیاں ہی عزت وفخر کا سبب بن چکی ہوں اس کے متعلق فیصلہ آپ ہی کرلیں۔ پھر ان حالات پر آہ وفغاں بھی کی جارہی ہے، ملت کی اس سیاہ بختی کا ماتم بھی کیا جارہا ہے لیکن اس سے آگے معاملہ آج بھی نہیں بڑھ سکا۔

اسلام اس ملک میں یا اس تمام دنیا میں اس پردیسی کی طرح ہے جس کا نہ کوئی عزیز ہے نہ آشنا جسے درد دل سنائے، نہ گھر ہے جہاں سر چھپائے۔ پرایا دیس

Marfat.com

پرائے لوگ نہ یہ ان کی بولی جانے اور نہ وہ اس کی زبان سمجھیں۔ ایک ایک کا منہ تکتا ہے اور رو دھو کے چپ ہو رہتا ہے:

کس زبانِ مرا نمی فہمد

بعزیزاں چہ التماس کنم

ترجمہ: کوئی شخص میری زبان کوئی نہیں سمجھتا۔ دوستوں سے کیسے گذارش کروں۔

علامہ اقبالؒ حضرت مجددؒ کے بعد کے دور کی حکایت یوں بیان کرتے ہیں۔

تین سو سال سے ہیں ہند کے میخانے بند

اب وقت ہے کہ تیرا فیض عام ہو اے ساقی

یعنی امام ربانیؒ کے بعد تین صدیاں گزر رہی ہیں کہ علم وعرفان قال وحال سے آراستہ کامل شخصیت کا ظہور نہیں ہوا کیونکہ ایسی شخصیت ہی ملت کے امراضِ کہن کا علاج کرسکتی ہے۔ اس تاریکی اور مایوسی کے عالم میں ایک معمولی بستی بیربل شریف کے ایک مرد قلندر کے حجرہ سے ایک آواز گونجی، اسے جو غور سے سنا تو معلوم ہوا کہ یہ تو اسی آواز کی صدائے بازگشت ہے جو کسی وقت سرہند سے بلند ہوتی تھی۔

سننے والو سنو! آواز پر کان دھرو۔ کہنے والا کہہ رہا ہے، چیخ چیخ کر پکار رہا ہے (ذرا ہوشیار اور فرقہ و مسلک سے ذرا بلند ہو کر میری تحریر پڑھو تو انشاء اللہ وہ کچھ حاصل ہو گا جس کی اپ کو فطرتاً تلاش ہے) حقائق قرآنی۔

یہ نعرہ مستانہ آج تک فضا میں گونج رہا ہے کہ شریعت وطریقت یہ دو الگ حقیقتیں نہیں۔ شریعت وطریقت میں جسم وجان کی طرح وحدت ہے نہ وہ اس سے جدا ہوسکتی ہے اور نہ طریقت اس سے۔ اگر انہیں جدا کر دیا گیا تو پھر بے اعتدالیوں کا سدّباب نہ ہوسکے گا۔ اگر اسے اپنا لیا گیا تو یہی تکمیل اسلام ہے۔ اس مردِ حق کی تمام عمر تمام مساعی اسی ایک نظریہ کی اشاعت میں ختم ہوگئی۔ تمام خیالات اسی کے گرد گھومتے

Marfat.com

رہے۔یہی پیغام ملت کے ہر فرد تک پہنچانے کے لیے بیربل شریف میں شریعت و طریقت کی سبیل لگائے رکھی۔اسی لیے میں نے پہلے بھی کہا تھا اور آج پھر کہہ رہا ہوں کہ حضرت کا وصال ایک تنہا شخصیت کا نہیں بلکہ تاریخ کے ایک مکمل عہد کا خاتمہ ہے۔ حضرت کی شخصیت سے ملت کی ایک تاریخ وابستہ تھی۔تجدیدی دور کی آخری صداءِ بازگشت بیربل شریف سے گونجی شاید دوبارہ پھر یہ عہد نہ آئے اور اسی میں ان کی محبوبیت کا راز مضمر تھا لیکن دنیا نے ان سے وہی سلوک برتا جو ہمیشہ سے مخلصین سے کیا گیا۔

سر آمد روزگارے ایں فقیرے
وگر دانائے راز آید نہ آید

ترجمہ:اس فقیر کی زندگی کے دن پورے ہو چکے،اب شاید ہی کوئی دوسرا اس راز کو سمجھنے والا آئے۔

آخری گذارش:

آج ایک با کمال شخصیت کی کامل روایات کو زندہ رکھنے کے لیے بطور یادگار تقریبِ عرس منائی جا رہی ہے۔آؤ ہم سب سچے دل سے عہد کریں کہ حضرتؒ کے اس تجدیدی نظریہ کو دنیا کے کونے کونے میں پہنچائیں گے۔کیونکہ ملت کے امراضِ کہن کا یہی ایک چارہ اور درماں ہے۔میں اپنے ان ناقص خیالات کو بارگاہِ عظمت میں پیش کر کے شفاعت و نجات کا امیدوار ہوں جن کی ایک ادنیٰ نگاہِ کرم سے معمولی ذروں نے سر درخشاں کی تابانی پائی اور قطروں نے بحرِ بیکراں کا مقام حاصل کیا۔ایک تیرا یہ ادنیٰ خادم تیرے ہی جلووں کا ایک حقیر نذرانہ لیے تیرے حضور حاضر ہوا ہے اسے قبول فرمائیے:

نظر کی آرزو میں ہے جہانِ آرزو

❀❀❀❀

Marfat.com

ذکرِ محبوب

(بحوالہ ماہنامہ سلسبیل؛ لاہور؛ اگست؛ ستمبر 1964ء)

تقریب عرس شب معراج:

حضرت خواجہ محبوب عالم سیدویؒ کے عمر بھر کے مخلص اور قدیم خادم حافظ فضل احمد صاحب مرحوم ساکن رسول نگر ضلع گوجرانوالہ نے آں ذات گرامی کی خدمت میں بارہا درخواست پیش کی کہ حضور اپنے برادرانِ طریقت کے اجتماع کے لیے کوئی تقریب مقرر فرمایئے کہ سب اہل سلسلہ باہم مل کر اپنی نسبت اور محبت تازہ کرسکیں، باہمی ربط اور زیادہ مضبوط ہو جائے۔ آپ نے سن کر فرمایا کہ اس جھنجھٹ سے کیا فائدہ خواہ مخواہ ہجوم طبیعت کی پریشانی کا باعث ہوگا۔ حافظ صاحب کا اصرار حد سے بڑھ گیا آخر ایک روز ارشاد فرمایا اچھا بھائی دربارِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں عرض کرتے ہیں اگر وہاں سے منظوری ہوئی تو پھر شروع کر دیں گے، ورنہ نہیں۔ چند روز کے بعد حضور نے فرمایا لو بھائی حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے درخواست منظور کر لی اور ساتھ ہی اس تقریب کا دن بھی آپ ہی مقرر فرما دیا اور وہ تقریب ہے شبِ معراج۔ چنانچہ اسی سال اہلِ محبت کو مطلع کر دیا گیا اور صحن مسجد میں نہایت سادگی اور خوبصورتی سے روشنی کا انتظام یہ کیا گیا کہ پیالوں میں بنولے اور سرسوں کا تیل ڈال کر ان کو روشن کر دیا گیا اور مسجد کے ہر چہار سمت رکھوا دیے گئے۔ یہ تقریب یوں شروع ہوئی اور آج تک منائی جاتی ہے۔ پھر تو حضور کے خدام و طالبین کا ہجوم ہونے لگا۔ اہلِ ذوق دور دور سے آنے لگے۔ مسجد کا احاطہ شمعدانوں سے سجایا جاتا۔ روشنی سے یہ خطہ بقعہ نور بن جاتا۔ منبر شریف رکھا جاتا، آپ سبز دستار باندھ کر منبر پر جلوہ افروز ہوتے۔ درود شریف اور کلمہ طیبہ کے ورد اور آپ کے یوں تشریف فرما ہونے سے اہلِ نسبت کی نسبت جوش میں آتی۔ اس وقت آپ

Marfat.com

واقعہ معراج نہایت محبوبانہ انداز میں شروع فرماتے، جوں جوں رات گزرتی، ذکرِ معراج شریف شباب پر آتا جاتا۔ اس وقت معلوم ہوتا کہ آج سب حجاب اٹھائے جارہے ہیں، سراجاً منیرا کے جلوے جہاں کو منور کر رہے ہیں۔ ذوق و شوق کا دریا ٹھاٹھیں مارتا، سامعین پر محویت اور استغراق کی کیفیت طاری ہوتی اور یوں ہی عشق و محبت کے اس قصے میں صبح ہو جاتی، طالبین کے دل میں یہ حسرت رہتی کہ یہ شب کیوں ختم ہوئی۔ اس تقریب سے حضور کو ایک خاص انس اور لگاؤ پیدا ہو چکا تھا، بلکہ یہ لگاؤ والہیت کے درجہ تک پہنچ چکا تھا اور ارشاد فرماتے کہ اس رات میں خدا اور اس کے محبوب کے وصل کی خصوصی کیفیات کا ورود ہوتا ہے۔ خدام کو خصوصی طور پر اس تقریب کی شمولیت کی بایں الفاظ تاکید فرماتے کہ ''میرے ملنے والوں میں سے جو اس تقریب میں شامل ہو اس کی ایک رات کی حاضری تمام سال کی حاضری تصور ہوگی اور جو اس رات کی حاضری سے محروم رہا خواہ وہ تمام سال حاضر رہا ہو اس کی حاضری تصور نہ ہوگی۔''

بے حجاب معاملہ:

حضور انور کے عاشق خلیفۂ عالی قدر میاں حسن علی صاحب قریشی قدس سرہٗ عرس شریف کی مجلس میں شامل تھے۔ حضور آن بان سے منبر پر تشریف فرما تھے، ذکرِ محبوبِ خدا ﷺ تھا، عشق و محبت کی گھٹاؤں سے مستی کی برسات سی برس رہی تھی، حاضرین پر سکوت و استغراق کی کیفیت طاری تھی، ہر شخص اپنے حال میں مست تھا، کسی کو کسی کی خبر نہ تھی، سارا اجتماع ہی اہلِ دل، تربیت یافتہ، مہذب، باادب، پاکیزہ، ستھری اور نورِ نسبت سے ڈھلی ہوئی صورت و سیرت والوں کا تھا کہ ان کو دیکھ کر خدا یاد آجائے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ ان صورتوں کو آج آنکھیں ترستی ہیں اور چراغ لے کر ڈھونڈھنے سے بھی نہیں ملتیں۔ محفل میں ہُو کا عالم تھا، گردنیں جھکائے ہوئے سینوں پر متوجہ تھے کہ اچانک خلیفہ

صاحب ممدوح نے زور سے چلا کر کہا کہ ''وہ'' ابھی وہ کہنے نہ پائے تھے کہ آپ نے ہوں ہوں فرما کر منع فرمادیا اور خاموش کر دیا۔ صبح آپ نے پوچھا ''بابا! رات کیا دیکھ کر ''وہ'' کا اشارہ کیا تھا؟'' عرض کیا ''حضور میں نے یہ دیکھا کہ جناب سید المرسلین ﷺ آپ کے پہلو میں ایک بے مثال زریں تخت پر جلوہ افروز ہیں اور آپ کی گردن میں اپنا بازو حمائل کیے فرمارہے ہیں ''آپ جو بیان فرمارہے ہیں وہ بالکل صحیح اور درست ہے'' تو اس وقت بے ساختہ میری زبان سے نکلا ''وہ'' آپ نے فرمایا ''بابا! تیس سال سے جناب سید المرسلین ﷺ کے ساتھ ایسا ہی معاملہ ہے لیکن میں نے تو کبھی ظاہر نہیں کیا۔ بابا! سالک کو ایسا بے حوصلہ نہیں ہونا چاہیے، ایسی باتوں کے اظہار سے فتنوں کا اندیشہ ہے۔'' الحمدللہ آج بھی یہ تقریب اسی دھوم دھام سے منائی جاتی ہے اور وہ کیفیات ان ہی مجالس سے خاص ہیں۔ جو لوگ حاضر ہوتے ہیں وہ بتا سکتے ہیں کہ وہ سماں جو اس وقت ہوتا ہے تمام سال دل میں چٹکیاں لیتا رہتا ہے۔

Marfat.com

مرض و وفات:

جہاں ان کی زندگی میں ہمارے لیے درس جہان موجود ہوتے ہیں وہاں ان کی موت بھی ہمارے لیے سبق آموز ہے اسی لیے کہ آپ کی وفات حسرت آیات کا ذکر بھی ضروری ہے تاکہ پتہ چل سکے کہ جن کا تعلق اپنے مولا سے قائم ہو چکا ہے ان کا تعلق موت کی تلخیاں بھی نہیں توڑ سکتی اور کوئی حجاب مانع نہیں ہوسکتا بلکہ ان کا شوق اس وقت اور بڑھ جاتا ہے۔

ایک وہ وقت تھا کہ آفتابِ کمالاتِ ولایت کے طلوع کا سماں دکھلایا گیا تھا اور ایک وہ وقت ہے کہ ماہتاب ولایت کے غروب کا تذکرہ بہ عنوان وفات کیا جاتا ہے، زمانہ کا انقلاب اور فلک کی گردش محتاج نہیں۔

ہر آن کہ زِدنیا چار بالاش نوشید
زجام دہر مئے کل من علیہا فان

ترجمہ: زمانے کے جام سے جس نے بھی مے چکھی ہے آخر کار اس کو فنا ہونا ہے۔

دنیا میں جو کوئی آیا فنا ہونے کے لیے آیا اور جو کوئی پیدا ہوا وہ ایک دن مٹ جانے کے لیے ہے مگر جو مرنے سے پہلے اپنے مولا وحدہٗ لاشریک اور اپنے آقا جناب سیدالمرسلین ﷺ کی اطاعت میں مر مٹا ہو اس کی موت موت نہیں ہوتی بلکہ زندگی ہے اور ایسے حضرات کی موت کو وصال سے تعبیر کیا جاتا ہے اور اس دن کو یوم العروس کہا جاتا ہے۔

زندگانی نتواں گفت حیاتے کہ مراست
زندہ آنست کہ باد دست وصالے دارد

ترجمہ: زندہ ہونے کا نام زندگی نہیں بلکہ محبوب سے واصل کا نام زندگی ہے۔

اہل اللہ کی وفات جس کا نام وصال ہے اس لیے حسرت ناک نہیں ہے کہ ان سے دنیا کی لذات چھوٹ چکی ہیں اور چھوٹی ہوئی چیز کا چھوٹنا کیا؟ مگر اس وجہ سے اندوہناک بھی ضرور ہے کہ ان کے عالمتاب چہروں کے نظروں سے غائب ہو جانے سے ہزارہا مخلوق کی آرزوئیں ملیامیٹ ہوتی ہیں اور لکھوکھہا تمنائیں بے کفن خاک میں دب جاتی ہیں۔ جس محبوب کا رخِ زیبا سالہا سال تماشہ گاہِ عالم بنا رہا ہو اس کا دفعتہً نظروں سے غائب ہو جانا جیسا حسرت ناک منظر ہے اس کا حال محبت والوں سے پوچھنا چاہیے۔ یوں تو ہمیشہ پیدا ہونے والے پیدا اور مرنے والے مرتے چلے جا رہے ہیں، مگر ایک کی پیدائش شامل ہزارہا پیدائشوں کو ہوتی ہے اور موت مشتمل ہے کسی بہت بڑے گروہ کے مرجانے پر۔ پس حضور سیدویؒ کی وفات کا کیا پوچھنا کہ آپ کے دمِ واپسیں پر ایک جم غفیر کی کتنی تمنائیں مردہ ہوگئیں اور آپ کی نعش پاک کے ساتھ کتنی مخلوق کے کیا کیا حالات ذہن میں دفنا گئے۔

اکیلا کون کہتا ہے لحد میں نعش حاتم کو
ہزاروں حسرتیں مدفون ہیں دریا کے پہلو میں

جب ایسے ناز پروردہ لاڈلے، روحانی اور نسبی بچوں کے سروں سے ایسے شفیق اور مہربان باپ کا سایہ اٹھ جائے جنہوں نے پرورش کے سایہ میں دنیا کی اونچ نیچ جانی ہی نہ تھی کہ کیا ہے تو انہیں جس قدر صدمہ ہو وہ بیان کرنے سے باہر ہے کیونکہ یہ دکھ ان کے سوا دوسرا جان ہی نہیں سکتا۔

نہ یارے آں چناں محرم کہ زوے یاری آید
نہ دل دارے چناں مشفق کہ از حال حسنؔ پرسد
کشتی شکستگانیم اے باد شرط برخیز
باشد کہ باز بینم آں یار آشنارا

ترجمہ: نہ یار ہی اتنا محرم تھا کہ اس سے دوستی کی بو آتی اور نہ دلدار ہی اتنا مشفق تھا کہ حسنؔ کا حال ہی پوچھ لے۔ ہم کشتی توڑنے والے ہیں اے باد! اٹھ ہوسکتا ہے ہم یار آشنا کو دوبارہ دیکھ لیں۔

1335 ہجری حضور انورؒ کے وصال کا سال ہے۔ اس سے قبل کئی سال یہ فقرہ فرمایا کرتے کہ وقت قریب آ گیا ہے لیکن سننے والے کچھ اور ہی سمجھتے۔ متوسلین یہ نہ سمجھ سکتے کہ آپ اپنا ظاہری علاقہ جلد توڑنے والے ہیں۔ اگر کوئی سمجھتا اور بے قراری کا اظہار کرتا تو ایسے انداز میں تسلی فرما دیتے کہ اس کے دل سے یہ خیال محو ہو جاتا اور اکثر یہ بھی فرماتے کہ اب یہاں دل نہیں لگتا۔ گھر میں اکثر ہوتا کہ جب آپ کھانا کھانے بیٹھتے، کھانا خواہ کیسا ہی عمدہ ہوتا، فرماتے جب سے ایک خواب دیکھا ہے کھانے میں لذت نہیں رہی اور ایک دو لقمے تناول فرما کر چھوڑ دیتے۔ کبھی ایسا بھی ارشاد فرماتے کہ اللہ اللہ کرنے کا اب ہی مزہ آیا تھا کیا اچھا ہوتا کہ ابھی کچھ اور مہلت مل جاتی مگر ''اچھا'' کہہ کر بات ختم کر دیتے۔ نامعلوم وہ خواب کیا تھا۔ البتہ ایک خواب بڑے مائی

Marfat.com

صاجبہ (حضرت خواجہ محبوب عالمؒ کی پہلی زوجہ محترمہ آمنہ بی بیؒ متوفیہ 1939ء۔ تفصیل کے لیئے "پروازِ محبوب" کا مطالعہ فرمائیں۔الطاف) نے راقم سے بیان کیا تھا وہ یہ ہے۔

فرماتی ہیں کہ ایک بار میں آپ کو مکیاں مار رہی تھی تو حسبِ معمول مکیاں مارتے بے ہوشی طاری ہوگئی۔کیا دیکھتی ہوں کہ ایک سفید گھوڑے پر ایک نہایت باہیبت اور خوبصورت نوجوان سوار آپ کی خدمت میں آیا اور ایک کاغذ آپ کی خدمت میں پیش کیا جس پر آپ نے دستخط کیے۔اسی ہیبت سے میری آنکھ کھل گئی تو میں نے یہ واقعہ عرض کیا۔آپ نے فرمایا وہ ایک فرشتہ تھا جو ہماری وفات کی خبر لے کر آیا تھا اور ساتھ ہی ایسی تسلی فرمادی کہ کوئی تردد نہ رہا۔بہر حال آپ کو اپنے وصال کا علم ہو چکا تھا۔تقریباً ڈیڑھ سال سے کچھ کچھ طبیعت علیل رہنے لگی تھی،اسہال کبدی شروع ہو چکے تھے۔اسی بیماری میں سرہند شریف اور انبالہ شریف کے اعراس پر بھی تشریف لے گئے۔دن بدن ضعف بدنی غالب آرہا تھا اور ایک دن وہ کہ صاحب فراش ہو گئے۔ باوجود انتہائی ضعف کے آپ کے معمولات میں مطلقاً کوئی فرق نہ آیا تھا،علاج تو متواتر شروع ہی تھا۔مگر آخری ایام میرے استاد جناب حافظ حکیم احمد اسلام شاہ آبادی جو ایک ماہر اور حاذق حکیم تھے وہ بھی آ گئے اور دیگر حکما بھی موجود تھے اور علاج شروع ہو گیا۔غرضیکہ تدبیر و معاملہ اور خدمت تیمارداری میں حتی الامکان کوئی فروگذاشت نہیں برتی مگر تقدیری حکم کو کون ٹال سکتا ہے۔موت کا ایک وقت مقرر ہے چنانچہ کوئی تدبیر کارگر اور کوئی دوا نافع اور سودمند ثابت نہ ہو رہی تھی۔مرض جسمانی اور کرب ظاہر دن بدن ترقی کر رہا تھا۔مخلصین کو جوں جوں رویاءِ صادقہ (سچے خواب) یا کسی اور ذریعہ سے اطلاع ملتی تو وہ گھر سے بے چین ہو کر بھاگ اٹھتے اور گرتے پڑتے آخری زیارت کے لیے سیدا شریف پہنچ رہے تھے۔آخری ایام کے تیماردار صرف دو ہی تھے معالج حکیم احمد اسلام صاحب مرحوم شاہ آبادی اور خدمت کے لیے میرے

Marfat.com

ماموں جناب سید محمود اختر شاہ صاحب (متوفی 7 فروری 1970ء / 30 ذیقعد 1389ھ / ہفتہ۔الطاف)۔ان کے علاوہ اور کسی کو خدمت کی اجازت نہ ملتی تھی۔اسہال اس تیزی سے آرہے تھے کہ ایک کپڑا نکالنے کی دیر ہوتی تھی اور دوسرا جو کپڑا رکھا تھا اس کو پھر نکالنے کی ضرورت پیش آتی تھی۔یہ آخری خدمت خوش نصیب جناب سید محمود اختر صاحب مدظلہ کے حصہ میں آئی تھی،ان سے آپ کو بے پناہ محبت تھی اور سید صاحب کو بھی آپ سے خاص لگاؤ تھا۔آپ کا یہ حال دیکھ کر سید صاحب کے سامنے جدائی کے زمانہ کا صدمہ اور سلسلہ محبوبیہ اور اہل خانہ کی بیکسی اور بے بسی کا منظر اور چمن محبوبی کی موسم خزاں کا سماں سامنے آ گیا اور آنکھوں سے دریائے اشک پھوٹ پڑا۔آپ کی چارپائی کی باہی پر سر رکھ اس قدر روئے کہ ہچکی بندھ گئی۔حضورِ انور نے آنکھیں کھول دیں اور فرمایا ''محمود شاہ کیا ہوا؟'' آپ نے اپنا دستِ شفقت سر پر رکھا اور شاہ صاحب کے سر کو اپنے سینے سے لگایا فرمایا ''حوصلہ رکھو گھبراؤ مت خدا حافظ ہے۔'' بس یہ کرامت بھرے الفاظ تھے کہ میری ایسی تسلی ہوئی کہ آنسوؤں کی ندی تھم گئی اور دل ایسا مضبوط ہو گیا کہ سب کچھ سامنے ہوا مگر گھبراہٹ نام کو نہ تھی۔چند دن پہلے آپ نے اپنے بھائی جناب نور عالم کو چند وصیتیں فرمائیں،اور فرمایا ''لو یہ ہماری تسبیح اور مصلیٰ،ہماری نقل بنا کر بیٹھ جانا اللہ تعالیٰ فضل فرمائے گا۔''

الباقیات الصالحات:

حضورِ انور (خواجہ محبوب عالم) سیدویؒ دنیا سے تشریف لے گئے مگر باقیات الصالحات کا ایک بہتا دریا مخلوق کے لیے چھوڑ گئے جو تشنگان رشد و ہدایت کے سیراب کرنے کے لیے کافی ہے۔جس مقدس مشغلہ میں آپ نے پچاس سال گزارے اس کے فیضان کو ختم ہونے کے لیے زمانہ چاہیے۔آپ کے لگائے ہوئے درخت بحمد اللہ

Marfat.com

ایسے بارآور ہیں جن کے فیوضات وعطایات سے عرصہ دراز تک عالم مستفیض ہوتا رہے گا۔کوئی شخص اپنے بعد ایک ولد صالح چھوڑ جائے تو اپنی مغفرت کا وسیلہ سمجھ کر فخر کیا کرتا ہے اور اعلیٰ حضرت سیدویؒ نے تو کئی ہزار نیکوکار ایسے بچے چھوڑے ہیں جو خود ہی آپ کو دعا نہیں دیتے، بلکہ نسلاً بعد نسلاً آپ کی ترقی مراتب کی دعائیں کرنے والے افراد تیار کرتے رہتے ہیں۔آپ کی نسبت کے فیض سے جو نفع دنیا کو پہنچا ہے چونکہ وہ فائدہ صرف بنی آدم تک ہی محدود نہیں رہا، بلکہ جن، نباتات و جمادات بھی اس سے فائدہ اٹھا چکے ہیں اس لیے اس عالم کی تمام مخلوق حضرتؒ کے لیے ثواب آخرت کا سبب بنی ہوئی ہے اور جب تک آپ کے لگائے ہوئے اشجارِ طیبہ کا افادہ واستفادہ قائم رہے گا، بلا قصدو ارادہ جہان کے کناروں سے آپ کی روح کو تحائف پہنچتے رہیں گے۔آپ کی سب سے بڑی یادگاریں دو ہیں:

-1 آپ کے خلفا، اور

-2 آپ کی تصانیف

خلفا کے علاوہ ہزاروں کی جماعت آپ کے ان متوسلین کی بھی باقیات الصالحات میں شمار ہے جن میں سینکڑوں ذاکر و شاغل اپنے سچے خدا کی طلب میں بدستور لگے ہوئے ہیں۔کچھ تو ایسے آپ کے متوسلین میں سے ہیں جو آپ کی ایک نگاہِ مست سے مست ہو کر دنیا و مافیہا سے بے خبر ہو کر پہاڑ کی کسی غار یا جنگل میں یادِ خدا میں مشغول ہو گئے اور جو متوسلین ذکر و فکر سے غافل ہیں وہ بھی قلب میں رضائے محبوب کی محبت ضرور لیے ہوئے ہیں۔خدا کی محبت میں

اَلْحُبُّ لِلّٰهِ اَلْبُغْضُ لِلّٰهِ

ترجمہ: نفرت یا محبت صرف اللہ تعالیٰ کے واسطے۔

اور بدعات سے تنفر، جو سنت کی محبت کا نتیجہ ہیں، آپ کے متوسلین کی وہ علامت اور

Marfat.com

شناخت ہے جس کو اس جماعت کا خاصہ کہنا چاہیے ۔سادگی، بے تکلفی، مخلصانہ میل جول اور باہم نصیحت و خیر خواہی کا مضمون اس جماعت میں پایا جاتا ہے ۔اس کا یہ مطلب نہیں کہ ان میں باہمی رنجش اور غم و غصہ کا اظہار نہیں ہوا۔شکر رنجی کا وجود تو اکابر میں بھی پایا جاتا ہے تو یہ جماعت اس سے کیونکر بچ سکتی ہے ۔ چھوٹوں میں کیا اور بڑوں میں کیا غلط فہمیوں کی بنا پر اختلاف ہوئے اور رنج و کشیدگی کے درجہ پر بھی پہنچ گئے مگر پھر بھی ایک دوسرے کو بھائی ہی سمجھتے ہیں اور یہ ثمرہ بھی اسی روحانیت کا ہے جو اعلیٰ حضرتؒ نے ان اجسام میں پھونک دی تھی ۔بڑوں کا اختلاف یقیناً ترقی مراتب کا سبب ہے اور چھوٹوں میں بھی اگر کوئی اختلاف ہے تو امید ہے انشاء اللہ یہیں رفع ہو جائے گا ورنہ حشر کے دن ایک شیخ کا دامن تھامتے وقت غلبہ اخوت کے سامنے دب کر ضرور محو ہو جائے گا۔لہٰذا ان خصائل کو دیکھتے ہوئے ان کو بھی باقیات الصالحات میں شمار کرنا بے جا نہیں ۔

تربیت:

حضور انور کے لگائے ہوئے نو نہالانِ چمن ٹھنڈی ہواؤں کے کچھ ایسے دلدادہ ہو چکے تھے کہ یتیم ہونے کے بعد بھی احتیاجِ تربیت سے غافل نہیں رہے۔ انہوں نے سمجھا کہ آزاد ہونے سے پابند رہنا زیادہ نافع اور شترِ بے مہار بننے سے محکوم ہونا زیادہ راحت کا سبب ہے ۔اس لیے حضورؒ کے وصال کے بعد جن کی تعلیم و تربیت تشنہ تکمیل تھی حضورؒ کے خلفا کی خدمت میں آ کر تعلیم و تربیت کی تکمیل کرتے رہے، پھلے اور پھولے ۔درختوں اور ہرے بھرے مہکنے والے پھولوں کے پودوں کا مالی جب دنیا سے اٹھ جاتا ہے اور بہار پر آئے ہوئے باغ کا باغباں جس وقت کلی انقطاع کے سبب اپنے محبوب کے جمال میں مستغرق ہو جاتا ہے تو غنچوں، کلیوں، پھولوں اور خام پھلوں کی نگرانی کے لیے اور باپ کے لگائے پودوں اور سینچے ہوئے درختوں کو آندھی کے

جھونکوں اور راہزنوں کی دست برد سے بچانے کے لیے باپ کے بعد بڑے بھائیوں کا ہی حق ہوتا ہے کہ وہ اسی شفقت اور اسی تعلیم و تربیت کے طریقوں سے ان کو پروان چڑھائے اور یہ خام پھل پختہ ہو کر بار آور ہوں اور یتامیٰ (یتیموں) کی طرح در بدر بھیک مانگتے پھرنے سے بڑے بھائی کو باپ کا قائم مقام سمجھ کر زیرِ تربیت رہنا کتنا ہی اچھا طریقہ ہے۔ سوز ہے نصیب اس اولاد کے جو مالک کے اٹھ جانے کے بعد اپنے بڑے بھائیوں کی بدولت پروان چڑھے اور زہے قسمت اس باپ کے جس کے بالغ لڑکوں نے نابالغ بھائی بہنوں کا سارا بوجھ اپنے سر اٹھالیا اور ان نادان، کج فہم، نازک مزاج لاڈلوں کو طلب بن کر چھاتی سے لگا لیا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ آوارہ پھریں اور انگلیاں اٹھیں کہ فلاں بادشاہ کے شاہزادے خانماں برباد غیروں کی دکانوں پر ہاتھ پھیلائے پھر رہے ہیں۔ سو الحمدللہ یہاں ایسا ہی ہوا کہ بڑے بھائیوں نے چھوٹے بھائیوں کو اپنے پروں میں چھپالیا۔ یہ بھی حضرت کی روحانیت کے طفیل ہوا۔

تصانیف:

اپنے رنگ میں انوکھی اور اچھوتی یہ وہ تصانیف ہیں کہ اپنے انتہائی سادگی کے باوجود بے پناہ تاثر اور جاذبیت میں یکتا ہیں اور نتیجۃً سراسر چشمہ ہدایت۔ ان کا حُسن و خوبی فن ادب کا معیار نہیں اور نہ ہی اس پر ان کو پرکھا جائے بلکہ ان کا حسن و جمال مرہونِ منت ہے اس کمال حال کا جس نے ان ہر دو حضرات، ذاکر و مذکور، کو حسن و جمال اور کمال خوبی کا پیکر بنا دیا تھا۔ جیسے حسن کا روپ سادگی میں نکھرتا ہے ایسے ہی روحانیت کا وہ معنوی حسن اس سادہ عبارت میں پھوٹ رہا ہے اور وہی حسن معنوی ہے جو اس کے پڑھنے سے قلوب کو گرفت کر لیتا ہے۔ درویشی و فقر کے چہرے سے حجاب اٹھ کر شاہدِ مقصود کا چہرہ اصلی خدوخال میں سامنے آجاتا ہے۔ ذہنی اور قلبی گرہیں کھلتی چلی

Marfat.com

جاتی ہیں۔ تھکا اور الجھا ذہن راحت محسوس کرنے لگتا ہے۔ اس سادگی اور جاذبیت کی بنا پر ہر طبع کا آدمی یکساں حظ حاصل کر سکتا ہے۔ سینکڑوں نہیں ہزاروں کج روطبائع سلامتی پر چل نکلیں اور حضور قبلہ عالم سیدویؒ کی اس بات کی تصدیق ہو جاتی ہے کہ میری کتابیں پڑھنے سے تکمیل ہو جائے گی۔

اس عرصے میں ہزاروں کی تعداد میں یہ کتابیں ہر قسم کے لوگوں کے ہاتھوں میں آ چکی ہیں اور برابر مانگ جاری ہے اور بڑھ رہی ہے۔ یہ بھی واضح رہے کہ اس اشاعت میں کسی اشتہار اور پراپیگنڈے کو دخل نہیں ہے۔

1۔ ذکرِ خیر المعروف صحیفۂ محبوب:

یہ غوث صمدانی حبیب الرحمن اسم با مسمی خواجہ توکل شاہ صاحب قدس سرہٗ انبالوی کی سوانح میں قبلہ عالمؒ کی تصنیف ہے۔ پانچ بار طبع ہو کر ختم ہو چکی ہے۔ [موجودہ ایڈیشن کرنل الطاف محمود نے کمپیوٹر پرنٹ، عربی فارسی عبارتوں کے ترجمہ، مشکل الفاظ اور اصطلاحات کے معانی کے ساتھ 2009ء میں شائع کروایا۔ اب زاویہ پبلشرز لاہور سے خوبصورت ایڈیشن شائع کروا دیا ہے اور تقریباً تمام بک سٹالز پر موجود ہے۔] حضور انبالوی کی دیگر سیرت کی کتابوں میں جو مقام اس کو حاصل ہے وہ کسی اور کتاب کو حاصل نہیں ہوا۔ اس کا پڑھنے والا کبھی گمراہ نہ ہوا۔ کتاب بذات خود مرشد کا کام دیتی ہے۔

2۔ خیر الخیر:

مقاماتِ سلوکِ مجددیہ پر سادہ اور نہایت آسان کتاب ہے۔ اگر یہ دعویٰ کروں کہ اس سے بہتر اس موضوع پر آج تک کوئی کتاب نہیں لکھی گئی تو غلط نہ ہوگا۔

Marfat.com

3۔تنویر الابصار بجنود الابرار:

ذکر و ذاکرین کی فضیلت پر نہایت پرتاثیر کتاب جس سے ذکر کا شوق ٹھاٹھیں مارنے لگتا ہے کیونکہ طریقت کی بنیاد ہی ذکر پر ہے۔طریقت تمام کی تمام ذکر کا نتیجہ سمجھیے۔لہٰذا اس کا مطالعہ مہمیز کا کام دیتا ہے۔آخر میں مسئلہ وحدت الوجود پر نہایت آسان اور سادہ طرز میں تبصرہ ہے یہ اپنی نوعیت کی آپ ہی کتاب ہے۔ [نہایت خوبصورت کتاب ہے لیکن پرانی اردو کی وجہ سے اس کا سمجھنا از حد مشکل تھا۔کرنل الطاف محمود ہاشمی نے اس کی زبان کو جدید اردو میں تبدیل کر کے آج کے قاری کے لیے از حد آسان کر دیا ہے۔اب یہ کتاب ''الطاف الاذکار تجدید تنویر الابصار'' کے نام ''زاویہ پبلشرز لاہور نے شائع کر دی ہے اور پاکستان کے تقریباً تمام بک سٹالز پر میسر ہے۔]

4۔اسراءِ جمیل الیٰ رب الجلیل المعروف شبِ حسین برعرشِ بریں:

قبلہ عالم سیدویؒ کو اس واقعہ معراج اور پھر اس شب سے محبت والہانہ درجہ پر تھی۔اس والہیت کا نتیجہ یہ کتاب ہے۔اس موضوع پر اتنی جامع، سلیس، مفصل اور وسیع معلومات کی متحمل کتاب شائع نہیں ہوسکی۔یہ کتاب اسم بامسمیٰ اپنی خوبی اور حسن کے لحاظ سے لاجواب ہے۔یہ لذیذ مگر ناتمام حکایت اس شعر پر ختم کرتا ہوں۔

در مجلس وصالش خم ہا کشیدہ مرداں
چوں دور خسرو آمد مے در سبو نہ ماندہ

ترجمہ: لوگوں نے اس کی مجلس میں شراب کے کئی پیالے چڑھا لیے لیکن خسرو کی باری آئی تو پیالے میں شراب نہیں تھی۔

❀❀❀❀

Marfat.com

طریقت دوسری اور تیسری صدی کے اکابر صوفیا کی نظر میں

(بحوالہ ماہنامہ سلسبیل؛ لاہور؛ جون 1967ء)

حضرت عبد اللہ بن عباس کا ارشادِ گرامی ہے کہ لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ ان کی عقلیں اٹھالی جائیں گی یہاں تک کہ ہزاروں میں ایک آدمی بھی عقلمند نظر نہ آئے گا۔ غور و فکر کے ایکس ریز سے اگر دیکھا جائے تو آپ کا یہ حکیمانہ ارشاد آج حرف بحرف صادق آ رہا ہے۔ اس دور کے حالات و معاملات آپ کے اس ارشاد کی پوری پوری تصدیق کر رہے ہیں۔ اسباب و علل سے اگر اس کا تجزیہ کیا جائے تو اس عقل کے اٹھ جانے کے اسباب تو بہت ہیں لیکن ان میں سے ایک عمومی سبب مادیت کا غلبہ ہے جس نے عقل کے صاف شفاف آئینے کو اتنا مکدر کر دیا ہے کہ اس پر سیاہ پتھر کا شبہ ہونے لگا ہے۔ غلبہ مادیت سے وہ عقل اگر معدوم نہیں تو مغلوب ضرور ہو گئی ہے۔ اس عقل کے اٹھائے جانے کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہر چیز کا معیار تبدیل ہو گیا۔

نوبت بایں جا رسید

ترجمہ: اب تو نوبت یہاں تک پہنچ گئی ہے

کہ ہر چمکنے والی چیز کو سونا سمجھا جانے لگا، ہر چڑھتے سورج کی پرستش کی جانے لگی، ہر بھیڑ پر دانشمندوں کا گمان کیا جا رہا ہے۔ خدا کا نام پہلے بھی لیا جاتا تھا اب بھی لیا جاتا ہے لیکن پہلے صرف خدا کے واسطے، اب محض مکر و ریا کے واسطے۔ پہلے لوگوں کو محبت درکار تھی اب صرف دولت۔ آج سے پہلے جو عیب تھا وہ ہنر ہے۔ بیگانگی کو یگانگی پر تفوق ہے۔ پہلے حکام و امراء صحبتِ علماء و فقراء کی طرف میلان طبع رکھتے تھے، اس زمانہ میں علماء و فقراء حکام کی صحبت کے متلاشی ہیں۔ غرضکہ ہر معاملہ غلط روپ میں سامنے آ رہا ہے۔ مادی ترقی جوں جوں بامِ عروج پر پہنچ رہی ہے روحانیت سے بیزاری بڑھ رہی ہے۔ حضرت

Marfat.com

موسیٰ علیہ السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت نبی کریم ﷺ کی سادگی حقیر معلوم ہونے لگی اور اس دور کی ترقیات بلند مرتبہ نظر آنے لگیں یہاں تک کہ فقر وفقیر کا معیار بھی بدل گیا۔کسی دور میں طریقت کی بنیاد عشق الٰہی پر تھی ،ہمہ وقت عشق ومحبت کی چنگاری سلگتی رہتی تھی اور اس محبت کے تند و تیز نشہ میں تمام مصائب خصوصاً فاقہ جیسی مصیبت کو بھی نعمت الٰہی شمار کرتے اور زبان سے یوں کہتے۔

ما اگر قلاش و گر دیوانہ ایم
مست آں ساقی و آں پیمانہ ایم

ترجمہ: ہم اگر قلاش اور دیوانے ہیں تو کوئی بات نہیں، شکر ہے کہ وہ ساقی ہے اور ہم پیمانے ہیں۔

لیکن آج فقر وفقیر کی دولت اور ہجوم خلق سے ناپا جاتا ہے۔اور کتنا بڑا حادثہ ہے کہ خود گروہِ فقراء بھی اسی فکر میں مبتلا رہنے لگا ہے۔تمام اوراد و وظائف کا مقصد یہی ایک نظریہ رہ گیا۔

الفقر فخری

ترجمہ: مجھے اپنے فقر پر فخر ہے

کہنے والے پیغمبر ﷺ کو اس فاقہ کش اور بظاہر بیکار گروہ یعنی اصحاب صفہ سے کتنا پیار تھا۔عطیات تقسیم کرتے وقت اپنی پیاری بیٹی سے کہہ دیا کہ "جان پدر! تمہیں کیسے دوں ابھی تو اصحاب صفہ بھوکے ہیں۔" بات در اصل یہ ہے کہ ایک سچے انسان اور ہوس کے بندے کے نظریات میں بنیادی طور پر فرق ہوتا ہے خواہ صورت ایک سی ہوتی ہے۔سچا انسان ہر حال میں اپنے رب سے تعلق قائم رکھتا ہے جو اس نے اپنے رب کو سمیع و بصیر، قادر و قیوم جان کر قائم کیا ہوا ہے اور ہوس پرست انسان کو ذاتی اغراض اس قدر مطلب پرست بنا دیتی ہیں کہ وہ زبان سے خدا تعالیٰ کو علیم و حکیم ہونے کا اقرار کرنے کے بعد بھی اپنی ذاتی اغراض کو ترجیح دینے لگتا ہے اور اپنے منافع کی پرستش اس کا

Marfat.com

مقصود ہو جاتا ہے۔ ہوس پرست بندہ ہو کر خالق کو اپنی مرضی کے تابع بنانا چاہتا ہے۔ اپنی رضا کو اس کی رضا پر فوقیت دیتا ہے۔ اور یہ حقیقت ہے کہ محبت اور اعتماد کی فضا خود غرضی کے ساتھ قائم رہ نہیں سکتی۔ وہ بے نیاز ذات ایسے ہوس پرست کو شایانِ کرم نہیں سمجھتی۔ انہیں تو ایسے سوختہ جانوں کا تعلق عزیز ہوتا ہے جو صرف اس کی رضا کے لیے مرتے جیتے ہیں۔

ذہنی بھول:

اسی مادیت کے غلبہ نے عموماً دین کے ہر شعبہ میں خصوصاً سلوک وطریقت میں سلف صالحین کے طرزِ عمل اور طرزِ فکر کو بھلا دیا ہے۔ اور یہ بھول اس حد تک پہنچ چکی ہے کہ اگر خوش نصیبی سے کوئی خدا کا بندہ اس پر عمل بھی کرتا ہے تو ایک نئی چیز سمجھی جاتی ہے اور ناواقف لوگ اعتراض و انکار کے درپے ہو جاتے ہیں۔ اسی لیے بزرگانِ سلف کے طرزِ عمل اور طرزِ فکر اور ان کے نظریات پیش کرنے کی جرأت کر رہا ہوں تاکہ یہ معلوم ہو سکے کہ اسلام کے پیشِ نظر طریقت وتصوف کا کیا معیار تھا اور معاملات میں کیا طرزِ عمل تھا جس سے یہ ظاہر کرنا مقصود ہے کہ سلف کے نظریات اور طرزِ عمل اور ہمارے دور کی طریقت میں کتنا خلا پیدا ہو چکا ہے۔

کہاں سے میں کہاں لایا گیا ہوں
بہ بیں تفاوت راہ از کجا است تا بکجا

ترجمہ: فرق واضح ہے کہ راستہ کہاں سے کہاں پہنچ چکا ہے۔

نیز عارفین حق کے تجربات جو ان کی زندگی کا نچوڑ ہوتے ہیں عوام کے سامنے اس لیے بھی پیش کرنے ہیں تاکہ ان کی روشنی میں بھولا بھٹکا انسان اپنی منزل کا سراغ لگا سکے اور ان سے وہ فوائد حاصل ہو سکیں جو روحانی ارتقا کا سبب بنتے ہیں۔ یہ حقیقت بھی اپنی

جگہ مسلّم ہے کہ سلف کے حالات و مقالات، ملفوظات و معمولات بلا شبہ علم و عمل کی روح، دنیا و آخرت کے لیے راہبر، خلوت کدہ کے مونس، غم زدہ کے انیس، ہر دینی و دنیوی مشکل کے حل، نورِ ایمان کو بڑھانے والے، قلب میں قوت پیدا کرنے والے ہیں۔

حرف از زبان دوست شنیدن چہ خوش بود

یا از زبان آں کہ شنید از زبان دوست

ترجمہ: محبوب کی زباں سے سنا ہوا حرف بہت اچھا لگتا ہے، ہاں اس زباں سے بھی جس نے محبوب سے سن رکھا ہو۔

جو اقوال پیش کیے جائیں گے اگرچہ وہ الفاظ میں کم ہیں لیکن معانی میں بہت زیادہ ہیں۔ صرف غور و فکر کی ضرورت ہے ع

صلائے عام ہے یارانِ نکتہ داں کے لیے

جس کے مطالعہ سے تصوف کی حقیقت اور صوفیائے متقدمین کا تصوف اور جاہلانہ تصوف کا فرق بھی معلوم ہو جائے گا اور یہ بھی معلوم ہو جائے گا کہ طریقت کوئی نئی اور اسلام سے جداگانہ چیز نہیں ہے بلکہ اسلام اور طریقت کی بنیاد صرف ایک چیز پر ہے۔ جس کا نام ہے خداشناسی اور دونوں میں چولی دامن کا ساتھ ہے۔ علامہ قشیریؒ رسالہ قشیریہ میں فرماتے ہیں کہ میں نے احمد بن محمد سے سنا ہے اور انہوں نے سید بن عثمان سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ذی النون مصریؒ کو (جو تیسری صدی ہجری کے مشہور بزرگوں میں سے ہیں) یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ طریقت کا دارومدار چار چیزوں پر ہے۔

طریقت کے اصول:

1۔ اللہ تعالیٰ سے محبت

2۔ دنیا سے بغض

Marfat.com

3۔ قرآن یعنی وحی الٰہی کا اتباع

4۔ حالت بدل جانے کا خوف۔

شیخ کی ضرورت:

حضرت عبدالوہاب ثقفیؒ جن کی وفات 328ھ میں ہوئی فرماتے ہیں کہ کوئی شخص اگرچہ تمام علوم کو جمع کرے اور مختلف طبقات کے لوگوں کی صحبت میں رہے مگر اللہ تعالیٰ کے خاص بندوں کے درجہ کو اس کے بغیر نہیں پہنچ سکتا کہ کسی شیخ کامل یا مصلح مشفق کی تربیت میں رہ کر مجاہدہ کرے۔ اور جو شخص کسی ایسے استاد کی خدمت میں رہ کر ادب و تعلیم حاصل نہ کرے جو اس کے اعمال کے عیوب اور نفس کی رعونت اس کو محسوس نہ کرا سکے تو اس کی اقتدا جائز نہیں۔

مرید کا حال:

حضرت ابوالحسن ابن الصائغ جن کی وفات 330ھ ہے ان سے کسی نے دریافت کیا کہ "مرید کی کیا حالت ہونی چاہئے؟" انہوں نے فرمایا کہ "اس کی وہ حالت ہونی چاہیے جو اللہ تعالیٰ نے جنگِ تبوک سے پیچھے رہ جانے والوں کی ارشاد فرمائی ہے۔ ان پر زمین باوجود اپنی وسعت کے تنگ ہوگئی تھی اور ان پر ان کا نفس بھی تنگ ہوگیا تھا۔" (مطلب یہ ہے کہ آخرت کے اندیشہ میں کسی وقت اس کو قرار نہ ہو، ہر وقت بے چین رہے، نہ بیرونی چین ہو نہ اندرونی۔)

مشائخ سے فیض لینے کا طریقہ:

حضرت ممشاد دینوریؒ جن کی وفات 299ھ میں ہوئی ہے فرماتے ہیں کہ میں اپنے کسی شیخ کے پاس کبھی بجز اس حالت کے نہیں گیا کہ میں اپنے قلب کو تمام

حالات وکیفیات سے خالی کر کے ان کے برکات کا منتظر رہا جو شیخ کی زیارت اور ان کے کلام سے میرے قلب پر وارد ہو سکتی تھیں۔ اس لیے جو شخص کسی شیخ کے پاس اپنی ذاتی کیفیات و حالات کو لے جاتا ہے تو شیخ کی زیارت اور مجالست اور کلام کی برکات اس سے منقطع ہو جاتی ہیں۔

صحت توبہ کی علامت:

بوشنجیؒ جن کی وفات 348ھ میں ہوئی ہے انہوں نے فرمایا جب تم کو وہ گناہ یاد آوے جس سے توبہ کی تھی تو اس کے یاد آنے پر اس کی لذت محسوس نہ ہو تو یہ ہے صحیح توبہ۔ کیونکہ یہ ایک طبعی امر ہے کہ گناہ کے تصور سے بھی نفس میں ایک گونہ لذت محسوس ہوتی ہے۔ پس توبہ کے کامل اور مقبول ہونے کے بعد اللہ تعالیٰ کی عادت یہ ہے کہ اس کے تصور سے بھی لذت محسوس نہیں ہوتی۔

❀❀❀❀

اصطلاحاتِ تصوف (تلخیص)

(بحوالہ ماہنامہ سلسبیل؛ اکتوبر، نومبر، دسمبر 1964ء)

خوشتراں باشد کہ سر دلبراں
گفتہ آید در حدیث دیگراں

(رومیؒ)

ترجمہ: محبوبوں کے راز کس قدر دلنواز ہیں جو دوسروں کی زبان میں کہے گئے ہیں۔

انسان اپنے خیالات کے اظہار کے لیے دو چیزوں کا محتاج ہے ایک عبارات دوسرے اشارات۔ عبارت کو الفاظ کا جامہ پہنا سکتے ہیں لیکن اشارات وکنایات کے لیے الفاظ کا میدان تنگ ہے اور نہ ہی الفاظ میں اشارات وکنایات کا خاکہ کھینچا

Marfat.com

جا سکتا ہے۔ مثلاً چشم و ابرو کے اشارے، سر اور ہاتھ کی حرکات، شوخی کی ادائیں، شوخی کا جو مجسمہ کھڑا کر دیتی ہیں وہ مردہ الفاظ اور بے جان عبارت کی قدرت سے باہر ہیں۔ حسرت و یاس کی جو تصویر ایک مایوس حسرت زدہ انسان کی صورت میں سامنے آ سکتی ہیں اس کا خاکہ فن لغت کی کوئی کتاب نہیں کھینچ سکتی۔ الفاظ و عبارت میں یہ طاقت کہاں۔

آں مصور صورت آں دلستاں خواہد کشید
لیک حیرانم کہ نازش راچناں خواہد کشید

ترجمہ: مصور (حقیقی) اس دلدار کی صورت اس طرح بنائے گا لیکن حیران ہوں کہ وہ اس کی ناز و ادا کو کس طرح تخلیق کرے گا۔

اگر عبارت کو ان چیزوں کا خاکہ کھینچنے میں کسی حد تک کامیابی ہوئی بھی ہے تو ان ہی تیوروں اور اشارات کی جانب اشارہ کرنے سے ہوئی ہے۔ تو جب زبان کی عبارت میں یہ تنگی موجود ہے تو اعلیٰ اور ادق علم کی باریکیوں، حقائق و معارف کی بلندیوں اور جذبات و کیفیات کی لطافتوں کے اظہار کی قدرت کہاں سے آ سکتی ہے۔ زبان و عبارت کی اسی تنگی کو دور کرنے کے لیے اور کلام میں وسعت پیدا کرنے کے لیے فن لغت ایجاد کیا گیا۔ لیکن فن لغت نے بھی بس یہی کام کیا کہ معانی کو مشکل الفاظ سے نکال کر آسان الفاظ میں ڈھال دیا یعنی ایک قید سے نکال کر دوسری قید میں مقید کر دیا اور مختلف الفاظ مقرر کر دیے مگر وہ مشکل جوں کی توں ہی رہی۔ یعنی معانی کی وسعت کے سامنے لغوی قیود حائل رہیں۔ فن لغت نے تو ان قیود و حدود میں وسعت پیدا کی اور نہ ہی معانی کو آزادانہ طور پر آشکارا کیا۔ ذرا سی دقت پیش آنے پر لغت کی قائم کردہ حدود تنگ نظر آنے لگتی ہیں بلکہ عام طور پر انہیں توڑ دیا جاتا ہے اور یہ بات روزمرہ کی گفتگو میں دیکھی جا سکتی ہے یعنی روزمرہ کی گفتگو میں لغوی قیودات سے آزاد ہوئے بغیر چارہ کار نہیں۔ مثلاً لغت میں آگ صرف ایک جلانے والی چیز کو کہتے ہیں جس پر کھانا پکایا

Marfat.com

جاتا ہے۔لیکن اہلِ زبان کے نزدیک ہر جلانے والی چیز آگ ہے. حسد بھی آگ ہے غصہ بھی آگ ہے. عشق بھی آگ ہے اور آگ بھی آگ ہے۔ایسے ہی روزمرہ کی گفتگو میں بھی کلام میں زور پیدا کرنے کے لیے لغوی معنی سے کلام کو آزاد کر دیا جاتا ہے مثلاً دن میں تارے نظر آنے لگے وغیرہ وغیرہ۔اسی مقام سے اصطلاح بنانے کی ضرورت پیش آئی اور ہر اہلِ فن نے اپنی اپنی اصطلاحات ایجاد کیں تاکہ وہ لطیف و باریک اشارات جن کے بیان کرنے سے لغت عاجز ہے ان کو اصطلاحات کے ذریعہ بیان کیا جاسکے۔ چنانچہ مختلف پہلوؤں کے اظہار کے لیے مختلف اصطلاحات مقرر کیں۔ کہیں تشبیہ و استعارہ سے کام لیا، کہیں نئے الفاظ وضع کیے، کہیں پرانے الفاظ کو لغوی بندشوں سے آزاد کر کے مختلف پیرایوں میں استعمال کیا۔ البتہ اس استعمال میں نہ تو لغت سے بالکل بے تعلقی برتی اور نہ لغوی حدود کی کوتاہیوں کو اپنے لیے سد راہ ہونے دیا۔ چنانچہ اس اصطلاح سازی سے کوئی فن بھی بے نیاز نہیں رہ سکا۔ مثلاً علم فقہ، علم حدیث، علم کلام، طب، قانون، ہندسہ، فلسفہ، سائنس حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے بھی اپنی شان میں ید، ساق، استویٰ وغیرہ اصطلاح بیان فرمائیں اور جنہیں اصطلاحات شریعت میں متشابہات سے تعبیر کرتے ہیں۔ اور اگر ذرا گہری نظر سے دیکھیں تو زمین و آسمان، عرش کرسی، شمس و قمر، ستارے اور سیارے، جنگل اور پہاڑ، تری اور خشکی سب اللہ تعالیٰ کی اصطلاحات ہیں غرض کہ کوئی فن بھی ہو اصطلاحات سے مستثنیٰ نہ ہو سکا۔

فن تصوف میں اصطلاح کی ضرورت:

تصوف کا چونکہ تعلق ماورائے محسوسات سے ہے اس لیے اس علم میں اصطلاحات سے کام لینے کی زیادہ ضرورت پیش آئی۔ اس لیے بھی کہ یہ فن تصوف انسان کو محسوس سے غیر محسوس اور معلوم سے نامعلوم کی طرف لے جاتا ہے تو ایسے لطیف فن کے

Marfat.com

لیے اصطلاحات سے کیسے بے پروائی برتی جا سکتی تھی جبکہ زبان لغوی حیثیت سے محدود تر ہو۔ اس فن کی لطافت کو دیکھتے ہوئے اس بات کی اشد ضرورت تھی کہ بعض مضامین رموز و کنایات میں ادا کیے جائیں تا کہ یہ اسرار نا اہلوں سے پوشیدہ رہیں اور ساتھ ہی ساتھ ان کی نشاندہی بھی ہو جائے۔

مصلحت نیست کہ از پردہ بروں افتد راز
ورنہ در مجلس رنداں خبر نیست کہ نیست

ترجمہ: مصلحت کا تقاضا یہ ہے کہ راز ظاہر نہ ہو ورنہ رندوں کی محفل میں ایسی کوئی بات نہیں جس کی انہیں خبر نہ ہو۔

نیز اگر وہ رموز و کنایات صاف صاف بیان کر دیے جائیں تو فتنہ اور خرابی کا اندیشہ ہے جیسا کہ قرآنِ پاک میں جہاں احکام شرعیہ سے ہر شخص کے لیے پردہ اٹھا دیا گیا ہے وہاں متشابہات کا بھی ایک ذخیرہ موجود ہے جو صرف انہی نفوس قدسیہ کا حصہ ہے جو اعلیٰ صلاحیتوں کے مالک ہیں۔ یہ بات قطعاً غلط ہے کہ علوم الٰہیہ تمام کے تمام بدیہات (بدیہہ کی جمع، وہ بات جو بغیر غور و فکر کے سمجھ آ جائے) میں سے ہیں اور پرائمری سکول کے بچے بھی سمجھ سکتے ہیں جیسا کہ آج کل اس بات کی بڑے زور سے تبلیغ کی جا رہی ہے۔ یاد رکھیے کہ اللہ تعالیٰ کا کوئی کلام اور کوئی کام موٹی سمجھ پر ختم نہیں ہوتا۔ اسے جس قدر کریدو گے باریکیاں نکلیں گی اور ترقی کا میدان وسیع سے وسیع تر ہوتا جائے گا۔ اگر اسرار علمیہ بدیہی ہوں تو پھر فضیلت بعض علیٰ بعض (اس آیت کی طرف اشارہ ہے۔

تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ م [البقرة،253]

ترجمہ: ہم نے بعض رسولوں کو بعضوں پر فضیلت دی۔

کی کوئی صورت نہیں رہتی۔ با کمال اور بے کمال کا فرق ہی ختم ہو جاتا ہے۔ کلام الٰہی کو محکمات، متشابہات، مقطعات میں تقسیم کرنے کا منشا بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ رموز و

Marfat.com

اسرار کے علوم صرف ان پر منکشف ہوں جو اہل ہیں اور نااہل سے پوشیدہ رہیں ع

ادا شناس نئی دلبرا خطا ایں جاست

ترجمہ: غلط یہ ہے کہ دلبر ادا شناس نہیں۔

مصلحتِ الہی کا تقاضا ہے کہ اشیا کے ظواہر (ظاہر کی جمع) کے ساتھ ان کے بواطن (باطن کی جمع) بھی قائم رہیں۔ بیان حقائق کے لیے سوائے رموز کے اور کوئی صورت ممکن نہیں ورنہ تو بواطن کا سلسلہ ٹوٹ جاتا اور بواطن کا سلسلہ ٹوٹنے سے نظام عالم درہم برہم ہو جاتا۔ بس حکمت الہی اور سنت اللہ یوں ہی ہے کہ رموز و اسرار کے علوم ان پر ہی منکشف ہوں جو ان کی اہلیت رکھتے ہیں اور ایسے گو تعداد میں بہت کم ہیں۔

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے

بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

لیکن رہ روانِ طریقت کے لیے اصطلاحات کا تقرر و تحفظ از بس ضروری ہے چونکہ سالکین اس کے نقصانات سے بچ جاتے ہیں اور سمجھ میں آ جانے سے ترقی میں آسانیاں پیدا ہوتی ہیں۔ لیکن یہ بات بھی پیش نظر رہے کہ اہلِ کمال اور صاحبِ کیف و کشف کی اصطلاحات کے استعمال میں نہایت احتیاط کی ضرورت ہے۔ بلکہ تبرکاً و تقلیداً بھی استعمال خطرہ سے خالی نہیں۔ اس لیے کہ ان اصطلاحات کی تعبیر میں افراط و تفریط سے بچنا عموماً سالکین کی قوت سے باہر ہے، کیونکہ ان اسرار تک پہنچنا ہر کس و ناکس کا کام نہیں۔ ان شرائط کی نگہداشت جو اس راہ میں ضروری ہیں ہر شخص سے ممکن نہیں۔

مجازی نیست احوال حقیقت

نہ ہر کس یا بد اسرار طریقت

ترجمہ۔ جس طرح احوالِ حقیقت، مجاز کے بس کی بات نہیں اسی طرح ہر شخص اسرارِ طریقت نہیں پا سکتا۔

آج کے اس دور میں تصوف کی نازک ترین اصطلاحات کو بے دھڑک

Marfat.com

استعمال کی بے جا کوشش کی جا رہی ہے غالباً اصطلاحات کو استعمال کرنا ہی کمال تصوف سمجھ لیا گیا ہے۔ لیکن ایسے لوگوں کو یہ حق نہیں پہنچتا جنہوں نے ابھی تک کشف و سلوک کے راستے میں قدم تک نہیں رکھا اور صرف کتابی معلومات اور عقل کی طبع آزمائیوں کے زور سے اڑنے کی سعی لا حاصل میں مبتلا ہیں۔ یاد رکھیے تصوف علم و عمل اور حال و قال کے مجموعہ کا نام ہے جب تک عمل اور کیف کے میدان میں قدم نہ بڑھایا جائے نہ تصوف سے کچھ ہاتھ آ سکتا ہے اور نہ تصوف کی اصطلاحات سے۔

بفکرت خواستم از سر وحدت یابم آگاہی
خطاب آمد کہ از پیر مغاں خواہ آنچہ میخواہی

ترجمہ: وحدت کا راز تیری مدد سے میں نے چاہا تو مجھے عرفان نصیب ہوا شیخ کامل نے فرمایا جو تو چاہتا ہے وہ حاصل کر لے۔

حالات وجدانی کی تعبیر کے لیے مخصوص ہوں یہ انہی کا حصہ ہے جو اصحاب احوال و مواجید (وجد کی جمع) ہیں، نہ اہلِ عقل کو ان میں دخل ہے نہ اہلِ تقلید کو۔ عقیدت مند حضرات کے لیے بھی اہلِ کمال اور صاحب کیف و کشف کی اصطلاحات کا تبرکاً یا تقلیداً استعمال خطرہ سے خالی نہیں۔ مقلد صحیح حالات و کیفیات سے لا علم ہوتا ہے، اصطلاحات کی تعبیر میں افراط و تفریط سے بچنا اس کی قوت سے باہر ہے۔ اہلِ تصوف کے حالات سے پتہ چلتا ہے کہ اربابِ شہود اپنے ہم مشرب اور ہم مذاق حضرات کے سامنے اپنی کیفیاتِ قلبی اور اپنے ادراکات (ادراک کی جمع) محسوسات کا اظہار کرتے تھے۔ عوام کے سامنے ان کا استعمال جائز نہ سمجھتے تھے اور اپنی کتابوں کو نااہل کے لیے حرام قرار دیتے تھے۔ اس احتیاط کے برتنے سے وہی لوگ معذور تصور کیے گئے ہیں جو مغلوب الحال ہیں۔

ا۔بت:

تشریح: عام طور پر بت اس جسد بے روح کو کہتے ہیں جو سنگ تراش یا بت گر نے پتھر تراش کر یا مٹی وغیرہ سے یا کسی اور طرح کی صورت یا شبیہہ بنا کر تیار کیا ہو۔اہلِ باطل اس غیر ذی روح مجسمہ کو پوجتے ہیں یا اس کے پردہ میں اس کی پرستش کرتے ہیں جس کی وہ شبیہہ تیار کی گئی ہے۔لیکن اہلِ مجاز اور عوام کے نزدیک اس کے معنی کسی قدر وسیع ہو گئے ہیں۔ان کے نزدیک ہر وہ چیز غیر خدا ہے جس کی پرستش میں لوگ غلطی سے مبتلا ہو جاتے ہیں اس کا نام بت ہے۔اس کی پرستش کو بت پرستی کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ایسے ہی وہ بھی بت پرست ہیں جن کا مقصود محض دنیا ہے گویا کہ وہ اس کے بندے ہیں اور اس کی پوجا میں مشغول ہیں۔ایسے ہی کہ حب و جاہ کے سامنے سجدہ ریز یا کسی صورت میں مقید و مبتلا ہیں اسی طرح کوئی الفاظ میں گھرا ہوا ہے اور معنی سے روگرداں ہے۔

بہر حال ہر ایک کا قبلہ اور سجدہ گاہ الگ الگ ہے جیسا کہ رومی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے۔

قبلہ شاہاں بود تاج و گہر — قبلہ ارباب دنیا سیم و زر
قبلہ صورت پرستاں آب و گل — قبلہ معنی شناساں جان و دل
قبلہ زہاد محراب قبول — قبلہ بد سیرتاں کار فضول
قبلہ عاشق وصال بے زوال — قبلہ عارف جمالِ ذوالجلال

ترجمہ: بادشاہوں کا قبلہ موتی اور تاج ہے،اہلِ دنیا کا قبلہ مال و دولت ہے۔صورت کے پجاریوں کا قبلہ پانی اور مٹی ہے۔زاہدوں کا قبلہ محراب ہے،بدسیرتوں کا قبلہ فضولیات ہیں،عاشق کا قبلہ ربِ کائنات کا وصال ہے جبکہ عارف کا قبلہ حسنِ ربِ کائنات ہے۔

Marfat.com

خاص استعمال:

صوفی چونکہ باریک بین اور بلند پرواز ہوتا ہے اس لیے اس کے مفہوم اور مصداق بھی دوسرے حضرات سے بلند ہوتے ہیں۔ صوفی کے نزدیک ہر وہ چیز جس پر ماسویٰ کا اطلاق ہوتا ہے مظہر ہے ہستیٔ مطلق کا۔ ہر صنعت دلیل ہے صانع پر۔ ہر تعین، متعین کی طرف راہنمائی کرتا ہے۔ ہر ظاہر اپنے دامن میں باطن کو لپیٹے ہوئے ہے۔ ہر صورت کے اندر روح ہے۔ ہر مجاز کی تہ میں حقیقت ہے۔

درون ہر بتے جانیست پنہاں
بریز کفر ایمانیست پنہاں

ترجمہ: ہر بت کے اندر ایک جان پوشیدہ ہے اور کفر کے نیچے ایمان مخفی ہے۔

اس لیے صوفی کے نزدیک ہر مظہر بت ہے اور یہ کائنات بت خانہ ہے جو مظاہر یعنی بتوں سے پر ہے۔ چونکہ کائنات کی ہر چیز مظہر ہے واحدِ حقیقی کی اور ہر چیز اسی کی جانب راہنمائی کرتی ہے اس لیے ہر چیز بت ہے۔ اور جملہ مظاہر کو مظاہر ہونے کی حیثیت سے دیکھنا اور ان میں مظہر کو ٹٹولنا صوفیا کی اصطلاح میں بت پرستی ہے۔

چو اشیاء ہست ہستی را مظاہر
ازاں جملہ یکے بت باشد آخر

ترجمہ: جب تمام اشیاء ایک ہی ہستی کی مظہر ہیں تو پھر ان کا وجود بھی ایک ہی ہوگا؟

اس لیے بت سے کبھی وحدت یا جمعیتِ وحدتِ ذاتیہ کی جانب بھی اشارہ ہوتا ہے اور کبھی انسانِ کامل کی طرف بھی اشارہ ہوتا ہے۔

آخری بات:

ہر چیز کے درمیان دو پہلو ہوتے ہیں، مذموم اور محمود۔ مذموم پہلو تو یہ ہے کہ

Marfat.com

وہ چیز طالب ومطلوب کے درمیان رکاوٹ ہو جائے اور محمود پہلو یہ ہے کہ وہ دونوں کے درمیان واسطہ بن جائے۔ بت چونکہ درمیانی چیز ہے، اس کے بھی دو پہلو ہیں۔ بت پرست اس کے مذموم پہلو سے تعلق رکھتے ہیں اور خدا پرست اس کے محمود پہلو سے۔

2۔بت خانہ، بتکدہ، دَیر:

تشریح: صوفی کے نزدیک ہر وہ چیز جو خدا تک پہنچنے میں واسطہ اور ذریعہ بنے بت ہے تو لازمی طور پر بت خانہ اور بت کدہ اور دیر سے مندرجہ ذیل چیزیں ہی مراد ہو سکتی ہیں۔ خانقاہ، شیخ ومرشد کے رہنے کی جگہ۔ عارفِ کامل کا باطن، جو جذباتِ الٰہی اور کیفیاتِ روحانی اور ذوق وشوق ومعارفِ الٰہی کا گنجینہ ہوتا ہے۔

3۔بت ترسابچہ:

علوم تصوف میں عموماً اور تصوف کی شاعری میں خصوصی طور پر بت ترسابچہ سے حقیقت محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مراد ہوتی ہے۔

4۔برق:

وہ لمعان نور جو سالک کے قلب پر وارد ہوتے ہیں اور اسے سیر الی اللہ کی جانب کھینچتے ہیں۔

5۔بلا:

موانعاتِ سلوک یعنی ہر وہ چیز جو وصول الی اللہ میں مانع ہو اور توجہ الی اللہ کو ہٹانے والی چیزیں ہوں۔

6۔بام:

محل تجلیات

Marfat.com

7۔ بلبل:

اس عارفِ ربانی کو کہا جاتا ہے جو سالک نفس امارہ سے چھٹکارا پا کر ہمیشہ ذکر و فکر میں مشغول رہتا ہو۔

8۔ بہار:

سالکوں کی ذوق و شوق کی حالت کو بہار سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

9۔ بیاباں:

راہِ طلب میں سالک پر جو واقعات گزرتے ہیں اور جو معاملات راہِ طریقت میں اس کو پیش آتے ہیں ان کو بیاباں سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

10۔ بیماری:

سالکین کی اصطلاح میں دردِ دل، غمِ ہجراں، قلق درونی یا وہ اخلاقی اور روحانی کمزوریاں جو سلوک کے راستے پر چلنے نہ دیں یا ماسویٰ اللہ کی محبت۔

11۔ بہشت:

جمالِ مطلق کا مظہر، رضائے الٰہی کا محل، خوشنودیٔ پروردگار پر انعامات۔

12۔ بیداری:

عالم صحو یعنی ہشیاری۔

13۔ آہو:

وہ فردِ کامل جو وادیٔ قدس کی فضا میں شیونات (''شان'' کی جمع الجمع: وہ

Marfat.com

مقام جہاں ذات خداوندی سے صفات خداوندی قائم ہیں) ذاتیہ کی لذت سے خوش عیشیوں میں چوکڑیاں بھرتا پھرے۔

14۔ آہ:

یہ کمال عشق کی ایک علامت ہے جس کے بیان سے زبان وقلم عاجز ہیں۔

زشوق عشق محبوب الہٰی آنچناں گشتم
کہ تصویرم مصور در کشد برصورت آ ہے

ترجمہ: عشق کی فراوانی سے میں یوں محبوبِ الہٰی ہوگیا ہوں کہ میری تصویر مصور نے ایک آہ کی صورت میں کھینچ دی ہے۔

غرضکہ ہر وہ چیز جو ماسوائے اللہ کے تحت میں ہے اور جس میں اُلجھ کر رہ جانا بندہ اور اللہ تعالیٰ کے درمیان حجاب ثابت ہو بت ہے خواہ وہ صورت ہو یا سیرت، خیال ہو یا عمل، عادت ہو یا رسم اور اس میں انہماک بت پرستی ہے۔ ماسویٰ کی خواہش حجاب ہے اور نفس بھی ماسویٰ میں آتا ہے اس لیے خواہشاتِ نفسانی کی پیروی بھی بہت بڑا حجاب اور اللہ کے راستے میں بڑی رکاوٹ ہے۔

اَفَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ۔ [الجاثیہ، 23]

ترجمہ: کیا تو نے دیکھا ہے کہ یہ لوگ کیسے خواہشات کو خدا بنائے پھرتے ہیں۔

ایسے لوگوں کا عقیدہ بھی جو خدا کی ہستی کے تو قائل ہیں مگر اسے ان اسماء وصفات سے نہیں پہچانتے جن سے اس نے اپنے آپ کو موصوف فرمایا ہے بلکہ اپنی ہی عقل سے یا اپنے باپ دادا سے سن کر کوئی خاص صورت قرار دے لی ہے اور اپنی اس اعتقادی صورت میں اسے اپنے نزدیک مقید کر لیا ہے۔ حالانکہ حق سبحانہٗ تعالیٰ اس سے منزہ و برتر ہے۔ ایسی اعتقادی صورت بھی بت ہے کیونکہ انہوں نے یہ اعتقادی صورت خود تراشی۔

Marfat.com

چوں دور شد نقاب جلال از جمال دوست
گرد دعیاں کہ عابد حق بود بت پرست

ترجمہ: جب جلال کا پردہ دوست کے حسن سے دور ہٹا تو یہ حقیقت عیاں ہوگئی کہ زاہد یقیناً بت پرست ہے۔

بعض علماء وفضلا کا ایسا طبقہ بکثرت پایا جاتا ہے جو نہایت درجہ پابند صوم وصلوٰۃ ہیں لیکن ان کا یہ علم وفضل اور یہ رسمی عبادت حجاب بن کر رہ گئی ہے جو مقصود اصلی تک پہنچنے کا ذریعہ ہیں۔ ان میں الجھ کر رہ گئے ہیں۔ ذریعہ کو مقصد اصلی سمجھ کر اس میں حد درجہ کے انہماک سے مقصد اصلی ان سے اوجھل ہوگیا ہے۔

فقیہاں دفترے رامی پرستند
حرم جویاں درے رامی پرستند
برافگن پردہ تا معلوم گردد
کہ یاراں دیگرے رامی پرستند

ترجمہ: علما کتابوں کے پجاری ہیں، متلاشی حرم در و دیوار کے پرستار ہیں۔ تو پردہ اُٹھا! تا کہ معلوم ہو جائے کہ یار لوگ تو ایک دوسری ذات کے پجاری ہیں۔

مندرجہ بالا استعمال تو صوفی اور غیر صوفی دونوں میں مشترک ہے، لیکن صوفیا کے نزدیک بت یا بت پرستی کی اصطلاحیں مواقع کے لحاظ سے مختلف معنوں میں استعمال ہوتی ہیں۔ لفظ بت سے کہیں ماسوائے اللہ مراد ہوتا ہے، کہیں مظہر، یا مظہر عشق، یا تعین، یا تجلی شہودی، یا صوفی اس سے اپنے مطلوب کی جانب اشارہ کرتا ہے۔ کہیں وحدت یا جمعیت وحدت ذاتیہ کا مفہوم اس سے ادا کرتا ہے۔

Marfat.com

حصہ دوم

مکتوبات

Marfat.com

مکتوب نمبر 1

بنام سید رشید احمد شاہ صاحب ساکن گوجرانوالہ (*)

از سید اشریف

رین بسیرا صدیقی

باسمہٖ سبحانہٗ

کرم فرماءِ من جناب شاہ صاحب زاد اللہ رشدہٗ

اسلام علیکم۔ مزاج بخیر۔ کل سرِ شام آپ کا اور عزیز کا مکتوب دونوں بہ یک وقت موصول ہوئے، یاد آوری کا شکریہ۔ تبدیلیٔ موسم کیا ہوئی وبا کی صورت بن کر آئی۔ قریہ بہ قریہ، خانہ بہ خانہ پھیلتی چلی گئی۔ کافی دن متاثر رہا، اب بفضلہ تعالیٰ روبصحت ہوں۔ ایسا ہونا زمانہ کی فطرت اور طبیعت ہے۔ اس پر حیرت کیا۔

ہے ثبات اک تغیر کو زمانے میں

سوائے مولا کریم ذوالجلال والاکرام دوامِ حال محال ہے۔

اَلْاٰنَ کَمَا کَانَ

ترجمہ: وہ جیسا تھا (اب بھی) ویسا ہی ہے۔

یہ اُسی کی شان ہے۔ عزیز کے خط سے یہ بھی معلوم ہوا کہ وہاں کئی ہزار پاکستانی وطن سے یہاں آ کر بھی معاشی سرگردانی سے دوچار ہیں۔ بیرونِ ملک سے پاکستانیوں کے بارہ میں جو خبر بھی سننے میں آتی ہے، پاکستانیوں کا حال پتلا ہی سننے میں آیا ہے۔ روٹی کا مسلہ نہ وطن میں حل ہوا اور نہ ترکِ وطن سے۔ ہمارا کیا انجام ہوگا؟

یوں تو گھبرا کے یہ کہتے ہیں کہ مر جائیں گے
اور مر کے بھی چین نہ پایا تو کدھر جائیں گے

یہ مسئلہ خود پاکستان کا ہی نہیں، معلوم تو یہ ہوتا ہے کہ ہر قسم کی ذلت اس قوم کا مقدر بن چکی ہے۔اس قوم کے مسائل تو بہت ہیں لیکن اب اصل مسئلہ صرف روٹی ہی کا رہ گیا ہے۔مرنا، جینا، اوڑھنا ہی رہ گیا ہے:

بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ﴿١٦﴾ [سورۃ الاعلیٰ:16]

ترجمہ: تم لوگ دنیا کی زندگی کو ترجیح دیتے ہو۔

لاہوری درویش جناب اقبالؒ نے عصرِ حاضر کو (انسان کا) ملک الموت قرار دیا ہے، جس دور نے صرف اور صرف فکرِ معاش دیا ہے۔فرماتے ہیں۔

عصرِ حاضر ملک الموت ہے ترا، جس نے
قبض کی روح تیری دے کے تجھے فکرِ معاش

ویسے حضرت رومیؒ نے اس کا علاج پہلے تجویز کر دیا تھا۔ارشاد ہے۔

یادِ اُو سرمایۂ ایمان بود
ہر گدا از یادِ اُو سلطاں بود

ترجمہ: اُس کی یاد ایمان کا سرمایہ ہے۔اس کی یاد سے ہر گدا بادشاہ بن جاتا ہے۔

لیکن آج قوم من حیث القوم اس نسخۂ کیمیا کو کھو ہی نہیں بیٹھی بلکہ ایسے شغل کو بیکار سمجھ کر رد کر چکی ہے حالانکہ اس کی یاد ہی چھوٹے سے بڑے بننے کا ایک آسمانی اکسیری نسخہ ہے۔مادی اسباب کے حصول سے قومیں بدل رہی ہیں۔کیا یہ اکسیری نسخہ نتائج کے لحاظ سے ان سے بھی کم ہے؟ اقبالؒ نے تو یہاں تک کہہ دیا ہے ع

مومن ہے تو بے تیغ بھی لڑتا ہے سپاہی

لیکن جس مقام پر ہم کھڑے ہیں اس کا نتیجہ انہی کی زبانی سنیے:

کافر ہو مسلماں تو نہ شاہی نہ فقیری

میں دوسروں ہی کا ماتم نہیں کر رہا خود اپنا حال پیش کرتا ہوں۔ جب میں اپنا حال دیکھتا ہوں (کاش کہ ہر ایک اپنا اصلی روپ دیکھ سکے۔ لوگوں کو دھوکا دینے سے اپنے آپ کو دھوکا دینا کتنی عظیم غلطی ہے) تو شاہ صاحب! لرز جاتا ہوں۔ پھر ساری ساری رات نیند نہیں آتی۔ اپنا جسم تو دین ہے لیکن اس کی روح دنیا ہے۔ یہ دین داری تو نہ ہوئی، دنیا ہی ہوئی۔ ہائے افسوس! ہم بھی اپنے اس مقام سے گر چکے ہیں اور یقیناً گر چکے ہیں۔ بلکہ وہ لوگ اچھے ہیں جن کے روح اور جسم میں مطابقت ہے۔ اپنا مزاج یہ بن گیا ہے کہ دین بھی ہو اور دنیا کی چمک دمک بھی۔ لیکن جب انبیاء و اولیاء اور اپنے مشائخ کی زندگیوں کا مطالعہ کرتا ہوں تو (معلوم ہوتا ہے کہ) وہاں صرف دین ہی دین ہے، اسی نے ان کو بڑا بنایا۔ لاہوری درویشؒ (#) نے کیا الہامی بات کی ہے اور بندۂ مومن کا کیا نقشہ کھینچا ہے۔

خاکی و نوری نہاد بندۂ مولا صفات
ہر دو جہاں سے غنی اس کا دل بے نیاز
اس کی امیدیں قلیل اس کے مقاصد جلیل
اس کی ادا دلفریب اس کی نگاہ دلنواز

شاہ صاحب! فقر ($) یا ایمان کیا تھا؟ سراسر اتحاد خیالِ ربی اور بس۔ اب معلوم ہوتا ہے کہ مومن کا اور اس کے رب کا اتحادی رشتہ ٹوٹ چکا ہے۔ جب یہ رشتہ ٹوٹ جائے تو پھر توحید کہاں؟ جب اتحاد نہ رہے تو پھر اس کے نتائج سامنے ہیں۔ جہان میں ہمارے لیے کہیں بھی پناہ نہیں۔ ایک بات اور یاد رکھیے۔ کسی عمل، ورد، شغل کے اچھے یا برے نتائج پیدا ہونے کے لیے تدریج فی الزمان (!) کا قانونِ قدرت ہر جگہ جاری و ساری ہے۔ کسی شخص کا یہ سمجھنا کہ جھٹ پٹ امروز فردا میں چونکہ عمل کا نتیجہ دکھائی نہیں

Marfat.com

دیتا، اس لیے (یہ سمجھنا کہ) سبب و اثر، علت و معلول (کام اور اس کے نتیجہ) کا قانون باطل ہو گیا ہے، سراسر حماقت ہے۔ خدا کی فطرت میں ہر قسم کے نتیجہ کے لیے ایک میعاد معین ہے، ناممکن ہے کہ اس میعاد کے پورے ہونے پر نتیجہ برآمد نہ ہو لیکن انسان فطرتاً جلد باز ہے،

خُلِقَ الْاِنْسَانُ مِنْ عَجَلٍ ؕ [سورۃ الانبیاء:37]

ترجمہ: (انسان کو) جلد باز پیدا کیا گیا۔

یہی وہ موڑ ہے۔ گل سرخ کا پودا بھی ایک سال میں پھول لاتا ہے۔ اسی قانون کو قرآنِ حکیم میں یوں بیان فرمایا گیا ہے۔

هُوَ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ طِیْنٍ ثُمَّ قَضٰۤی اَجَلًا ؕ [الانعام:2]

ترجمہ: وہی ہے جس نے تمہیں مٹی سے پیدا فرمایا، پھر مدتِ (حیات) مقرر فرمادی۔

بس لگے رہیے۔

وَّاَنَّ اللّٰهَ لَا یُضِیْعُ اَجْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۱۷۱﴾ [آل عمران:171]

ترجمہ: اللہ تعالٰے احسان کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں کیا کرتا۔

ختم خواجگان میں حضرت گجراتی (^) کا اسم گرامی لینے کا جذبہ اس عقیدت کا نتیجہ ہے جو آپ کو ان کی ذات سے ہے۔ یہ جذبہ سعادتمندی کی دلیل ہے۔ ضرور نام لیا کریں، زیادہ نفع کی امید ہے۔ اس راہ میں جلد بازی ہرگز کام نہیں دیتی۔ لیکن دوستوں نے یہ سمجھ لیا ہے کہ یہ راہ بہت آسان ہے۔ جہاں تک مجھے معلوم ہوا ہے یہ بالکل غلط ہے۔

عزیز کے لیے دعا گو ہوں اور رہتا ہوں کہ وہ اپنے مقصد میں بطریق احسن کامیاب ہوں۔ جو امیدیں ان کی ذات سے وابستہ ہیں اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اور اپنے مقبولوں کے طفیل پوری فرمائے اور یہ سفر، ظفر ثابت ہو۔ آپ کو جملہ آلام و

Marfat.com

مصائب سے نجات دے کر مستغرقِ راحت فرمائے۔آمین ثم آمین ۔زیادہ لکھنا لقمان کو لقمہ دینا ہے۔

نوٹ: افسوس لوگوں نے، عوام ہوں یا خواص، توحید کا مطلب بھی غلط لیا ہے۔ بندے کا اپنے رب سے اتحادِ خیال اگر ہے تو توحید، ورنہ تو کچھ بھی نہیں۔

آپ کا صدیق احمد سیدوی

تفصیلات

(*) سید رشید احمد شاہ صاحبؒ بن ماسٹر نور حسین۔ باپ بیٹا دونوں سید حبیب اللہ شاہ صاحبؒ کے مرید تھے۔ رشید شاہ صاحب، ابوالوفا صدیق احمدؒ سے عقیدت رکھتے تھے اور آپ سے کھل کر دوستانہ ماحول میں بات کر لیا کرتے تھے۔گوجرانوالہ میں انتقال فرمایا۔

(#) ابوالوفا صدیق احمدؒ، علامہ اقبال کو لاہوری درویش کہا کرتے تھے۔

($) ''فقر'' تصوف وطریقت کی ایک مشہور اصطلاح ہے جو غنا کا متضاد ہے۔اس سے مراد مفلسی ہے لیکن ابوالوفا حضرت صدیق احمدؒ اِن معنی کی بجائے اس سے تصوف وطریقت مراد لیا کرتے تھے۔

(!) وقت کے ساتھ رفتہ رفتہ نتائج برآمد ہوتے ہیں۔

(^) حضرت سید حبیب اللہ شاہ صاحبؒ جو خواجہ محبوب عالمؒ کے خلیفہ تھے۔

مکتوب نمبر 2

بنام سید رشید احمد شاہ صاحب ساکن گوجرانوالہ

کرم فرمائے من جناب شاہ صاحب حفظک اللہ تعالیٰ مع المتعلقین

اسلام علیکم

مزاج وہاج۔مستدعی (*) صحت وعافیت بخمس الاوقات

کل سرِ شام محبت نامہ باعثِ سرفرازی ہو کر کاشفِ مافیہا ہوا۔ یاد آوری کا شکریہ۔ہر سوال کا جواب عرض خدمت ہے۔

Marfat.com

1۔ اصل ورد تو

یَادَافِعَ الْبَلِیَّات

ترجمہ: اے بلاؤں کو ہٹانے والے

ہی ہے (#) لیکن میں نے اس میں تھوڑا سا تغیر کرلیا ہے۔ وہ یہ ہے:

یَادَافِعَ الْبَلَایَا وَیَا وَاسِعَ الْعَطَایَا

ترجمہ: اے بلاؤں کو ہٹا کر وسعت عطا کرنے والے۔

میرے اس تغیر کو آپ بھی اگر مناسب سمجھیں تو یوں ہی ادا کرلیا کریں۔ یَا دَافِعَ الْبَلِیَّات کا مفہوم یَا دَافِعَ الْبَلَایَا میں آجاتا ہے، ساتھ ہی وسعتِ عطا کے لیے ساتھ والا ورد موزوں ہوگیا۔ یعنی دفعِ بلایا کے ساتھ وسعتِ عطا بھی ہو۔

2۔ جس وقت آپ کو اجازت دی گئی تھی اس وقت یہ ورد میرے ورد میں نہ تھا۔ بعد میں ہی اسے کسی اندرونی جذبہ کے تحت شامل کیا گیا سو آپ بھی اسے شامل ورد کرلیں۔

3۔ چونکہ میرے سلسلہ میں صرف مجھے سید نور الحسن شاہ صاحب کیلویؒ (متوفی 3 ربیع الاول 1373ھ / 21 نومبر 1952ء / جمعۃ المبارک) کے واسطہ سے حضرت میاں صاحب (شیر محمد شرقپوریؒ) قدس سرہ سے برائے نام نسبت اور تعلق ہوا، ان کی نسبت اور صحبت کا حق صرف مجھ پر ہی واجب ہے اس لیے ان کے اسماءِ گرامی صرف میں ہی لیا کرتا ہوں دوسرے کسی صاحب اور دوست کو میں نے کبھی اس طرف ترغیب نہیں دی، نہ اشارۃً نہ صراحۃً۔ وہ تعلق چونکہ صرف میری ذات سے ہی وابستہ ہے اس لیے ان کے نام میں ہی لیتا ہوں۔ (اوروں کو ترغیب نہ دینے کی) بس یہی وجہ ہے اور کوئی وجہ نہیں۔ آپ کو ان کے اسماء مبارکہ لینے کی ضرورت بھی نہیں۔

Marfat.com

4۔ عزیز عبدالمجید سلّمہٗ نے جو محفلِ ختم منعقد کی، اس میں شمولیت کے لیے گوجرانوالہ پہنچا تو عزیزم مختار احمد سلّمہٗ ($) سے وہیں ملاقات ہوئی۔ ان کے ہمراہ ان کے ایک دوست بھی تھے۔ عزیز عرس شریف کی اہم تقریب میں شامل ہوئے تھے۔ عزیز نے ایک دو باتیں ایسی کیں جن سے عقیدت کا اظہار ہوتا تھا۔ مجھے سُن کر بہت خوشی ہوئی۔ تھوڑی دیر کی مجلس سے مجھے بھی عزیز سے اُنس ہوگیا۔ اس وقت عزیز نے بیرونِ ملک جانے کا ارادہ ظاہر کیا اور دعا کے لیے کہا۔ بندہ کیا اور دعا کیا؟ تاہم جیسا کیسا ہوں عزیز کے لیے تہہ دل سے دعا کے لیے جذبہ ابھر رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم اور مقبولوں کے طفیل جملہ آلام و مصائب سے نجات دے اور ان کے اپنے مقصد میں اعلیٰ کامیابی عطا فرما کر سراسر مستغرقِ راحت کرے۔ آمین ثم آمین۔

بسفر   افتند   مبارک   باد
بسلامت   روی   و   باز   آئی

ترجمہ: مبارک ہو کہ سفر پر نکل پڑے ہیں۔ تو سلامتی سے جائے اور سلامتی سے واپس آئے۔

میری طرف سے پنجگانہ نماز کی تاکید کریں۔ دورانِ سفر جس حال میں ہو پابندی ضرور کرے اور کسی وقت ہر روز آیۃ کریمہ

حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ۔ [آلِ عمران:173]

ترجمہ: ہمارے لیے اللہ کافی ہے اور وہی بہترین کارساز ہے۔

45 بار اپنے ورد میں رکھیں۔

بہر حال میری دعائیں عزیز کے شامل حال ہیں۔ عزیز عبدالمجید (ساکن) سلّو کے کی بھینس کے چوری ہونے کا بہت افسوس اور صدمہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے مسروقہ مِل جانے میں خاص مدد فرمائیں۔ میں اُن کے غم میں ان کا شریک

Marfat.com

ہوں اور دعا گو ہوں۔

فقط والسلام

(*) استدعا کرنے والا۔ چاہنے والا۔ خواہش مند

(#) ختم خواجگان نقشبندیہ میں یہ الفاظ پڑھے جاتے ہیں اور حضرت خواجہ محبوب عالمؒ کی کتاب ''ذکرِ کثیر'' میں بھی یہی الفاظ درج تھے۔ ابوالوفا صدیق احمدؒ نے ان الفاظ میں بامعنی ترمیم کی اور ''ذکر کثیر'' میں بھی اسی طرح ترمیم کردی گئی۔ سید رشید احمد مرحوم نے اس ترمیم پر استفسار کیا تھا۔

($) سید رشید احمد شاہ صاحب کے صاحبزادے جو شاہ صاحب کے بعد جلد ہی انتقال کر گئے۔

مکتوب نمبر 3

بنام سید رشید احمد شاہ صاحب ساکن گوجرانوالہ

عزیز مکرم حفظک اللہ تعالیٰ

مکرمی ومحترمی اسلام علیکم

کل بذریعہ مولوی (عبدالعزیز) صاحب (*) آپ کا دستی مکتوب موصول ہو کر کاشفِ حال ہوا۔ عزیزان کے عقیقہ کی تاریخ سے مطلع ہوا۔ رسمِ عقیقہ کے ادا کرنے سے خوشی ہوئی، لیکن مجھے اس وقت اس معاملہ میں کچھ اختلاف ہے، اگرچہ یہ اختلاف بعد از وقت ہے کیونکہ تاریخ مقرر ہو چکی ہے اور آپ انتظام میں مصروف ہوں گے۔ اگر شروع میں مشورہ کرتے تو بہتر ہوتا۔ سنیے! یہ مولوی صاحب قبل از عید تشریف لائے تھے انہوں نے اپنے مقروض ہونے اور بچوں اور گھر والی کی سخت ناداری کا ذکر کیا ہے کہ بچوں کے پاس کپڑے تک نہیں ہیں۔ اس وقت انہیں افرادِ خانہ کے لیے پارچات لے کر دیے گئے تھے اور وہ چلے گئے۔ دوصد روپیہ قرض بتاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ میں قرض خواہوں سے ڈرتا گھر بھی نہیں جا سکتا۔ کل سرِ شام پھر آئے۔

Marfat.com

ہر سہ عزیزان کے عقیقہ کے لیے چھ بکرے درکار ہوں گے۔ یہ بھی کم از کم چھ صدروپیہ کے تو ہوں گے۔ پھر دیگر مصارف بھی اگر شامل کر لیے جائیں تو ہزار بلکہ اس سے زائد رقم خرچ ہو گی، حالانکہ عقیقہ کا مقام از روئے فقہ صرف مستحب ہونے تک ہے، وہ بھی ولادت کے بعد چند روز تک۔ اس کے بعد یہ صرف صدقہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ ہمارے سامنے صوفی اسحاق صاحب (#) ایک ایسے نادار دوست ہیں جن کی لڑکیاں جوان ہیں، ان کی شادی انہوں نے کرنی ہے۔ اگر تمام رقم نہ سہی کچھ ہی سہی، ان کے اس معاملہ میں کام آجاتی تو کیا اچھا ہوتا۔ اول تو یہ تمام رقم ان کے لیے کافی ہو جاتی یا مولوی (عبدالعزیز) صاحب کا کم از کم قرض ہی ادا ہو جاتا۔ یہ بیچارے اس دردناک تکلیف سے نجات پا جاتے۔ بارگاہِ الٰہی میں رسم عقیقہ سے کہیں آپ اجر وثواب کے زیادہ مستحق ہوتے۔ اب بھی میرا یہ مشورہ ہے کہ کم از کم دو بکروں کی رقم سے تو ان کا قرضہ ادا ہو سکتا ہے، باقی عقیقہ پر خرچ لیں۔ پھر وقت آیا تو صوفی صاحب کے لیے کوشش کی جائے گی۔ مجھے ان کا ہر وقت فکر دامن گیر رہتا ہے۔ میں اپنے طور پر مجبور ہوں ورنہ ان کے تمام مصارف اپنے ذمہ لے لیتا۔ بہرحال اس رسمِ عقیقہ کے بجٹ سے ان کی امداد کریں تاکہ یہ بے چارے جلاوطنی کی مصیبت سے بچ جائیں۔ اگر ہر کام کے شروع میں مشورہ کر لیا کریں تو کیا اچھا ہو۔ مجھے واپسی اطلاع آنی چاہیے۔ نیز عزیز مکرم جناب بخشیش جان ($) کا خط موصول ہو کر کاشفِ حال ہوا۔ فقیر ان کے لیے دست بدعا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم اور اپنے محبوبوں کے طفیل جملہ آلام و مصائب سے نجات دے کر سراسر مستغرقِ راحت فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

بزمِ توکلیہ ؒ کی کاروائی سے اطلاع ہوئی۔ اس کا نام سوچ رہا ہوں، ذہن میں آنے پر اطلاع دوں گا۔ عنقریب، غالباً اس جمعہ کے بعد لاہور آنے کا ارادہ ہے۔ لاہور پہنچ کر یا گوجرانوالہ میں ہی ملاقات ہوگی۔ انشاءاللہ۔

عزیزان کی رسمِ عقیقہ میں دعاؤں کے ساتھ شمولیت سمجھیے۔ دعا گو ہوں اللہ

تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے تمام عزیزان کو والدین کی صحیح صحیح تعبیر بنا کر خاندان اور قوم و ملت کے لیے فخر بنائے۔ آمین ثم آمین۔ تمام عزیزوں کو دعوات صحت و عافیت۔ گھر میں دعوات۔ اگر دو بکروں کی قمیت زیادہ سمجھیں تو پھر ایک ہی کی سہی۔ کچھ تو ان کو بوجھ ہلکا ہو۔

(*) مولوی عبدالعزیز صاحب اچھے عالم باعمل تھے۔ شروع میں جماعت اسلامی سے تعلق رہا اور سید ابوالاعلیٰ مودودی سے بہت قریب رہے۔ ابوالوفا صدیق احمدؒ سے تعلق پیدا ہوا تو بیعت ہو گئے۔ خلاف شریعت بات سننے پر آگ بگولہ ہو جاتے۔ علم شریعت پر خوب دسترس رکھتے تھے۔ گوجرانوالہ میں سکونت پذیر تھے اور یہیں انتقال فرمایا۔ ان کے متعلق الگ سے تحریر کروں گا انشاءاللہ۔

(#) صوفی اسحاق صاحبؒ نفیس طبیعت انسان تھے اور حضرت حبیب اللہ شاہؒ سے بیعت تھے۔ میرے والد ماجد ابوالوفا صدیق احمدؒ سے جنون کی حد تک عقیدت رکھتے تھے۔ گوجرانوالہ کے رہائشی تھے اور وہیں 20 مئی 1991ء/5 ذیقعد 1411ھ/سوموار کو فوت ہو کر مدفون ہوئے۔

($) بخشیش جان اعوان پشاور کے رہائشی تھے اور گوجرانوالہ میں کام کرتے تھے۔ گوجرانوالہ میں ہی خواجہ محمد اکرم صاحب (تعارف مکتوب نمبر 37) کے ذریعہ ابوالوفا صدیق احمدؒ سے رابطہ ہوا۔ بعد میں مستقل طور پر پشاور میں ہی منتقل ہو گئے اور یہیں 5 محرم الحرام 1399ھ/6 دسمبر 1978ء/ بدھ، چندر گلی، نوتھیہ روڈ، پشاور صدر میں انتقال کیا اور نوتھیہ کے قبرستان میں زیارت ولی محمد صاحبؒ کے قریب مدفون ہیں۔ انہوں نے آخری عمر میں بہت صدمے سہے۔

مکتوب نمبر 4

بنام سید رشید احمد شاہ صاحب ساکن گوجرانوالہ

باسمہٖ سبحانہٗ

کرم فرماءِ من جناب شاہ صاحب حفظک اللہ تعالیٰ مع المتعلقین

اسلام علیکم

مزاج بخیر۔ مکتوب گرامی موصول ہو کر کاشفِ حال ہوا۔ صدمہ پر صدمہ بلکہ پے در پے صدمات و حوادث کے ورود کی خبر سے مجھے بھی صدمہ ہوا۔

Marfat.com

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ﴿۱۵۶﴾ [البقرۃ:156]

ترجمہ: ہم اللہ کے ہی ہیں اور ہمیں پلٹ کر اللہ ہی کی طرف جانا ہے۔

ایسے حوادثِ زمانہ جن سے گریز ممکن ہی نہیں ان میں سے ایک موت بھی ہے۔ ایسے حوادث کے متعلق انسانِ عاقل کا زاویۂ نگاہ اور طرزِ عمل صبر ہی ہو سکتا ہے۔ ایسے حوادث کے متعلق انسان ہزار چارہ جوئی کرے پھر بھی نہیں بچ سکتا۔ اسی مقام پر مرشد رومی انسان کو مخاطب کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اے بندۂ خاکی زمین سے صبر سیکھ، کہ دیکھو تمام مادی اور جسمانی حوادث مثلاً طوفانِ برق و باد، تمازتِ آفتاب، ساحل شکن سیلاب، زمین ان سب کو برداشت کرتی ہے۔ اے انسان تُو بھی تو آخر اسی خاک کا ایک جزو ہے، اسی دھرتی ماتا کی اولاد ہے۔ تو اس سے سبق حاصل کیوں نہیں کرتا؟ اے جزوِ زمین! صبر اور اس کے اجر کے متعلق تُو بھی سبق حاصل کر۔ اجر کی بات آگئی وہ بھی سن لیجیے۔ مومن کی زندگی تو گھاٹے کی شے ہے ہی نہیں، لیکن موت بھی خسارہ کی چیز نہیں۔ چھوٹے بچوں کی موت بھی مومن کے لیے ذخیرۂ آخرت بنا دی گئی۔

وَاجْعَلْهُ لَنَا اَجْرًا وَّ شَافِعًا وَّمُشَفَّعًا۔

ترجمہ: اور اس کو ہمارے لیے اجر اور سفارش کرنے والا اور سفارش قبول کیا گیا بنا دے۔

میرا تین سالہ چھوٹا بچہ تنویر مرحوم (#) اچانک موت کا شکار ہو گیا۔ صدمہ تو سب کو ہی تھا لیکن اس کی والدہ کچھ زیادہ ہی غمزدہ اور بے قرار تھی۔ پھر ایک خواب جو متواتر تین شب سے دیکھ رہی تھی زیادہ بے چین کیے ہوئے تھا۔ وہ خواب یہ تھا کہ مرحوم کی قبر کے کنارے دو آدمی کھڑے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ تنویر قبر میں زندہ ہے کاش کہ اسے نکال لیں۔ مامتا کی ماری ماں مجھ سے کہتی کہ خواب کی تعبیر کے لیے قبر دیکھ ہی لیں، کیا ہرج ہے؟ میں کہتا یہ کوئی بات نہیں، یہ تمہارا ہی خیال ہے جو اس روپ میں آرہا ہے اور کوئی بات نہیں۔ چوتھے روز اس نے ایک عجیب خواب دیکھا کہ زمین کا ایک وسیع

Marfat.com

میدان ہے اور ایک نورانی صورت بزرگ ایک درخت سے سہارا لگائے بیٹھے ہیں۔ بچے کھیل رہے ہیں ان میں تنویر مرحوم بھی کھیل رہا ہے۔ اس نے کسی سے پوچھا کہ یہ بزرگ کون ہیں؟ بتایا گیا کہ یہ ابراہیم علیہ السلام ہیں۔ پھر پوچھا، یہ بچوں کا کیا معاملہ ہے؟ جواب میں بتایا گیا کہ مومنوں کے جو بچے موت کی آغوش میں چلے جاتے ہیں وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے سپرد کر دیے جاتے ہیں۔ یہ بچے ان کی زیرِ تربیت ہیں۔ ماں کی تسلی ہو گئی یا کر دی گئی لیکن مجھے اس خواب کی تصدیق کے لیے ذہنی خلش رہی۔ علامہ سیوطیؒ کی کتاب

بدور السافرہ فی امور الاٰخرۃ۔

ترجمہ: آخرت کے امور کی جانب سفر کرنے والے چاند

زیرِ مطالعہ تھی اس میں بعینہٖ اسی مضمون کی حدیث شریف آ گئی۔ والدۂ تنویر کو میں نے اس کے خواب کے صحیح ہونے کی مبارک باد دی۔ میری دعا ہے اللہ تعالیٰ والدین کو نعم البدل عطا فرمائے اور جملہ عزیز و اقارب کو صبرِ جمیل۔ کسی بزرگ کا قول ہے ''زیر کرلو مصیبت کو صبر سے، دشمن کو احسان سے۔''

جہاں تک عزیز مختار کے باوجود نہایت کوشش ناکام واپس آنے کا مسئلہ ہے یہ بھی ایک عظیم ابتلا ہے لیکن ذرا غور کرنے اور سوچنے کا بھی مسئلہ ہے۔ جب اس دوربین سے دیکھیں تو کچھ یوں نظر آتا ہے کہ عالم انسانی خواہشوں اور آرزوؤں کا ایک متلاطم سمندر ہے۔ اس سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ انسان کے دل میں جتنی آرزوئیں پیدا ہوتی ہیں وہ انسانی جبلت کا نتیجہ ہے۔ کوئی آرزو اپنی ماہیت کے لحاظ سے مطلقاً قابل رد بھی نہیں مگر یہ بھی ایک مسلمہ بات ہے کہ حیاتِ انسانی میں خرابی اور انتشار بھی اسی سے پیدا ہوتا ہے کہ ہر آرزو

هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ

ترجمہ: کیا مزید بھی کچھ ہے؟

میں مبتلا ہو جاتی ہے۔

ہزاروں خواہشوں ایسی کہ ہر خواہش پہ دم نکلے
بہت نکلے مرے ارماں لیکن پھر بھی کم نکلے

ان خواہشوں اور آرزوؤں کو ایک چھوٹے سے لفظ یعنی حرص کے نام سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے۔ یہ ایک پیاری نفسیاتی مرض ہے۔ اگر اس کا علاج قناعت سے نہ کیا جائے تو روز افزوں اس میں اضافہ ہوتا رہتا ہے لیکن انسان اس کے حصول کے لیے جال بچھاتا رہتا ہے۔ مگر تجربہ یہ بتاتا ہے کہ عمل اور نتیجہ اس کے مقصود اور اس کی خواہش سے بدرجہا افضل و اعلیٰ نکلتا ہے۔ کوشش انسان کے لیے لازمی ہے لیکن نتائج کا حال خدا ہی کو معلوم ہے۔ ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک شخص کسی ادنیٰ محرک سے کوئی کام شروع کرتا ہے لیکن دورانِ عمل ہی اس کے بلند تر محرکات و عوامل پیدا ہو جاتے ہیں اور وہ کسی ایسی راہ پر پڑ جاتا ہے جو شروع میں اس کا مقصود نہ تھی۔ غرضیکہ کوشش اور نتائج اپنی ہیئت، ماہیت اور قیمت میں مساوی نہیں ہوتے۔ ایک اعرابی کنوئیں سے پانی نکالنے کے لیے ڈول ڈالتا ہے تو ڈول یوسف علیہ السلام کو کھینچ لاتا ہے اور پانی کی بجائے حُسنِ یوسف کا آبِ حیوان میسر آجاتا ہے۔ موسیٰ آگ لینے جائیں پیغمبری مل جائے، آدم گندم کھانے کی وجہ سے بہشت سے نکال دیے جاتے ہیں۔ یہ لغزش نزول علی الارض (انسان کے زمین پر اترنے) کا بہانہ بن جاتی ہے اور یہ جہان ان کی اولاد سے پُر ہو جاتا ہے اور ہزاروں انبیاء و اولیاء کا ظہور ہوتا ہے۔ بچہ مکتب میں جانے سے گھبراتا ہے۔ اس کا باپ اس کو کچھ لالچ دے کر وہاں بھیجتا ہے کہ مدرسہ جاؤ گے تو تمہیں کبوتر دیا جائے گا۔ ایک پرندے کا لالچ اسے مکتب میں لے جاتا ہے لیکن وہ تکمیل کے بعد مدرسہ سے صدر الصدور اور صدرِ اعظم ہو کر نکلتا ہے۔ اب یہاں منطقی علت

Marfat.com

و معلول (کام اور اس کے نتیجہ) کا مقابلہ کر کے دیکھیے کہ سبب کیا تھا اور اثر کیا ہوا۔ انسانی کوششوں اور ان کے نتائج کا یہی حال ہے کہ اصل محرک اور آخر میں حاصل شدہ مقصود میں کوئی نسبت معلوم نہیں ہوتی۔

اسلامی تاریخ سے دو مثالیں:

حضرت عباس رضی اللہ عنہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جنگ کرتے ہیں لیکن اسلام کے پشت پناہ بن جاتے ہیں اور ان کے خاندان میں خلافتِ اسلامیہ جاری ہو جاتی ہے۔ ایسے ہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی لڑنے کے لیے تیغ بکف نکلے لیکن نتیجہ، امیر المومنین اور مقتدائے اہلِ دین بنے۔

آخری فیصلہ کن یہ بات ہے کہ کسی شخص کو معلوم نہیں کہ جس خواہش کو لے کر نکلا ہے وہ اسے کدھر لے جائے گی۔ تاہم دعا و کوشش لازمی امور ہیں۔ دعا سے گریز عبودیت سے گریز ہے اور کوشش سے گریز اسباب سے گریز ہے جو منشاءِ الٰہی کے بالکل مخالف ہے۔

بس دست شکست و پاشکستہ ہو کر بیٹھا ہوں۔ آستانہِ یار کو نہ چھوڑنا ہی فقیری ہے۔

انجام بخیر انجام بخیر آمین

فقط والسلام صدیق احمد سیدوی

(#) ابولوفا حضرت صدیق احمدؒ کے تین بیٹے اور ایک بیٹی کم سنی میں ہی داعئ اجل کو لبیک کہہ گئے جن میں تنویر احمد سب سے آخر میں غالباً 1959ء میں فوت ہوا۔ تفصیل "پروازِ محبوب" میں ملاحظہ فرمائیں۔

Marfat.com

مکتوب نمبر 5

بنام سید رشید احمد شاہ صاحب ساکن گوجرانوالہ

اللہ حفظک اللہ تعالیٰ

خیریت ہر دو جہاں مطلوب ۔ خط موصول ہو کر کاشفِ مافیہا ہوا ۔ قبلہ والدہ صاحبہ (*) کے جس عارضہ کا آج تک علاج ہوتا رہا بفضلہ تعالیٰ اس سے تو کُلی آرام آچکا تھا لیکن اب ایک اور عارضہ شروع ہو گیا ہے جس نے آپ کو بے حد کمزور کر دیا ہے ۔ صحت بہت حد تک تشویش ناک ہو چکی ہے ۔ خیال تھا پھر سرگودھا لے جاؤں مگر صحت سفر کے قبل نہیں رہی اس لیے یہاں ہی علاج ہو رہا ہے اگرچہ مجھے اس علاج پر اطمینان نہیں، تاہم بحالِ مجبوری اس وقت اسی پر اکتفا کیے ہوئے ہوں ۔ تمام احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ میرا یہ سہارا قائم رکھیں ۔ آمین ثم آمین ۔

چند باتیں جو اس راہ (طریقت) کے سالک کے لیے ضروری ہیں اور ذہن میں آئیں تحریر کر رہا ہوں ۔ خدا کرے دیکھنے سننے والوں کو فائدہ ہو ۔

دنیا میں ہر قسم کے علم و فن کے حصول کے لیے استاد اور مرشد کی ضرورت ہے ۔ شاگرد و مرید کو مرشد کے آگے سرِ تسلیم خم کرنا لازم ہے ۔ حلم کے بغیر علم حاصل نہیں ہو سکتا ۔ کبر و ناز برطرف کر کے ہی کچھ حاصل ہو سکتا ہے ۔ متکبر اور خود بین جہل مرکب میں مبتلا رہتا ہے ۔ اگر کوئی چمڑا رنگنے والا کام کے وقت کوئی پھٹا پرانا کپڑا پہن لیتا ہے تو اس سے اس کی خواجگی میں کیا فرق آتا ہے؟ اسی طرح اگر لوہار بھٹی دھنکتے ہوئے پیوند والا کرتہ پہن لیتا ہے تو اس سے لوگ اس کو ذلیل و قلاش تو نہیں سمجھ لیتے ۔ سعی حصول کمال میں جامۂ افتخار و استکبار کو (فخر اور تکبر کا لباس) اتار دینا چاہیے، کیونکہ خود کمال انسان کا بہترین لباس ہے ۔ اصل بات یہ ہے کہ علوم کا اکتساب قول سے ہوتا ہے ۔

Marfat.com

اقوال استاد کی زبان سے بھی سیکھے جاتے ہیں اور ماہرین علوم کی تصانیف سے بھی۔ بہرحال تمام نظری علوم قولی ہیں مگر جسے حرفت یا صناعی کہتے ہیں وہ محض سننے یا پڑھنے سے نہیں آتی، یہ کرنے سے آتی ہے۔فن زرگری کی کتاب پڑھنے سے کوئی زرگر نہیں بن سکتا، اس کے لیے عمل مسلسل کی ضرورت ہے۔لیکن جسے فقر (#) یا درویشی کہتے ہیں اور جس کا مقصد تنویر وتزکیہ باطن ہے، اگرچہ اچھے اقوال و افعال اس میں معاون ہو سکتے ہیں لیکن اس میں اصل فیضان کسی اہلِ دل کی صحبت سے ہی حاصل ہوتا ہے۔اگر کسی شخص کو علم بھی حاصل ہو اور اس کے اعمال بھی اچھے ہوں مگر کسی برگزیدہ روحانی انسان یعنی صحبتِ اولیاء، تینوں چیزیں میسر آجائیں تو زہے نصیب۔فیضانِ صحبت سے جب انشراحِ صدر ہوتا ہے تو خود انسان کے اندر سے آبِ حیات کا چشمہ پھوٹ پڑتا ہے۔یہ چشمہ اندر سے بحرِ بیکراں سے ہمکنار کر دیتا ہے۔اس لیے روحانیت سینوں میں منتقل ہوتی ہے۔یہ علمِ سینہ ہے، علمِ سفینہ نہیں (یعنی یہ صحبت سے ملنے والا علم ہے مطالعے سے نہیں ملتا۔)

وَفِيٓ أَنفُسِكُمۡۚ أَفَلَا تُبۡصِرُونَ ﴿٢١﴾ [الذاریات:21]

ترجمہ:اور تمہارے وجود میں بھی (نشانیاں) موجود ہیں، کیا تمہیں نظر نہیں آتیں؟

جملہ احباب کو اسلام علیکم۔میرے خط اگر سنبھال کر رکھیں گے تو آپ کو ہمیشہ مفید ہوں گے۔

(*) ابوالوفاصدیق احمدؒ کی والدہ ماجدہ سیدہ بشیر النساء بیگمؒ امتوفیہ 17 جمادی الثانی 1385ھ/13 ستمبر 1965ء بروز سوموار۔ان کی تفصیل اور شجرۂ نسب میری کتاب ''پروازِ مجبوب'' میں دیکھا جاسکتا ہے۔

(#) فقر کے متعلق مکتوب نمبر 1 میں اظہارِ خیال کیا گیا ہے۔

❁❁❁❁

مکتوب نمبر 6

بنام سید رشید احمد شاہ صاحب ساکن گوجرانوالہ

کرم فرماءِ من جناب شاہ صاحب

اسلام علیکم

مزاج گرامی۔ جناب مولوی عبدالعزیز صاحب (*) سے یہ سن کر کہ آپ کے بزرگوار خسر جاں بحق ہو گئے ہیں، بہت رنج ہوا۔

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ﴿۱۵۶﴾ [البقرۃ:156]

ترجمہ: ہم اللہ کے ہی ہیں اور ہمیں پلٹ کر اللہ ہی کی طرف جانا ہے۔

زندگی ایک طویل سفر کی مانند ہے (جس میں) طرح طرح کے ہم سفر ملتے ہیں۔ کسی کا ساتھ دیر تک رہتا ہے، کوئی جلد بچھڑ جاتا ہے۔ کسی کی رفاقت بوجھ معلوم ہوتی ہے اور کسی کی جدائی زندگی کو غم و اندوہ سے ہمکنار کر دیتی ہے۔ بہر حال زندگی کا ہر سفر اور ہر ساتھ آخر موت پر ختم ہوتا ہے۔ یہ اٹل قانون ہے فطرت کا۔

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ﴿۲۶﴾ [الرحمن:26]

ترجمہ: اس زمین پر ہر چیز فنا ہو جانے والی ہے۔

انسانی اموات کا ایک سیلاب ہے جو آبادیوں سے قبرستانوں کی طرف بہا چلا جا رہا ہے۔ جو گیا وہ پھر کبھی واپس نہ آیا۔ بہر حال موت ایک دائمی جدائی ہے جس کا صدمہ اور زخم محسوس کرنا فطرتِ انسان کا تقاضا ہے اور ہر صدمہ کا علاج سوائے صبر کے اور کچھ نہیں۔ اگر یوں کہوں کہ صبر اور صرف صبر تمام نیکیوں کا نچوڑ ہے تو بجا ہوگا۔ ان الفاظ کے ساتھ آپ کے غم میں شریک ہوں۔ اللہ تعالیٰ بزرگوار مرحوم کو اعلیٰ علّیین پر بلند مقام عطا فرمائے اور پس ماندگان کو صبرِ جمیل۔ آمین

Marfat.com

فقط والسلام

آپ کا صدیق احمد سیدوی

(*) مولانا عبدالعزیز صاحب کا تعارف مکتوب نمبر 3 میں گذر چکا ہے۔

❁❁❁❁

مکتوب نمبر 7

بنام سید رشید احمد شاہ صاحب ساکن گوجرانوالہ

جناب شاہ صاحب مزاج گرامی

مستدعی صحت و عافیت بخمس الاقات۔ڈاکٹر صاحب سے مزید تشخیص و تجویز کے لیے لاہور گیا تھا۔وقت کم تھا،سیدھا گھر چلا آیا۔حسرت رہی،آپ سے ملاقات نہ ہوسکی۔آپ کے تاثرات معلوم ہوئے۔جو کچھ مولا کریم ذوالجلال کو منظور تھا وہ ہوگیا اور ٹھیک و درست ہوا۔تدبیری پروگرام،تقدیری پروگرام سے ٹکر نہیں کھا سکتا۔بالعموم ہر انسان پریشانیوں میں مبتلا ہے:

تدبیر کند بندہ تقدیر کند خندہ

ناقص و کامل کا یہی فرق ہے۔عموماً ذہن انسانی اپنی تدبیر کی دیوار کو اپنے سامنے گرتے ہوئے نہیں بلکہ ریزہ ریزہ ہوتے دیکھتا ہے تو پریشان ہو جاتا ہے کہ یہ کیا ہوگیا۔اکثر بزرگوں کو فسخ عزائم سے عرفان نصیب ہوا۔بس جو کچھ ہوا اور جیسے ہوا وہ ٹھیک اور درست ہوا۔آپ کی مساعی کو اللہ تعالیٰ نے قبول فرمایا اور آئندہ بھی قبول فرمائے۔آمین ثم آمین۔اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم اور اپنے مقبولوں اور محبوبوں کے طفیل آپ کو تمام آلام و مصائب سے نجات دے کر سراسر مستغرقِ راحت فرمائے۔آمین ثم آمین۔بفضلہ تعالیٰ میری صحت دن بدن ٹھیک ہو رہی ہے توانائی آ رہی ہے البتہ بازوؤں میں

Marfat.com

درد ہے وہ بھی اپنے وقت پر ٹھیک ہونے کی امید رکھتا ہوں۔ پہلے بھی احباب کی دعاؤں سے ٹھیک ہؤا ہوں، اب بھی دعاؤں کا امیدوار ہوں۔ اس فقیر کے لیے تمام احباب نے دعائیں کیں اور ان کو اس کا اجر ضرور مل گیا۔ لیکن کس کی دعا قبول ہوئی اس بات کا انکشاف ہؤا۔ وہ صرف ایک عزیز کی دعا تھی جو قبول ہوئی اس کا بیان ضروری نہیں۔ (*)

نہایت خوشی ہوئی کہ آپ کی والدہ ماجدہ اب روبصحت ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس مقدس سایہ کو آپ کے سر پر سایہ فگن رکھے۔ تمام احباب کو اسلام علیکم۔

فقط والسلام

آپ کا صدیق احمد

(*) ابوالوفا حضرت صدیق احمدؒ اگست 1968ء میں دل، فشارِ خون اور ذیابیطس کے امراض میں شدت سے مبتلا ہو کر میو ہسپتال لاہور میں داخل رہے۔ ایک رات چار گھنٹے کے لیے موت سے گذر کر دوبارہ زندہ ہوئے۔ یہاں اسی بیماری کا ذکر ہے۔ کاش آپ اس شخصیت کا ذکر کر جاتے۔ آپ نے کبھی اس شخص کا اشارۃً بھی تذکرہ نہیں فرمایا۔ آپ 17 ربیع الثانی 1394ھ / 10 مئی 1974ء / شبِ ہفتہ کو خالقِ حقیقی سے جا ملے۔

❀❀❀❀

مکتوب نمبر 8

بنام سید رشید احمد شاہ صاحب ساکن گوجرانوالہ

عزیز مکرم حفظک اللہ تعالیٰ مع متعلقین

اسلام علیکم خیریت ہر دو جہاں مطلوب۔ کل عزیز کا خط موصول ہو کر کاشفِ حال ہؤا۔ واضح رہے کہ انسانی فکر ہی عمل کی بنیاد ہے۔ جس نوعیت کا فکر ہو گا اسی نوعیت کا عمل ہو گا اور اسی نوعیت کے اس میں تاثرات پیدا ہوں گے۔ اس عنوان پر کسی وقت

Marfat.com

ایک مکتوب بھی تحریر کر کے روانہ کر چکا ہوں۔اگر میری تحریرات محفوظ ہوں تو اس مکتوب کو پھر دیکھیے۔عزیزا! وہ دنیا دار سعید ہے جو درویش کے دروازہ پر خلوص سے حاضر ہو:

بر درِ درویش رو ہر صبح و شام تا ترا حاصل شود مطلب تمام

ترجمہ: صبح وشام کسی درویش کے دروازے پر حاضری دیا کر یہاں تک کہ تجھے تیرا مقصد حاصل ہو جائے۔

آپ کے معاشی حالات موافق اور بہتر سے بہتر ہونے کی نہائت مسرت ہوئی۔

اَللّٰھُمَّ زِدْ فَزِدْ

ترجمہ: اللہ تعالیٰ مزید اضافہ فرمائے۔

ظاہری پراگندگی جمعیۃ قلبی پر اثر انداز ہوتی ہے اس لیے فراغت ظاہری بھی ایک نعمتِ الٰہی ہے بشرطیکہ اس کے ساتھ اس کی یاد کی بھی توفیق ہو۔عزیز ماسٹر غلام محمد صاحب مرحوم کے انتقال کی خبر سے نہایت صدمہ ہوا ع

ایں ماتم سخت است کہ گویند جواں مرگ

ترجمہ: یہ ایک سخت صدمہ ہے کیونکہ یہ جوان موت کا صدمہ ہے۔

مرحوم نہایت سعید اور صالح فکر وعمل رکھنے والے نوجوان تھے۔انہیں جوانی میں توبہ کی توفیق ہوئی جو عین سعادتمندی کی دلیل ہے اور اس توبہ پر پختگی قبولیت توبہ کی دلیل اور علامت ہے۔اور قبولیتِ طریقت کی دلیل ان کی وہ محبت اور عقیدت ہے جو ان کو اپنے مشائخ طریقت سے تھی، خصوصاً قطب العالم خواجہ توکل شاہ قدس سرہٗ کی ذات گرامی سے۔اپنا حسنِ ظن تو یہی ہے کہ ان کا آخری معاملہ بہت اچھا ہوا ہے۔ان کی موت سے تین روز قبل ان کی بیماری سے متورم پاؤں یعنی ان کی زندگی سے مایوسی کا حال کسی ذریعہ سے مطلع ہو چکا تھا۔ان کے لیے اس وقت دعائے مغفرت کی گئی تھی۔

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ﴿۱۵۶﴾ [البقرۃ:156]

ترجمہ: ہم اللہ کے ہی ہیں اور ہمیں پلٹ کر اللہ ہی کی طرف جانا ہے۔

دُعا ہے اللہ تعالیٰ ان کے اخروی مدارج بلند فرما دے۔

فقط والسلام

نیازمندِ اہل اللہ صدیق احمد سیدوی

❀❀❀❀

مکتوب نمبر 9

بنام سید رشید احمد شاہ صاحب ساکن گوجرانوالہ

ربی اللہ حسبی اللہ بسم اللہ

عزیز مخلصم فی اللہ۔حفظک اللہ تعالیٰ مع متعلقین

اسلام علیکم۔خیریت ہر دو جہاں مطلوب۔مکتوب موصول ہو کر کاشفِ مافیہا ہوا۔بفضل تعالیٰ قبلہ والدہ ماجدہ مدظلہٗ رو بصحت ہیں۔جملہ احبابِ طریقت آپ کی صحت کے لیے دعائیں کرتے رہا کریں۔کسی وقت بھی گوجرانوالہ کی حاضری کا وعدہ ایفا کروں گا۔انشاء اللہ تعالیٰ۔عزیز علم دین (*) کی صحت سے آپ نے آگاہ نہیں کیا۔ان کی بیمار پرسی کے لیے بھی حاضر ہونا ہے تاہم واپسی اطلاع ضرور دیں۔دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو فضل و کرم اور اپنے مقبولوں کے طفیل شفاءِ کامل و عاجل عطا فرما کر ان کی اس پریشانی کو دور فرمائے۔اس وقت ذہن میں چند پریشان خیال آرہے ہیں ان کو تحریر میں لانے کی کوشش کرتا ہوں،شاید مفید ثابت ہوں۔

خیالات کا اثر زندگی پر:

یہ ایک حقیقت ہے کہ انسان کے افکار اس کی زندگی کے انداز کو متعین کرتے ہیں۔تن اور من دونوں کی صحت اور تندرستی کا مدار افکار پر ہے۔غمگین افکار سے انسان

Marfat.com

موم کی طرح گھلتا جاتا ہے اور اچھے خیالات سے روح اور جسم دونوں تر و تازہ رہتے ہیں، اسی لیے فکر کو صالح بنانے کی ضرورت ہے۔ زندگی کے حالات کیسے ہی خراب ہوں، فکرِ صالح ان کے تخریبی عمل کو فنا کر دیتی ہے۔ فکرِ صالح ایسی کیمیاءِ سعادت ہے جو احوالِ بد کو بدل کر خوش کُن بنا سکتی ہے، جیسا کہ رسولِ کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ مومن کو اچھے اور برے ہر قسم کے حالات سے نفع پہنچتا ہے۔ حالات ناموافق ہوں تو صبر کرتا ہے جس کا ثمر روحانی لحاظ سے شیریں ہے اور اگر اس کو نعمت حاصل ہو تو شکر کرتا ہے جس سے روح شادمان رہتی ہے اور نعمت میں اضافہ ہوتا ہے:

لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ ۔ [ابراہیم:7]

ترجمہ: تم شکر ادا کرو گے تو تمہاری نعمتوں میں اضافہ کیا جائے گا۔

انسان کے خیالات کا اثر نباتات و جمادات اور حیوانات سب پر ہوتا ہے۔ ایسے مردانِ خدا موجود ہیں کہ سانپ ان کے پاس آ کر سرِ تسلیم خم کر لیتا ہے۔ ایک مردِ خدا سے کسی نے پوچھا کہ یہ زہریلا سانپ تمہارے سامنے اس قدر مسکین کیسے بن گیا اور اپنی فطرت کو بھول گیا؟ اس نے کہا کہ محبت کا اثر اور جادو حیوان پر بھی چل جاتا ہے۔ میں نے اس کے دل میں اپنی محبت ڈال دی تو وہ بھی مجھ سے محبت کرنے لگا۔ اگر وہ مجھ سے خائف ہوتا تو وہ ضرور مجھے ڈس لیتا۔ غرضیکہ پاکیزہ اور محبت آمیز خیالات دوسروں پر بھی اثر کر کے ان کے طبائع میں ویسا ہی عمل کرتے ہیں۔ اگر تم دوسروں سے محبت کے خواہاں ہو تو صرف ان سے محبت کا مطالبہ نہ کرو بلکہ خود ان سے محبت کرو۔ یاد رکھیے سچی محبت اثر کیے بغیر نہیں رہتی۔ احوالِ ناموفق کا مس خام کو کندن بنانا، خوش فکری اور صالح فکری کا نتیجہ ہے اور افکار کو صالح بنانا ہی طریقت کی اصل غرض و غایت ہے۔ سوچیے اور سمجھیے۔ جملہ اوراد و اشغالِ طریقت کی یہی غرض ہے اور بس۔ گرامی قدر ذوالمجدہٗ صوفی اسحاق صاحب (#) کو اسلام علیکم۔ دیگر یارانِ طریقت کو اسلام علیکم

نیازمندِ درویشاں سیدوی

(*) صوفی علم دین صاحب اور صوفی جمیل صاحب دو بھائی ہیں۔اول الذکر از حد سادہ مزاج، پیار کرنے والے اور کبھی کبھار شوقیہ پنجابی شعر بازی بھی کرتے تھے۔انہوں نے زندگی کا بیشتر حصہ فقر و درویشی میں گذارا۔دونوں بھائیوں نے میرے والد ماجد کے ہاتھ پر طریقت کی بیعت کی اور خوبصورتی سے نبھائی۔ صوفی علم دین صاحب نے 2 جولائی 1996ء / 16 صفر المظفر 1417ھ / منگل جبکہ صوفی محمد جمیل صاحب نے 21 اکتوبر 2011ء / 22 ذیقعد 1432ھ / جمعۃ المبارک کو گوجرانوالہ میں انتقال فرمایا۔ صوفی محمد جمیل سے میری آخری ملاقات ان کے انتقال سے تقریباً دو ہفتہ قبل ان کے گھر پر ہوئی۔

(#) صوفی محمد اسحاق صاحبؒ کا تعارف مکتوب نمبر 3 میں پیش کیا جا چکا ہے۔

❀❀❀❀

مکتوب نمبر 10

بنام سید رشید احمد شاہ صاحب ساکن گوجرانوالہ

مخلصم فی اللہ۔حفظک اللہ تعالیٰ

اسلام علیکم

خیریت دو جہاں مطلوب۔میری کنگھی جو میرے جیب میں تھی، جب گھر آیا تو نہ ملی غالباً گوجرانوالہ میں رہ گئی ہے۔دونوں جگہیں دیکھیں جہاں ٹھہرے تھے۔جہاں تک میرا خیال ہے چوہدری صاحب کی کوٹھی میں رہ گئی ہے۔اس کی اہمیت اس لیے زیادہ ہے کہ وہ کنگھی بابو شریف مرحوم (*) نے دی تھی، اس کی نشانی سمجھ کر رکھتا ہوں ورنہ کنگھیاں تو گھر میں موجود ہیں۔وہ ہمیشہ میرے جیب میں رہتی ہے۔وہاں تلاش کریں، اگر مل جائے تو پہنچا دیں۔اگر آپ نہ آسکیں تو مولوی عبدالعزیز صاحب (#) آئیں تو انہیں دے دیں۔نیز اس جمعہ شریف پر صوفی اسحاق صاحب ($) اور بھائی اسماعیل صاحب (!) آئے تھے انہیں الطاف محمود (^) کا پینٹ کوٹ ڈرائی کلین کے لیے دیا ہے وہ بھی اگر ہو سکے تو انہیں دے دیں یا اگر آپ آئیں تو ضرور لیتے آئیں۔نیز کھوپے

Marfat.com

(ناریل) کا تیل بھی بھائی اسماعیل صاحب سے لے کر ہمراہ لائیں۔

صدیق احمد

(*) مرزا محمد شریف فیصل آباد کے گاؤں ماہل چک کے رہنے والے تھے اور نہایت قابل، محنتی اور لائق انسان تھے۔ میرے والد ماجد ان سے ازحد محبت رکھتے تھے۔ چھوٹی عمر میں ہی ترقی کی اور مانسہرہ کے قریب پاکستان امریکہ ٹوبیکو کمپنی کے مینیجنگ ڈائریکٹر مقرر ہو گئے۔ تقریباً 40 برس کی عمر میں 10 اپریل 1972ء/25 صفر المظفر 1392ھ/ سوموار کو حرکتِ قلب بند ہو جانے کی وجہ سے انتقال کیا اور ماہل چک میں ہی دفن ہوئے۔ اباجی نے ان کی وفات کو شدت سے محسوس کیا۔

(#) مولانا عبدالعزیز صاحب کا تعارف مکتوب نمبر 3 میں گذر چکا ہے۔

($) صوفی محمد اسحاق صاحب کا تعارف مکتوب نمبر 3 میں پیش کیا جا چکا ہے۔

(!) اسماعیل صاحب گوجرانوالہ کے رہنے والے تھے اور بہت ہی نیک اور مفلس تھے لیکن آخری عمر میں اللہ تعالیٰ نے آسانیاں پیدا فرما دیں۔

(^) الطاف محمود، اس کتاب کا مرتب اور راقم ابوالوفا صدیق احمدؒ کا بیٹا (ولادت 27 دسمبر 1956ء) تفصیل میری کتاب ''پرواز محبوب میں'' ملاحظہ فرمائیں۔ یو ای ٹی ٹیکسلا سے میکینیکل انجنیئرنگ، کامسیٹس واہ سے ایم بی اے کیا۔ ابھی تک پانچ کتابیں تحریر کر چکا ہے، جو چھپائی کے عمل سے گذرنے والی ہیں۔

مکتوب نمبر 11

بنام سید رشید احمد شاہ صاحب ساکن گوجرانوالہ

عزیزم مخلصم فی اللہ۔ حفظک اللہ تعالیٰ

اسلام علیکم

کل بروز سوموار قبلہ والدہ ماجدہ کا سایہ ظلِ ہما سر سے ہمیشہ کے لیے اٹھ گیا۔

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ﴿۱۵۶﴾ [البقرۃ:156]

ترجمہ: ہم اللہ کے ہی ہیں اور ہمیں پلٹ کر اللہ ہی کی طرف جانا ہے۔

اگر ہنگامی حالات (*) اجازت نہ دیں تو تکلیفِ سفر نہ کریں۔ کوئی افسوس نہ ہوگا۔

Marfat.com

فقط والسلام

صدیق احمد سیدوی

(*) ابوالوفا صدیق احمدؒ کی والدہ ماجدہ سیدہ بشیر النساء بیگم رحمۃ اللہ علیہا کا انتقال 13 ستمبر 1965ء کو ہوا تو پاک بھارت جنگ عروج پر تھی۔اسی لیے آپ نے ہنگامی حالات کا ذکر فرمایا۔(تفصیل مکتوب نمبر 5 میں)

❀❀❀❀

مکتوب نمبر 12

بنام محترمہ جمیلہ اختر ساکن ماہل چک،ضلع فیصل آباد

عزیزہ مخلصہ عفیفہ! اسلام علیکم

خیریت ہر دو جہاں مطلوب۔مکتوب موصول ہو کر کاشفِ حال ہوا۔گھبراہٹ اچھی نہیں۔استقامت اور پکی دھن سے کام کرتی رہو۔دھن پختہ ہو تو پھر فضل ہی فضل ہے۔اس راہ میں جلد بازی سے کام نہیں چلتا بلکہ جلد بازی نقصان دہ ہے۔اونٹ کی طرح آہستہ آہستہ چلنا چاہیے،آہستہ آہستہ چلنے سے تکلیف نہیں ہوتی۔

اس راہ میں اصل کام چلنا ہے،خواہ ذوق وشوق ہو یا نہ ہو۔ذوق وشوق آنی جانی کیفیت ہوا کرتی ہیں،کبھی ہوتا ہے،کبھی نہیں ہوتا۔نہ ہونے سے پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔یہ تم پر اللہ تعالیٰ کا خاص فضل وکرم ہے کہ تمہیں اس کی یاد کی توفیق حاصل ہے اور اگر اللہ تعالیٰ ناراض ہوں تو اس کی یاد اور اللہ والوں کے پاس آنے کی توفیق نہیں ہوا کرتی اور جب توفیق ہوتی ہے تو اس کی خاص رحمت ہوتی ہے۔جب اس کا بندہ پہلے گناہوں سے سچی توبہ کر لیتا ہے تو اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں جیسا حضور ﷺ نے فرمایا:

اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ كَمَنْ لَّا ذَنْبَ لَهٗ

Marfat.com

ترجمہ: گناہوں سے توبہ کرنے والا ایسے ہی ہے جیسا کہ گناہ نہ کرنے والا۔

جو نیک کام تم کر رہی ہو کیا بغیر محبت کے کر رہی ہو؟ یہ عشق و محبت ہی ہے جس سے یہ چرخہ چل رہا ہے۔ باقی رہا وسوسوں کا آنا تو عزیزہ جب کوئی مٹھائی کھاتا ہے تو اس پر مکھیاں آنے لگتی ہیں، ایسے ہی جب کوئی اس راہ میں قدم اٹھاتا ہے تو مردود شیطان ضرور وسوسے اور خیالات پیدا کرتا ہے تاکہ یہ بندہ اس راہ سے پریشان ہو کر ہٹ جائے۔ جب گدا اگر بھیک مانگنے نکلتا ہے تو کتے بھونکنے لگتے ہیں۔ ان کا کوئی خیال نہ کرو، جو کر رہی ہو بہت ٹھیک ہے۔ درود شریف باوضو، باادب، خیالِ حضور ﷺ کر کے کثرت سے پڑھا کرو۔ اگر پچھلی رات اٹھ کر کرو جیسا کہ ماہِ رمضان میں سحری کے لیے اٹھنا ہوتا ہے، نفل تہجد کے بعد درود شریف پڑھ لیا کرو۔ پانچ تسبیح کافی ہیں۔ ماہ رمضان المبارک میں تہجد پڑھنے سے عادت ہو جائے گی۔

جو مختصر وظائف میں نے بتائے تھے وہ بھی پابندی سے کریں۔ جب یہ سبق پک جائے تو پھر آگے قدم اٹھانا، تب دوسرا سبق دیا جائے گا۔ بس آہستہ آہستہ چلتے رہیں، چلتے چلتے جہاں یہ کشتی جائے گی وہی کنارہ ہوگا۔ پتھر سے لعل بننے کے لیے جو درمیانی راستہ ہے اسے طے کرنے کے لیے یہی طریقہ ہے جو تجویز کیا گیا ہے، ایک دم پتھر سے لعل کبھی نہیں بنتا۔ جن کا یہ مقولہ ہے ان کی زندگی کا مطالعہ کرو۔ معلوم ہوگا میری بات صحیح ہے۔ ایک دم کبھی کوئی چیز نہیں بنتی اور نہ بن سکتی ہے۔ یہ خیال کہ ایک دم کیوں نہیں بنتا، شیطانی وسوسہ ہے۔ ایک دم کبھی کوئی چیز نہیں بنتی۔ یہ اللہ کی سنت کے سراسر خلاف ہے۔ کام کرو، کام کرو، کام، اسی میں برکت ہے۔ اسی سے پتھر لعل بنا ہے۔

خط و کتابت بہتر چیز ہے اس کا بہت فائدہ ہوگا۔ اس خط و کتابت کو ترک نہ کریں۔ مجھے خوشی ہوتی ہے کہ تم کو اس راہ کا احساس ہے۔ عزیزہ! دنیا یوم چند، آخر کار خداوند جلشانہ۔ اللہ بس باقی ہوس۔

ذکرِ خیر (*)، ذکرِ مجبوب، تنویر الابصار (#) کا مطالعہ کیا کریں اس راہ میں ان کا مطالعہ بہت مفید ہے۔

دعاگو صدیق احمد سیدوی

(*) نیا ایڈیشن خوبصورت کمپیوٹر پرنٹ جس میں اصطلاحات، مشکل عربی اور فارسی الفاظ کے معنی اور ترجمے شامل کیے گئے ہیں۔اس کا تازہ ترین ایڈیشن زاویہ پبلشرز لاہور نے شائع کیا ہے۔

(#) تنویر الابصار ذکر، ذاکر، ذاکرین کے ہم مجلس لوگوں کے فضائل پر نہایت خواجہ مجبوب عالمؒ کی خوبصورت کتاب ہے۔وحدت الوجود پر بھی خوبصورت باب لکھا گیا ہے۔ بندۂ ناچیز نے اسے جدید اردو میں تبدیل کر کے "الطاف الاذکار" کے نام سے زاویہ پبلشرز لاہور سے شائع کروا کے "تحریک ذکر" کے نصاب میں شامل کر دیا ہے۔

❀❀❀❀

مکتوب نمبر 13

بنام میر سید شفاعت علی زیدی بخاریؒ؛ ساکن بھگوان پور؛ دیپالپور (*)

مخلصم محب از اللہ حفظك اللہ تعالیٰ مع المتعلقین

اسلام علیکم۔مزاج بخیر گرامی نامہ موصول ہو کر کاشف حال ہوا۔

عمل و نتیجۂ عمل

جہاں تک دعا اور کوشش کا مسئلہ ہے۔ یہ انسانی زندگی میں لازمی اور ضروری ہیں، بغیر ان کے چارہ کار نہیں۔دُعا سے گریز عبودیت سے گریز ہے۔اسباب و وسائل کے ذریعہ اگر کوشش سے گریز کیا جائے تو یہ منشاءِ الٰہی کے خلاف ہے۔ اسباب کا انکار مُسبب کا انکار ہے۔لیکن جہاں تک عمل اور اس کے نتیجہ کا مسئلہ ہے کیا ان میں تطابق لازمی امر ہے یا نہیں یہ ذرا انتہائی غور و فکر کا مسئلہ ہے۔عالم انسانی خواہشوں کا ایک متلاطم سمندر ہے۔اس سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ انسان کے دل میں جتنی

Marfat.com

آرزوئیں پیدا ہو رہی ہیں وہ انسانی جبلت کا نتیجہ ہیں۔کوئی آرزو اپنی ماہیت کے لحاظ سے مطلقاً قابل رد بھی نہیں۔مگر یہ بھی ایک مسلمہ بات ہے کہ انسانی حیات میں خرابی اور انتشار اسی سے پیدا ہوتا ہے کہ ہر آرزو ھَل من مزید [مزید بھی کچھ ہے؟] میں مبتلا ہو جاتی ہے۔کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

ہزاروں خواہشیں ایسی کہ ہر خواہش پر دم نکلے
بہت نکلے میرے ارماں لیکن پھر بھی کم نکلے

انہیں خواہشوں اور آرزوؤں کے حصول کی تمنا کو حرص کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے۔اس حرص کی کوئی انتہا نہیں، خصوصاً دولت کی حرص حریص کی موت تک ترقی کرتی رہتی ہے۔حرص ایک نفسیاتی میعادی بیماری ہے، اگر اس کا علاج قناعت سے نہ کیا جائے تو اس میں روز افزوں اضافہ ہوتا رہتا ہے۔لیکن انسان کوتاہ فہمی سے اس کے حصول کے لیے اپنی کوششوں کا جال بچھاتا چلا جاتا ہے۔لیکن تجربہ بتاتا ہے کہ عمل اور نتیجہ عمل میں کوئی مطابقت نہیں۔

2۔ دیکھنے میں یوں آیا ہے کہ اکثر اوقات انسان کی معمولی اور معصوم کوشش کا نتیجہ اس کے مقصود اور اس کی خواہش سے بدرجہا افضل و اعلیٰ نکلتا ہے۔ کوشش ہے لیکن نتیجہ کا حال خدا ہی کو معلوم ہے۔ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک شخص کسی ادنیٰ محرک سے کوئی کام کرتا ہے لیکن دورانِ عمل اس کے بلند تر محرکات و عوامل پیدا ہو جاتے ہیں اور وہ کسی ایسی راہ پر پڑ جاتا ہے جو شروع میں اس کا مقصود نہ تھا۔غرضیکہ کوشش اور نتیجہ اپنی ہیئت و ماہیت اور قیمت میں مساوی نہیں ہوتے۔

3۔ ایک اعرابی کوئیں سے پانی نکالنے کے لیے ڈول ڈالتا ہے تو ڈول یوسف کو کھینچ لاتا ہے اور پانی کی بجائے حُسنِ یوسفؑ کا آبِ حیات میسر آتا ہے۔موسیٰ

Marfat.com

آگ لینے جائیں پیغمبری مل جائے ۔ آدم گندم کھانے کی وجہ سے جنت سے نکال دیے جاتے ہیں ۔ یہ لغزش نزول علی الارض (زمین پر نازل ہونے) کا بہانہ بن جاتی ہے اور یہ جہان ان کی ذریت (اولاد) سے پُر ہو جاتا ہے ۔ ہزار ہا انبیاء اولیاء کا یہاں ظہور ہو جاتا ہے ۔

بچہ مکتب اور مدرسہ جانے سے گھبراتا ہے تو اس کا باپ اس کو کچھ لالچ دے کر بھیجتا ہے کہ مدرسے جاؤ گے تو تمہیں ایک کبوتر دیں گے ۔ ایک پرندے کا لالچ اسے مدرسہ پہنچاتا ہے ۔ لیکن وہ تکمیل کے بعد مدرسہ سے صدر الصدور اور صدرِ اعظم ہو کر نکلتا ہے ۔ اب یہاں منطقی علت و معلول کا مقابلہ کر کے دیکھیے کہ سبب کیا تھا اور اثر کیا ۔ بس انسانی کوششوں اور ان کے نتائج کا یہی حال ہے کہ اصل محرک اور آخر میں حاصل شدہ مقصود میں کوئی نسبت معلوم نہیں ۔

4 ۔ اسلامی تاریخ سے دو مثالیں :

حضرت عباسؓ (بن عبدالمطلبؓ ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جنگ کرنے نکلے لیکن اسلام کے پشت پناہ بن گئے اور خلافتِ اسلامیہ کے وارث ہوئے ۔ حضرت عمرؓ بھی لڑنے کے لیے تیغ بکف نکلے لیکن امیر المومنین اور مقتداءِ اہلِ دین بنے ۔ بس کسی کو معلوم نہیں کہ جس خواہش کو لے کر نکلا ہے وہ اسے کہاں لے جائے گی ۔ تاہم جو کچھ ہو رہا ہے وہ بھی ٹھیک ہے اور جو ہو گا وہ بھی ٹھیک ہو گا ۔ عزیز کا یہ سفر پُر از ظفر ہو ۔ آمین ۔

الطاف محمود کی تعلیم کے لیے جو اسباب ہم سے بن سکتے ہیں وہ کر رہے ہیں ۔ محنت بھی کر رہا ہے ۔ محمد احمد (#) اسلامیہ کالج (سول لائنز لاہور) میں زیرِ تعلیم ہے ۔ الجبرا اسے نہیں آتا تھا ۔ سو روپیہ ماہوار کی ٹیوشن رکھا دی ہے کہتا ہے سمجھ آرہا ہے ۔ نتائج

Marfat.com

وہ اللہ کے سپرد دیں۔

کراچی کے لیے دو سال سے متواتر کوشش تھی۔ اب تو پا بہ رکاب تھا لیکن وہی بات کہ نہ جا سکا۔ کل صوفی کالے خاں صاحب ($) کے خط کا جواب دیا ہے کہ اس وقت نہیں آسکتا پھر سہی۔

5۔ حسب سابق امسال بھی دریا خاں کے دوست قبلہ عالم پیر دستگیر حضور توکل شاہ قدس سرہٗ کی تقریب عرس مورخہ 7 اور 8 اپریل بروز ہفتہ اتوار منا رہے ہیں۔ اس کی شمولیت کے لیے یہاں سے 6 اور 7 اپریل کو روانہ ہوں گا۔ لاہور کے چند دوست جن میں بابا اللہ بخش صاحب (!) بھی ہوں گے شرکت کریں گے۔ اگر آپ بھی شریک ہوں تو مزید ذوق میں اضافہ ہوگا۔ دریاں خاں ضلع میانوالی (اب ضلع بھکر) میں واقع ہے۔ آخری مجلس اتوار کی صبح کو ہوگی۔

6۔ عزیزہ عفیفہ کا معاملہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے بحسن وخوبی انجام فرمائے۔ اتنی گھبراہٹ بھی اچھی نہیں۔ حافظ محمد اسلام صاحب (^) اور ان کے صاحبزادگان کا تفصیلی علم مجھے نہیں ہے۔ عبدالمالک صاحب کے نانا جان کا ملاقات پر پتہ چل جائے گا۔

7۔ اپنے معمولات میں ایک معمول کا اور اضافہ کرلیا ہے۔ جو بہت ہی مفید ثابت ہوا ہے۔ ختم خواجگان کے بعد ذکر خیر کا ایک ڈیڑھ صفحہ حلقہ میں سن لیا جاتا ہے جسے بہت مفید پایا۔

استانی صاحبہ (=) کو السلام علیکم۔ عزیزہ و عزیزان کو دعائیں۔ حالات سے گاہے گاہے اطلاع دیتے رہا کریں۔

فقط والسلام
آپ کا سیدوی

Marfat.com

(*) سید شفاعت علی زیدی بخاریؒ کا تعلق ہندوستان کے ضلع رہتک کی تحصیل گوہانہ کے قصبہ مہم سے ہے۔ آپ اسی گاؤں میں 10 اگست 1920ء کو پیدا ہوئے۔ اپنے تمام حلقہ احباب میں میر صاحب کے نام سے جانے جاتے تھے۔ قیامِ پاکستان سے بہت سال پہلے اس وقت پنجاب یونیورسٹی لاہور سے بی اے کیا جس زمانے میں میٹرک پاس شخص اعلیٰ تعلیم یافتہ سمجھا جاتا تھا۔ بعد از قیامِ پاکستان ہجرت کر کے ضلع اوکاڑہ کی تحصیل دیپالپور کے چھوٹے سے گاؤں بگوان پور میں سکونت اختیار کی۔ میر صاحب نہایت زیرک اور معاملہ فہم شخص تھے۔ میرے والدِ ماجد کی ذہانت اور کردار سے متاثر ہو کر ان سے بیعت ہوئے۔ وہ انتہائی اچھے مشیر اور ساتھی تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں طریقت میں اعلیٰ مقام عطا فرمایا تھا جس کا ادراک مجھے اللہ تعالیٰ نے ان کی زندگی کے آخری عرصے میں دیا۔ انہیں گفتگو کے فن پر مبالغہ کی حد تک دسترس تھی۔ بچوں میں بچے، نوجوانوں میں نوجوان، صوفیوں میں صوفی، سیاست دانوں میں سیاست دان، پڑھے لکھوں میں تعلیم یافتہ اور ان پڑھوں میں طالب علم۔ مجھے انہوں نے بہت وقت دیا اور ہم بھائیوں کو دنیا میں انگلی پکڑ کر چلنا سکھایا۔ انہوں نے بلاتفریق سلسلہ کئی بزرگوں سے فیض حاصل کیا۔ آخری ایام میں اسلام آباد میں ہی سکونت اختیار کر لی اور 7 ذوالحجہ 1416ھ / 26 اپریل 1996ء / جمعۃ المبارک کو وصال فرمایا اور قبر نمبر 12؛ پلاٹ نمبر 67؛H-8 قبرستان؛ اسلام آباد میں مدفن بنا۔

نوٹ: میر صاحب کا خاندان خود کو بخاری لکھتا ہے جس کی نسبت ازبکستان کے شہر بخارا سے ہے۔ میرے ذوق کے مطابق یہ نسبت کسی علاقے یا شہر سے کرنے کی بجائے شجرہ میں موجود کسی مشہور شخصیت سے کرنا زیادہ موزوں اور مناسب ہے۔ میں نے ان کا شجرۂ نسب جو دیکھا تو وہ سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور امام زین العابدینؒ کے بعد امام زادہ زید شہیدؒ سے ملتا ہے جن کی اولاد خود کو زیدی لکھتی ہے، لہٰذا میں نے انہیں زیدی ہی لکھا ہے اور ان کے خاندان کے افراد سے بھی زیدی لکھنے کی درخواست بھی کی ہے۔

(#) محمد احمد، حضرت مصنف ابوالوفا صدیق احمدؒ کے بڑے صاحبزادے ہیں۔ (ولادت 1952ء) ایف ایس سی گورنمنٹ حشمت علی اسلامیہ کالج راولپنڈی سے کی۔ تفصیل ''پروازِ مجبوب'' میں ملاحظہ فرمائیں۔

($) حضرت خواجہ محبوب عالمؒ کے بڑے خلفا میں سے ایک سید اصغر علی شاہؒ (متوفی 8 مئی 1930ء / 9 ذوالحجہ 1348ھ) تھے جنہیں حضرت خواجہ ''جرنیل صاحب'' کہہ کے پکارتے تھے۔ صوفی کالے خانؒ انہی سید اصغر علی شاہؒ کے خلیفہ تھے۔ صوفی صاحبؒ کی کراچی میں سکونت تھی۔ ہم دونوں بھائیوں کو جناب صوفی کالے خانؒ نے اپنے سلسلہ کی دستارِ خلافت عطا فرمائی۔ صوفی صاحبؒ از حد محنتی، نیک

Marfat.com

اور صاحب کشف آدمی تھے۔ انہوں نے 27 رجب المرجب 1399ھ /22 جون 1979ء / جمعۃ المبارک کو رات تقریباً 12 بجے کراچی میں انتقال فرمایا اور عزیز آباد کے قبرستان کی جنوبی دیوار کے ساتھ مدفون ہیں۔

(!) باباالله بخشؒ خواجہ محبوب عالمؒ کے خلیفہ سید حبیب اللہ شاہؒ گجراتی (متوفی 24 ربیع الثانی 1381ھ /5 اکتوبر 1961ء) کے خلیفہ تھے۔ لاہور میں ان کا نہایت وسیع سلسلہ تھا۔ ان کے حالات پر مبنی کتاب ''عجیب باباجی'' شائع ہو چکی ہے اور صاحبزادہ محمد منظور؛ سجادہ نشین درگاہ باباالله بخش حبیبیؒ؛ توکل آباد؛ نزد پاک عرب سوسائٹی؛ مین فیروز پور روڈ لاہور پر میسر ہے۔ باباجی کا وصال 12 رمضان المبارک 1397ھ /28 اگست 1977ء / بروز سوموار / بوقت تہجد ہوا جبکہ آپ کا سالانہ عرس 22 شوال کو ان کے مزار اقدس پر ہوتا ہے۔

(^) حافظ سید محمد اسلام (متوفی 28 رجب 1415ھ / یکم جنوری 1995ء)، حضرت خواجہ محبوب عالمؒ کے خلیفہ سید رحمت علی شاہ کے منجھلے بیٹے تھے۔ تفصیل ''پروارِ محبوب میں''

(=) میر سید شفاعت علی زیدی مرحوم کی دوسری اہلیہ محترمہ سیدہ آمنہ بخاری۔ خوب صورت اور خوب سیرت خاتون جو محمد اسلام بخاری، سیدہ عابدہ بخاری، ڈاکٹر سید حامد علی بخاری اور سید جاوید بخاری کی والدہ ماجدہ ہیں۔ میں نے انہیں ولیہ خاتون پایا۔ ولادت 1923ء؛ متوفیہ 19 نومبر 1995ء /25 جمادی الثانی 1416ھ۔ بھگوانپور، تحصیل دیپالپور، ضلع اوکاڑہ میں حضور جی عین الدینؒ (تعارف مکتوب نمبر 23 پر) کے مرقد اقدس کے مغربی جانب آسودہ خاک ہیں۔

❀❀❀❀

مکتوب نمبر 14

بنام میر سید شفاعت علی زیدی بخاریؒ؛ ساکن بھگوان پور؛ دیپالپور

جناب میر صاحب حبّہٗ و رشدہٗ

اسلام علیکم۔ خیریت ہر دو جہاں مطلوب۔ خط لکھنے کی تحریک اس وجہ سے ہوئی کہ آپ کو اکثر اپنے اور دوسرے سلاسل کے صوفیاء سے ملنے کا اتفاق ہوتا رہتا ہے۔ ان سے باتیں کرنے اور سننے کے اتفاقات بھی ہوتے رہتے ہیں اور موضوع سخن اکثر وہی باتیں ہوتی ہیں جو صوفی کالے خاں صاحب کرتے رہتے ہیں۔ ان کو جو کچھ اپنی طریقت

Marfat.com

اور فقر پر پورا اعتماد ہوتا ہے اس لیے وہ اپنے مشاہدات و تجربات پیش کرتے ہیں تاکہ سننے والے ان کی شخصیت سے متاثر ہوں۔ خیال ہوا چند باتیں جو اس راہِ سلوک میں پیش آتی ہیں عرض کیے دیتا ہوں تاکہ آپ پر ان حالات کی پوری وضاحت ہو جائے اسی لیے اس کا عنوان مقرر کرتا ہوں۔

راہِ سلوک کی چند باتیں

1۔ طریقت کی بنیاد محبت اور سوز و گداز پر ہے، یہ سوز و گداز خواہ وہبی ہو یا کسبی۔ محبت کی فطرت قربانی ہے۔ جب کسی کے ساتھ آنکھ لڑ جاتی ہے تو پہلی ہی نظر میں تن من وارنے کو جی چاہتا ہے تاکہ محبوب کی توجہ ہو اور اسے محبت کی نگاہ سے دیکھے۔ حتیٰ کہ اگر محبوب قتل بھی کر دے تو اسے یہ بھی محبوب ہوتا ہے۔ قتل بھی ایسا جس میں نہ سی نکلے اور نہ آہ نکلے۔

جے سر دتیاں راقبؔ ملے اوہ پیارا
بڑا سستا سودا خریدار نوں اے

ترجمہ: راقبؔ! اگر وہ محبوب سر قربان کرنے سے مل جائے تو خریدار کے لیے بہت سستا سودا ہے۔
لیکن یہ اظہار جذبات کا ہے، عملی طور پر اس جذبہ پر صحیح اترنا کسی منصور کا کام ہے۔ ہر کہ و مہ یہاں نہیں پہنچتے۔

دوسرا رُخ

اکثر سالک محبت کے راستے میں گم ہو جاتے ہیں اور محبت ختم ہو جاتی ہے۔ اکثر ہمارے دوستوں میں ایسے لوگ آپ کو نظر آئیں گے۔ ابتداء کی جوشِ محبت جسے کچے ابال سے تعبیر کیا جاسکتا ہے جو ہر محبت والے کے اندر ہوتا ہے، لیکن جُوں جُوں وقت گذرتا ہے محبت پختہ ہوتی جاتی ہے یا کمزور ابال کم ہوتا جاتا ہے۔ بسا اوقات

Marfat.com

دنیاوی حوادثات اور مصائب بھی محبت کو کم کر دیتے ہیں یا پختہ کر کے ٹھنڈا کر دیتے ہیں ۔آخر میں کوئی سسی پنوں اور کوئی ہیر رانجھا بنتا ہے اور کوئی سوہنی جو کچا گھڑا دیکھ کر بھی دریا میں چھلانگ لگاتی ہے ورنہ عام حوصلے ہار جاتے ہیں ۔ یہ سستا سودا نہیں بلکہ بہت مہنگا ہے ۔لیکن اہلِ دل کے لیے آسان ہے ۔

2۔ موجودہ وقت میں راہبرانِ رشد و ہدایت لوگوں کی بے توجہی یا کم فہمی کی بنا پر اس مشکل کو آسان دکھاتے ہیں اور سالکین راہِ تصوف وفقر کے ذہن میں بٹھایا جاتا ہے کہ جلدی مقصود حاصل ہو جائے گا۔جب ایسا نہیں ہوتا تو دائرہ فقر میں آنے والے لوگ بدظن یا مایوس ہو جاتے ہیں بخلاف قرونِ اولیٰ کے کہ وہ سالک کے سامنے وصل و مشاہدہ کا نام تک نہ لیتے تھے بلکہ رضائے مولیٰ کا تصور اور اصل مقصد پیش کیا جاتا تھا۔لیکن موجودہ دور میں یہ مقصد معمولی مقصد خیال کیا جاتا ہے اور سالک کو لطائف اور مشاہدہَ وصل کا بلند معیار قرار دینے کی تحریر پیش کی جاتی ہے جو مفید نہیں ۔

3۔ مجاہدہ اور ریاضت میں اعتدال قائم رکھنا ضروری ہے ۔ ہر کہ دمہ کے لیے مجاہدات وریاضت تجویز نہیں کیے جاتے ۔اکثر لوگ میرے بارہ میں یہ کہتے سنے گئے ہیں کہ یہ اپنے دوستوں کو معمولی وظائف بتاتا ہے مجاہدہ و ریاضت میں نہیں ڈالتا۔ابھی ایک سفر کا واقعہ ہے کہ میں نے ایک دوست کو درود شریف صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بتایا تو انہیں ایک مائی (بڑھیا) مدعیِ سلوک ملی ۔اس نے سن کر کہا کہ واہ یہ بھی کوئی وظیفہ ہے،یہ تو عورتوں والا درود شریف ہے ۔ یہ لوگ اس بات کو نہیں جانتے کہ مستعد اور باہمت طبائع خود بخود مجاہدہ کی طرف ڈھلتی جاتی ہیں مگر ایسی معیاری طبائع بہت ہی کم ہیں بلکہ اس دور میں مفقود۔جو لوگ مجاہدات میں ڈالتے ہیں وہ پھر سالک کو شہ زور گھوڑے کی

Marfat.com

طرح سرپٹ چھوڑ دیتے ہیں۔ متقدمین کا معمول تھا کہ شُتر آہستہ می رود شب روز (یعنی) آہستہ چلنے کی وجہ سے اونٹ تھکتا نہیں۔ آج کل جو جلد بازی ہوتی جاتی ہے وہ پہلے نہ تھی۔ زندگی بھر چلنے کو مقصد کا انجام سمجھتے تھے۔ پہنچنا مقصد نہ تھا بلکہ راہِ عشق میں صرف طلب مقصود تھی۔

4۔ ربطِ مرشد:

ربطِ مرشد پہلے زمانہ میں قائم رکھنا سالک کا پہلا سبق دیا جاتا تھا کچھ حاصل ہو یا نہ ہو۔ لیکن مُرشد کے ساتھ عمر بھر نبھاؤ کرنا سالک کے مقصودِ حیات میں ہوتا تھا۔

5۔ مجاہدہ کے ساتھ تعلیم تصوف بھی ہونی چاہیے۔ متقدمین کا یہی طریق تھا جس سے سالک کے عقائد صحیح رہتے تھے اور سالک کسی وہمی غلطی میں مبتلا نہ ہوتا تھا۔ پیر کی صحبت کی تربیت اور پھر علمی تربیت دونوں مل کر سالک کو بے راہ نہ ہونے دیتی تھیں۔ مگر آج ایسا نہیں جو سخت نقصان دِہ ہو رہا ہے۔

6۔ راہِ سلوک میں صحت کا خیال رکھنا بھی ضروری ہے کہ سالک کسی وہمی بیماری میں مبتلا نہ ہو جائے، مثلاً دیوانگی جنون وغیرہ کیونکہ اکثر مجاہدات بھوک اور خلوت سے شروع ہوتے ہیں جن سے یہ امراض پیدا ہو جاتے ہیں خصوصاً امراض دماغی کیونکہ چلنے پھرنے سے سالک جب رک جاتا ہے خصوصاً جب طعام اور ترکِ کلام ہو تو لامحالہ قبض ہو جاتی ہے اور تبخیر معدہ شروع ہو جاتی ہے جس سے دماغ متاثر ہو جاتا ہے۔

7۔ سننے سنانے سے بھی طبع سالک پر اثر پڑتا ہے اور سن سنا کر طبیعت ذرا ہلکی ہو جاتی ہے۔ بہت سننے سنانے سے تو دل مردہ ہو جاتا ہے لیکن جب دل تنگ ہو جائے تو تیسرے چوتھے روز کچھ اشعار محبت یا اہلِ محبت کی کتاب جیسے

Marfat.com

مثنوی فارسی میں. پنجابی میں سیف الموک وغیرہ سن سنا کر طبیعت میں تازگی پیدا ہو جاتی ہے۔ بعض اوقات گفتگو کرنے سے جسم ہلکا ہو جاتا ہے جیسے میری عادت ہے۔

8۔ سالک سے چھوٹے موٹے گناہ جسے لغزش سے تعبیر کیا جاتا ہے اسے اکثر مدعی فقر ایسی لغزشات کو خلافِ سلوک گردان کو دھمکاتے ڈراتے ہیں. حالانکہ ایسا نہیں۔ بعض وقت ایسی لغزشات ندامت پیدا کرتی ہیں اور طبیعت ہلکی ہو جاتی ہے اور سالک پہلے سے زیادہ استغفار ظاہری و باطنی پر توجہ مصروف کر دیتا ہے اور فضل ربی کا پہلے سے زیادہ امیدوار ہو جاتا ہے۔ یہی مطلب ہے
لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ۚ [الزمر:53]

ترجمہ: اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو۔

چند باتیں ذہن میں آئیں وہ آپ کو تحریر کر دی گئی ہیں امید ہے مفید ہوں گی۔ رمضان المبارک سر پر سایہ فگن ہے سالک کے لیے اس سے زیادہ سنہری موقع میسر نہیں آسکتا۔ ہر خرابی سے بچنے کا بہترین موقع ہے اس سے فائدہ اٹھائیں۔ سحری کے لیے تو اٹھنا ہوتا ہی ہے تہجد ضرور پڑھا کریں۔ پھر درود شریف توجہ سے پڑھا کریں۔ لیکن یہ سب کچھ سحری کھانے سے پہلے ہونا چاہیے بلکہ بچوں کو بھی اس ماہ میں یہ کورس کرائیں۔ اسم ذات خیال سے کیا کریں۔ (*)

محمد احمد سلمہ نے اسلامیہ کالج (سول لائنز) لاہور بی.ایس. سی میں داخلہ لے لیا ہے۔ نتائج اللہ کے سپرد

استانی صاحبہ بھی رمضان المبارک میں اہتمام کریں۔

سب کی طرف سے سب کو سب کچھ۔

(*) بندۂ ناچیز الطاف محمود ہاشمی نے اسی کو مراقبہ اسم ذات کے نام سے اپنے ملنے والوں میں متعارف

Marfat.com

کرایا ہے جوکہ بہت آسان اور موثر ثابت ہوا۔اس کا طریقہ یہ ہے۔[اپنی کلائی پر ہاتھ رکھ کر نبض محسوس کریں اور آنکھیں بند کر کے زبان کے ساتھ اللہ اللہ کہیں۔جب زبان اور نبض ایک ساتھ چلنا شروع ہو جائیں تو زبان بند کر لیں اور دل کی دھڑکن پر غور کریں کہ نبض لفظ اللہ کہہ رہی ہے۔یہ مراقبہ دن میں بھلے بہت مرتبہ کریں لیکن ایک وقت میں زیادہ سے زیادہ پانچ منٹ تک ہی کریں۔]بندۂ ناچیز،سرکار دو عالم ﷺ کے ہر امتی سے یہ مراقبہ کرنے کی درخواست کرتا ہے۔

❁❁❁❁

مکتوب نمبر 15

بنام میر سید شفاعت علی زیدیؒ؛ ساکن بھگوان پور؛ دیپالپور

786

ما و مجنوں ہم سبق بودیم در دیوانِ عشق

او بصحرا رفت ما در کوچہ رسوا شدیم

ترجمہ: میں اور مجنون عشق کے سکول میں کلاس فیلو تھے۔وہ تو صحرا کو نکل گیا اور میں تیرے کوچے میں رسوا ہو گیا۔

کرم فرمائے من قبلہ میر صاحب زاد اللہ رشدہٗ

اسلام علیکم۔مزاج بخیر۔مبلغ تیس روپیہ کا منی آرڈر موصول ہوا۔اور آج آپ کا مکتوب گرامی موصول ہو کر کاشفِ مافیہا ہوا۔عزیز عبدالمالک سلمہٗ (*) کے ہاں بچہ کی ولادت باسعادت کی خبر پڑھ کر از حد خوشی ہوئی۔اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم اور اپنے محبوبوں کے طفیل نومولودِ مسعود کو عمرِ خضرؑ عطا فرمائے اور خاندان،ملت (اور) قوم کے لیے فخر ثابت ہو۔آمین ثم آمین۔میری اور والدہ عزیزان کے طرف سے مبارک قبول فرمائے ہم آپ کی خوشی میں شریک ہیں متعلقہ حالات جو خود غرض رفیقان سفر نے پیدا کیے سخت ذہنی الجھنیں رہیں۔کاش کہ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ والی

Marfat.com

زندگی نصیب ہو جاتی۔

پوری آیت یوں ہے:

اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ﴿۶۲﴾ [یونس:62]

ترجمہ: خبردار! بے شک اولیاء اللہ کو نہ ہی کوئی خوف ہے اور نہ کوئی غم۔

مگر ایسے نصیب کہاں۔

ما در کوچہ رسوا شُدیم

ترجمہ: ہم اس کوچہ میں رسوا ہو گئے ہیں۔

لاہوری) درویش بھی یہ دعا مانگتے چلے گئے ع

شریکِ زمرہَ لَاَ یَحْزَنُوْں کر

جو زندگی خوف اور غم سے تار تار ہو اور خوف و غم سے گھری ہو حقیقتاً وہ زندگی نہیں صرف صورتاً زندگی ہے۔خوف و غم سے بالا زندگی کتنی پاکیزہ اور مسرتوں سے بھری زندگی ہے۔یقیناً میں اس کا اہل نہیں ورنہ وہاں کیا کمی ہے۔بس اس کے سہارے پُر امید ہوں کہ وہ بجائے سزا کے خطاپوشی کرتے ہوئے اُلجھنوں سے نجات دیں گے۔یہ ان کا ذاتی دستور ہے۔

حصول جائیداد کے سلسلہ میں صلہ رحمی کی بنا پر جو قدم آپ نے اٹھایا ہے اللہ تعالیٰ آپ کو کامیاب فرمائے۔ان معاملات کو مجھ سے زیادہ سمجھنے اور سوچنے کے اہل ہیں لیکن میرا پچاس سالہ تجربہ (اگرچہ میں کیا اور میرا تجربہ کیا یہ ہے) کہ بعض امور میں صلہ رحمی سے قطع رحمی بہت زیادہ مناسب ہے۔خود غرض لوگ نہ خالق کے دوست ہوتے اور نہ مخلوق کے اسی لیے ان کے تعلقات ناطے رشتے دیرپا نہیں ہوتے۔ایسے لوگوں کو قابل اعتماد سمجھنا اپنے آپ کو دھوکہ دینے کے مترادف ہے۔

عزیز محمد شریف ($) نے کوٹھی تبدیل کر لی ہے۔اس کی کشش میں کوئی کمی

Marfat.com

نہیں اور نہ ہی ہو سکتی ہے۔ بس میں خود ہی اپنی مجبوریوں اور بیزاریوں کی بنا پر نہیں جا سکا۔ ویسے اب تیار بیٹھا ہوں۔ ہفتہ عشرہ تک جا سکوں گا۔ عزیز شریف بیمار رہا ہے ہسپتال میں آپریشن بھی ہوا۔ اب روبصحت ہے اور ہم سب کا منتظر ہے۔ اگر آپ میری رفاقت کرنا چاہتے ہوں تو تشریف لے آئیں۔

ایک کتاب شروع کی ہے۔ جس کا نام رکھا ہے ''یادیں اور تاثرات'' اسے وہاں ہی جاری رکھ سکوں گا۔(!)

باقی ایک بات تو بھول ہی گیا۔ نومولود مسعود کا نام عبدالخالق یا عبدالماجد (^) دونوں میں سے جو پسند خاطر ہو تجویز کریں۔ یا جو آپ مناسب سمجھتے ہو رکھ لیں۔

گھر میں عزیزہ استانی صاحبہ کو السلام علیکم اور تمام بچوں کو پیار اور دعائیں

اپنے ذکر و فکر سے غافل نہ ہوں

آپ کا

صدیق احمد سیدوی

اگر ارادہ بن جائے تو وقت لے کر آئیں۔ ورنہ دعاہائے نیم شبی میں یاد رکھیں۔

کچھ ہاتھ آتا نہیں بے آہِ سحر گاہی

نیز عزیز شبیر احمد (=) آپ کے پاس آ رہا ہے۔ یہ آپ سے اور اپنی پھوپھی سے مل کر گھر پہنچے گا۔ نیز اس کا خیال تھا کہ براہِ راست میر صاحب کو مبارک باد پیش کروں گا یہ یوں آپ کی خوشی میں شریک ہونا چاہتا ہے۔ نیز مبلغ تیس روپیہ اس کی خدمت کر دیں یہ خدمت قابل ثمرات ہو گی۔

فقط والسلام

(*) میر سید شفاعت علی زیدیؒ کے بڑے صاحبزادے سید عبدالمالک جنہیں میر صاحبؒ، مالک کی بجائے ''ملک'' کہہ کر پکارا کرتے تھے۔ وزارتِ خارجہ میں سروس کے دوران وزیرِ خارجہ آغا شاہی

Marfat.com

کے پرسنل سیکرٹری رہے۔آج کل مستقل طور پر نیویارک میں رہائش پذیر ہیں۔

($) مرزا محمد شریفؒ کا تعارف مکتوب نمبر 10 میں گذر چکا ہے۔

(!) بعد میں آپ نے اس کا نام "تلخ یادیں" رکھ دیا تھا۔حضرتؒ کے ہاتھ کا تحریر کردہ "تلخ یادیں" کا قلمی نسخہ اس بندۂ ناچیز کے پاس محفوظ ہے۔

(^) سید عبدالمالک (تعارف مکتوب نمبر 15 میں) نے 16 جون 1971ء کو پیدا ہونے والے اس بیٹے کا نام سید عبدالماجد رکھا جس کی شادی 25 نومبر 1996ء میں امریکہ میں ہوئی۔

(=) راؤ شبیر احمد قصبہ تلمبہ، تحصیل میاں چنوں، ضلع خانیوال کا رہائشی تھا اور ابوالو فاصدیق احمدؒ سے بیعت ہو کر سیدا شریف میں منتقل ہو گیا۔اس تعلق نے اس کا نام صوفی شبیر علی کر دیا۔جب ہم دونوں بھائی تعلیم کے سلسلہ میں 1970ء سے 1972ء تک اسلام آباد میں مقیم ہوئے تو شبیر علی ہمارے ساتھ ہی اسلام آباد آ گیا اور کھانا بنایا کرتا۔ہمارا یہ دو سالہ قیام زندگی کا خوبصورت ترین حصہ ہے۔ہم تینوں افراد نے اچھے دوستوں کی طرح رہنے کی ایک مثال قائم کی۔میرے والد ماجدؒ کی وفات (مئی 1974ء/ربیع الثانی 1394ھ) کے بعد شبیر واپس تلمبہ چلا گیا اور لودھراں کی سروری نامی خاتون سے شادی کی لیکن اولاد نہ ہوئی۔شبیر نے چند دن بیمار رہ کر 5 رمضان المبارک 1423ھ/10 نومبر 2002ء کو وفات پائی۔

❁❁❁❁

مکتوب نمبر 16

بنام میر سید شفاعت علی زیدیؒ؛ ساکن بھگوان پور؛ دیپالپور

مخلصم حفظک اللہ زاد اللہ رُشدہٗ

اسلام علیکم۔مزاج بخیر۔کل سر شام آپ کا مکتوب گرامی موصول ہو کر کاشفِ حال ہوا۔بہت خوشی ہوئی یہ معلوم کر کے کہ صاحب کے معاملہ زوجیت کا صحیح پہلو آپ کے ذہن میں آگیا۔عموماً آج لوگوں کے ذہن یہ دیکھنے میں آرہے ہیں کہ وہ ایک کام اسلامی سمجھ کر کرتے ہیں لیکن حقیقتاً وہ غیر اسلامی ہوتا ہے۔

يَحْسَبُونَ اَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا پوری آیت یوں ہے:

اَلَّذِيْنَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَهُمْ

يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا ﴿۱۰۴﴾ [الکہف :104]

ترجمہ: یہ وہ لوگ ہیں جن کی ساری جدو جہد دنیاوی زندگی کو آراستہ کرنے میں صرف ہوگئی جبکہ وہ یہ سمجھ رہے ہیں کہ وہ کوئی بڑا عمدہ کام کر رہے ہیں۔

آج عوام و خواص کی زندگی کے تقریباً تمام شعبوں خواہ وہ سماجی ہوں یا سیاسی، مذہبی ہوں یا فقر و تصوف کے غور کریں گے تو اسی نتیجہ پر پہنچیں گے کہ کام تو غیر اسلامی لیکن اسے اسلامی سمجھ کر کیا جا رہا ہے۔ ایسی کم نگاہوں کا کیا علاج؟ علاج تو تب کیا جائے جب مرض کا احساس ہو۔ اسی کا نام وسوسہ ہے یعنی غیر اسلامی کام کو اسلامی سمجھ کر بڑے ذوق و شوق سے کیا جاتا ہے۔

یہی دنیاداری اور ہوس پرستی ہے جس پر ایسے لوگ، امر (اور) خوابوں کے سے لیبل لگا کر دنیا کو دھوکہ دیتے ہیں۔ اچھا ہے اگر کوئی اس حقیقت کو سمجھ کر تعاون کرے ورنہ اغراض کے بندے کسی کے دوست نہیں ہوتے۔ ایسے لوگوں کے تعاون دیرپا نہیں ہوتے۔ آپ اپنا معاملہ درست رکھیں اور بس۔

میر صاحب! فقر (#) سراسر اتحاد خیالِ ربی ہے اور بس۔ خدا اور بندہ کے (خیالات کے) اتحاد کا نام فقر اور یہی توحید ہے۔ اگر اتحادِ خیال ہی نہیں تو یہ توحید نہیں۔ توحید کے سمجھنے میں قوم کی قوم ٹھوکر کھا گئی۔ پھر اس لیے فقر سراسر امتحان ہے۔ یاد رکھیے۔ فقر رسوم کا پابند نہیں۔ فقر کی رسم کیا ہے! اندر خلش اور باہر سراسر سکون۔ یہ اپنے لیے نیست ہے دوسروں کے لیے روشنی اور آبِ حیات۔ مگر یہ بات آج کہاں؟ نام نہ ہونے سے حقائق ختم نہیں ہو جایا کرتے۔ تاہم یہ راہ سوجھ بوجھ کی ہے۔

شبیر کے والدین کے مطالبہ پر میں نے شبیر کو کرایہ دے کر ہمیشہ کے لیے رخصت کر دیا ہے کہ تم شادی کرو اور زندگی والدین کی خدمت میں بسر کرو مجھ سے شادی نہیں ہو سکتی۔ لیکن چند دن کے بعد وہ پھر آ گیا۔ میر صاحب! ان کے والدین کو میری

طرف سے یقین دلا دیں کہ میں ان کے معاملہ میں ہرگز مانع نہ ہوں اور نہ ہوں گا۔
میں نے کسی کو دھوکہ نہیں دیا اور نہ دوں گا۔ آپ کو دھوکہ میں رکھا ہے؟ اس کو لے جائیں۔
باقی رہا راجپوتی وغیرہ۔ تو یہ جہالت کے نام ہیں۔ اللہ محفوظ رکھے۔

پاکستان:

کاش کہ ہماری روٹی کا مسئلہ وطن میں ہی حل ہو جاتا ترک وطن کی نوبت نہ آتی لیکن ترکِ وطن سے بھی یہ مسئلہ حل نہ ہوا تو پھر کیا ہوگا۔

میر صاحب! اس دور نے ہم سے سب کچھ چھین کر صرف فکرِ معاش عطا کیا ہے بلکہ فکرِ معاش اس دور کا روحانی ملک الموت (!) ہے۔ اللہ محفوظ رکھے۔ بس دعا کے سوا اور ہو بھی کیا سکتا ہے۔ سب کی طرف سے سب کو سب کچھ۔ افسوس، اسلام کا آسمانی اکسیری نسخہ ردی کی ٹوکری میں ڈال دیا۔ اسی اکسیری نسخہ سے یہ قوم بڑی بنی تھی۔ اللہ رحم کرے۔

آپ کا سیدوی

(#) فقر کے متعلق مکتوب نمبر 1 میں اظہارِ خیال کیا گیا ہے۔

($) علامہ اقبال فرماتے ہیں۔

عصرِ حاضر ملک الموت ہے ترا جس نے
روح قبض کی تری دے کے تجھے فکرِ معاش

❁❁❁❁

مکتوب نمبر 17

بنام میر سید شفاعت علی زیدی بخاریؒ؛ ساکن بھگوان پور؛ دیپالپور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مکرمی و محترمی جناب میر صاحب: اسلام علیکم۔ مزاج گرامی خیریت ہر دو جہاں مطلوب۔ عرصہ دراز کے بعد مکتوب گرامی موصول ہو کر کاشفِ ما فیہا ہوا۔ شکریہ۔

Marfat.com

جَزَاكَ اللهُ فِي الدَّارَيْنِ خَيْرًا

ترجمہ: اللہ تعالیٰ آپ کو دونوں جہانوں میں بہترین جزا عطا فرمائے۔

کتابیں تقسیم کر دی گئیں ہیں ان کی فہرست بنا کر بھیج دیجیے۔ جو رقم بطور قرض آپ سے لی گئی تھی اس سے کتابوں کی رقم وضع کر کے باقی پیش خدمت کر دی جائے گی۔ (محمد یسین خان) وٹو صاحب کو اس سلسلہ میں خط لکھنے کی ہمت نہیں ہوئی صرف اس لیے کہ ایک فقیر بے نوا کی ایک وزیر نامدار کے ہاں کیا قیمت ہوگی۔ بس خاموش ہو رہا۔

عزیزم محمد اسلام (*) کے سلسلے میں جو راہ آپ کے ذہن میں ہے وہ درست معلوم ہوتی ہے۔ باقی اللہ اعلم بالصواب۔

اہل اللہ کی کتابوں کے مطالعہ کا جو شوق پیدا ہوا ہے نیک فال کی علامت ہے۔ دروازہ کھلنے کے لیے دروازے کا کھٹکھٹانا ضروری ہے۔ دروازہ کھٹکھٹاتے ہی رہنا چاہیے، آخر صاحب خانہ کو دروازہ کھولنا پڑ ہی جاتا ہے یا پوچھنا پڑ ہی جاتا ہے کہ کون ہے۔ معرفت کی طرف قدم اٹھانا چاہو تو پہلے نام اور روپ سے ان صفات کی حقیقت سمجھو جن کے لیے کچھ سماء و مصطلحات استعمال کرنے پڑتے ہیں۔ جب اس فن میں یا ذکر میں پختہ ہو جاؤ گے تو یہی اسماء وصفات کا ذکر اور تصور اس ذات کی طرف رہنمائی کریں گے۔ جس سے یہ اسماء وصفات بروز ہوئے ہیں ورنہ تو چھلکوں پر لڑائی کرتے رہو۔ انسان کی صورت ساخت جسمانی ہے لیکن اس کی ماہیت روحانی ہے۔

ایک عرس پر گیا لیکن کوئی لطف نہ آ رہا تھا۔ ذوق پیدا نہ ہو رہا تھا۔ مجلس ختم ہوئی تو باہر ایک درخت کے نیچے ایک ملنگ قسم کا آدمی کنگ کی تار پر پنجابی کا صرف یہ شعر گا رہا تھا۔ کان میں آواز پڑی اور دل و زمین کو گرفت ہوگئی ذوق کی گھٹا اُمڈ آئی۔ قلب کی گہرائیوں سے سرور و کیف کے چشمے ابل پڑے۔ وہ گا رہا تھا

ایہہ گل ہے گول مگول. من بھاویں ناں من
رب و سدا ہے تیرے کول، من بھاویں ناں من

ترجمہ: یہ بات نہایت پختہ ہے تو مان یا نہ مان۔ تو تسلیم کر یا نہ کر، رب تیرے پاس ہی بستا ہے۔

آخری بات۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کا خود کفیل ہے لیکن عقلِ نارسا ان کی حکمتوں کی تہہ تک پہنچنے سے قاصر و عاجز ہے۔ بہر صورت رجوع الی اللہ ضروری ہے۔

دنیا یومِ چند ہے آخر کار با خداوند جلشانہ

میری طرف سے سب کو سب کچھ

بیا جاناں تماشا کن کہ دَر انبوہ جانبازاں
بصد سامانِ رسوائی سربازار می رقصم

ترجمہ: اے محبوب! تو جان نثاروں کے ہجوم میں تماشا کر۔ بے شمار رسوائی کے باوجود میں سرِ بازار رقص کر گزروں گا۔

اللہ اللہ اللہ
حق حق حق

کوئی پردہ کو یوں سرکا گیا ہے کہ خود کو دیکھنے کوئی خود آگیا ہے
تصور میں کسی کے کھویا گیا ہوں کوئی قلب و نظر پر چھا گیا ہے
نگاہوں سے کوئی اترا ہے دل میں تڑپ کے خود مجھے تڑپا گیا ہے

خوشگوار حالات سے خوشی ہوتی ہے اور ناہنجار حالات سے پریشانی لیکن درحقیقت ناہنجار حالات فطرتِ انسانی کی مرض کا علاج ہوتے ہیں۔ جبکہ کوئی اندرونی رخنہ پیدا ہو جائے حقیقتاً یہ خوشی کا مقام ہے نہ پریشانی کا۔ اللہ تعالیٰ سراسر مستغرق راحت فرمائے۔

(*) میر سید شفاعت علیؒ کے بڑے سے چھوٹے صاحبزادے محمد اسلام بخاری زیدی جو مستقلاً کینیڈا میں مقیم ہو گئے ہیں۔

Marfat.com

مکتوب نمبر 18

بنام میر سید شفاعت علی زیدیؒ ؛ ساکن بھگوان پور؛ دیپالپور

786

کرم فرماءِ من جناب میر شفاعت علی صاحب زاد اللہ رشدہ

اسلام علیکم ۔ مزاج وہاج مستدعی صحبت و عاضیت بحسن الاوقات ۔ کل آپ کا لفافہ موصول ہو کر کاشفِ حال ہوا ۔

1۔ بخار کا زور تو ٹوٹ چکا ہے لیکن استیصالِ بخار نہیں ۔ منہ کا ذائقہ بھی ٹھیک نہیں ۔ بھوک بھی نہیں لگتی ۔ کھانسی کی اچھی خاصی دَھسک (خفیف کھانسی) ہے ۔ الطاف کی طبیعت ابھی بحال نہیں ہوئی آج تیسرا ٹیکہ لگوایا ہے ۔ الطاف بھی زیرِ علاج ۔ شبیر کی طبیعت قدرے درست ہوئی ۔ لیلۃ القدر کی اہم رات تھی مگر بے نصیبی کی مرض ہر مقام پر دامنگیر ہے ۔ کچھ نہ ہو سکا ۔ جو کچھ ہوا وہ بھی نہ ہو سکنے کے برابر ہے ۔ ندامت غالب ہے ۔ یہی غنیمت ہے کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ اسلام کے بنیادی عقائد پر پختہ یقین ہے ، جس میں شک و شبہ نہیں ۔ (*) اسلام کے ٹوٹے ہوئے اعمال بھی حاصل ہیں ۔ وہی ایمان کی وہ حقیقت جس کا ذکر اسی مجلس میں ہوا ۔ بس اب شیخ عطارؒ کا وہ شعر ہی اپنا سہارا ہے کہ ۔

حُب درویشاں کلیدِ جنت است

ترجمہ: درویشوں کی محبت جنت کی کنجی ہے ۔

اصحابِ ایمان کی محبت ہی سہی

2۔ عزیزہ کے رشتہ کے متعلق استانی صاحبہ کے خیالات اور بچوں کے خیالات

Marfat.com

یں جوفرق ہے وہ فطری فرق ہے۔بچوں کے خیالات محض جذباتی خیالات ہیں۔استانی صاحبہ کے خیالات ان کی زندگی کے تجربات ماضی و حال کے گہرے تدبر وتفکر کا نچوڑ ہیں۔بچوں کی نظر صرف بابو پن تک ہے اور استانی صاحبہ کے خیالات صرف اس بابو پن کے نہیں بلکہ بچی کے مستقبل کے تمام پہلوؤں پر نظر رکھ کر رائے کا اظہار ہے۔ان کی نظر صرف اس عزیز کی شخصیت پر ہے۔انہیں اس عزیز کی شخصیت جیسی نظر آ رہی ہے اصل رائے اسے ہی کہا جاسکتا ہے۔بہرحال اس معاملہ میں استانی صاحبہ کی رائے قابل ترجیح ہے۔ آپ بھی اسی نہج پر سوچیں جن قدروں پر استانی صاحبہ سوچ رہی ہیں۔ان کی نظر اس عزیز کی صلاحیتوں پر ہے۔اس میں انہیں صلاحیتیں نظر آ رہی ہیں اور یہ صلاحیتیں ہی ہوتی ہیں جو کسی کی کامیابی کی ضمانت ہوا کرتی ہیں۔آپ بھی سوچیں اور خوب سوچیں۔جہاں تک تدبیر اور سوچ کا تعلق ہے اس میں کسر نہ اٹھا رکھیں۔باقی نتائج وہ اپنے دائرہ اختیار سے باہر ہیں۔بہرحال میں دعا گو ہوں اللہ تعالیٰ اس معاملہ کو بہتر طریق سے سرانجام پہنچائے۔

3۔ رہا کسی کی خواہش جنسی پورا کرنے کا سوال، یہ کہاں کی اخلاقی شریعت ہے کہ ایک کا گھر برباد کر کے اس کی اولاد کو تباہ حال کر کے اپنی خواہش کی تکمیل کی جائے۔جنسی خواہش کو پورا کرنے کے لیے شریعت، طریقت، کشف و الہام، ارواحِ بزرگان کے نام لیے جائیں اور اپنی گندی ذہنیت پر یہ خوبصورت غلاف ڈالے جائیں اور یوں مطمئن ہو جائیں کہ ہم جو کر رہے ہیں بہت اچھا کر رہے ہیں

يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا ﴿۱۰۴﴾ [الکھف:104]

ترجمہ: (وہ یہ سمجھ رہے ہیں کہ) جو وہ کر رہے ہیں درست کر رہے ہیں۔

Marfat.com

اور پھر اس چکر میں تمام جائداد اس جوئے پر لگا دی جائے۔ ارے خدا کے بندو! ہوش سے کام لو۔ اس شخص کو ایسے گڑھے میں پھینک رہے ہو جس سے نکلنا اور نکالنا آپ کے بس میں نہ رہے گا۔ اگر اسے شہوت مجبور کر رہی ہے تو کوئی ایسی صورت نکالو جس سے تم بآسانی عہدہ برآ ہو سکو اور اس کا بھی کام چل جائے۔ کسی کا گھر برباد کر کے اپنا گھر آباد کرنا طریقت کا کون سا مقام ہے؟ آپ خود سمجھدار ہیں سمجھ سے کام لو۔ اس مدعیٔ فقر کو کسی اور خوبصورت عورت سے باندھ دو تاکہ جھک مار کر اس کی یہ آتش سرد ہو جائے۔ باقی آپ عقلمند ہیں مجھ سے بہتر سمجھتے ہیں۔ جو مناسب ہو کر گذریں۔

4۔ رشید ($) کے حالات قابل اطمینان ہیں۔ شیطان کا سب سے بڑا حربہ عورت ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے محفوظ رکھے۔

5۔ اگر عزیز کے لیے بیرونِ ملک کا سفر بہتر ہے تو دعا ہے اللہ تعالیٰ ان کے لیے بہتر سامان پیدا فرماوے۔

سب کی طرف سے سب کو درجہ بدرجہ دعائیں۔

فقط والسلام

آپ کا سیدوی

(*) یہ بہت بڑی نعمت ہے اور بہت کم لوگوں کو نصیب ہے، خاص طور پر عین الیقین اور حق الیقین تو بہت ہی کم افراد کو حاصل ہے۔

($) سید ہدایت علی زیدیؒ کے پانچ بیٹوں میں سے ایک میر سید شفاعت علی زیدیؒ اور دوسرے سید ارشاد علی زیدی (متوفی 11 رمضان المبارک 1411ھ / 28 مارچ 1991ء / جمعرات) تھے۔ سید ارشاد علی (تعارف مکتوب نمبر 29) کے صاحبزادے کا نام سید رشید احمدؒ تھا۔ میرے والد ماجد ابولو فا صدیق احمدؒ سے بیعت ہوئے اور اسی نسبت سے اپنے نام کے ساتھ "صدیقی" کے سابقہ کا اضافہ کر لیا جو ان کے نام کا حصہ بن گیا۔ یہی سید رشید احمد صدیقیؒ حضور جی عین الدینؒ (تعارف مکتوب نمبر 23 پر) کے سجادہ نشین مقرر ہوئے۔ سید رشید احمدؒ زیدی صدیقی کی شادی میر سید شفاعت علیؒ زیدی بخاری کی

Marfat.com

صاحبزادی سیدہ عابدہ بخاری سے ہوئی جن کے صاحبزادے سید محمد طارق زیدی اس وقت درگاہ کے سجادہ نشین ہیں۔ سید رشید احمد زیدی صدیقی نہایت مہمان نواز اور یاروں کے یار تھے۔ وہ 18 محرم الحرام 1413ھ /19 جولائی 1992ء بروز اتوار کو 46 برس کی عمر میں وفات پا کر بھگوانپور میں اپنے والد ماجد کے ساتھ حضور جی عین الدینؒ کے روضہ مبارک میں مدفون ہیں۔

❁❁❁❁

مکتوب نمبر 19

بنام میر سید شفاعت علی زیدیؒ؛ ساکن بھگوان پور؛ دیپالپور

عزیز گرامی حفظك الله تعالیٰ مع المتعلقین

اسلام علیکم

1۔ خیریت ہر دو جہاں نیک مطلوب۔ عرس شریف پر آپ کی کرم فرمائی کی نہایت خوشی ہوئی کیونکہ آنا جانا ربط اور تعلق کی دلیل ہے۔ کسی ذات کے متعلق یہ معلوم کرنا کوئی مشکل نہیں ہوتا کہ میرے اس سے کیسے تعلقات ہیں۔ دل میں اگر اس کی یاد ہو اور زبان پر اس کا ذکر ہو تو یہ تعلق کی استواری کی دلیل ہوتی ہے۔ کسی کو بھول کر بھی یاد نہ کیا جائے، نہ کوئی نامہ و پیام بھیجا جائے اور نہ ادھر ہی سے کوئی پیام آئے تو یہ تعلق کی نہیں عدم تعلق کی علامت ہوتی ہے۔ جہاں تعلق ہو وہاں یاد کیا جاتا ہے اور پیام بھی آتے ہیں۔ جب محبت والوں کو مل بیٹھنے کا اتفاق ہو جاتا ہے تو احساسات کے سمندر میں تلاطم برپا ہو جاتا ہے۔ کسی کا ذکر اور کسی کا نام اگر جذبات میں ہلکا سا تموج بھی پیدا نہیں کر سکتا تو یہ محبت نہیں ہوتی۔ محبت کی آگ تو رگ و پے میں سرائیت کر جاتی ہے اور نئی نئی کیفیتوں اور لذتوں سے شناسا کرتی رہتی ہے۔ بہر حال آپ کی آمد کسی درجہ میں سہی تعلق کی ضرور دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے قائم رکھے!

Marfat.com

2۔ بوقتِ ملاقات بھی عرض کیا تھا کہ میں کامل تو درکنار ناقص بھی نہیں ہوں۔میں تو خود راہنمائی کا طالب ہوں چہ جائیکہ میں کسی کی راہنمائی کروں۔ بہتر تو یہی ہے کہ آپ اس الجھن میں نہ پڑیں۔ ہر تعلق کسی فائدہ کی بناء پر قائم کیا جاتا ہے۔آخر میری شخصیت سے کسی کو کیا فائدہ پہنچ سکتا ہے؟ اگر آپ باز نہ آئے تو کہیں آپ ہی کو افسوس نہ کرنا پڑے۔میں کسی کو دھوکہ نہیں دینا چاہتا اور نہ ہی کسی کے مفادات میں حائل ہونا چاہتا ہوں اگر مجھ پر آپ رحم نہیں کرتے تو اپنے آپ پر ہی رحم کریں ع

میرا نہیں بنتا نہ بن اپنا تو بن

3۔ صاحبزاگان قبلہ حضرت رحمت علی شاہ صاحب (*) قدس سرہ کی آمد غالباً اسی احساس کے ماتحت تھی کہ مجھے عرصہ ہو چکا تھا وہاں (یعنی تلمبہ) گئے ہوئے۔(#) غالباً یہ اس کا ردِ عمل تھا کہ وہ تشریف لے آئے۔ بہت خوشی ہوئی۔لیکن تلمبہ نہ جانا اس کی وجہ تو یہی تھی کہ جس کو سیدا شریف سے محبت نہیں میری محبت یا تعلق کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔لیکن اکثر ایسے حالات و واقعات کے پیش آنے سے یہ تبادلہ اور برادری کی طرح آنے جانے کے تعلقات سے اوپر چلا گیا ہوں۔ مجھے اب کسی کے آنے جانے سے یہ تحریک پیدا ہونی مشکل ہے اور کسی کے نہ آنے سے وہ پہلے کا سا تاثر نہیں ہوتا۔اہلِ محبت اپنے مقام اور مرتبہ کا اندازہ دنیا والوں کے میل جول سے نہیں لگاتے۔اہلِ دنیا کا کیا ہے وہ تو منافقت سے ملتے ہیں،غرض ہو تو سراپا خلوص بن جاتے ہیں،کام نکل جاتا ہے تو آنکھیں پھیر لیتے ہیں۔ان کی مدح و ذم بے معنی ہوتی ہے۔

عزیز مکرم! ہر شخص کے خیالات کی آخری منزل اطمینان ہوتی ہے جب میں کسی

Marfat.com

کو یہ منزل نہ دے سکوں تو پھر یہ کیا ہوا ۔ میرے پاس ایسا کوئی کرشمہ یا کرامت یا معجزہ نہیں کہ فوراً حسبِ منشاء کام ہو جائے ۔ بندہ اپنے اندر ہرگز ہرگز ایسی کوئی اہلیت نہیں پاتا جس کی بنا پر لوگوں کو پھانستا پھروں اور قیامت کے روز داورِ حشر کے سامنے جواب دہ بنوں ۔ میں آپ کو واشگاف الفاظ میں واضح کر رہا ہوں کہ خوب سوچ سمجھ کر قدم اٹھائیں جس پر آپ کو پشیمانی نہ اٹھانی پڑے ۔ آپ ایک سمجھدار انسان ہیں خوب سوچ سمجھ کر جواب دیں تاکہ پھر کوئی پروگرام بنایا جائے ۔ میں کسی دنیاوی منافع کے لیے آپ کے پاس آنے کو حرام سمجھتا ہوں ۔ اس سے زیادہ کیا کہوں ۔ میرا کردار انشاء اللہ یہ ثابت کر دے گا ۔ صاحبزادگان گرامی قدر سے میرا کیا تعلق ہے؟ مجھے ان کے پاس جا کر خوشی نہیں ہوئی ۔ افسوس کہ اکثر مجالس سے مکدر ہو کر اٹھنا پڑا ہے ۔ میں ایک کمزور اور مسکین درویش ہوں بہت اچھا ہو گا کہ مجھے میرے حال پر چھوڑ دیں ۔ مجھے کچھ نہ کہیں ۔ میں آپ کے لیے دعا گو ہوں، دعا گو رہوں گا، جب بھی ملیں گے ۔ انشاء اللہ آپ کوئی تکدر محسوس نہ فرمائیں گے ۔ آپ آئیں گے تو خوش ہوں گا، نہ آئیں گے تو دعا گو رہوں گا ۔ ہر مرید کو میری طرف سے آج بھی اجازت ہے اور کل بھی اجازت ہے کہ اگر انھیں کوئی کامل درویش مل جائے تو اس سے تعلق پیدا کر کے اپنی دینی و دنیاوی اصلاح فرمائیں ۔ میں کل خدا کے سامنے جواب دِہ نہ بنوں گا ۔ میرا اپنا یہ حال ہے ۔

بے کیف دل ہے جیسے جا رہا ہوں میں
خالی ہے جام اور پیے جا رہا ہوں میں
یوں زندگی گذار رہا ہوں تیرے بغیر
گویا کوئی گناہ کیے جا رہا ہوں میں

(*) پیر سید رحمت علی شاہؒ ہندوستان کے ضلع رہتک کی تحصیل گوہانہ کے قصبہ مہم سے تعلق رکھتے تھے اور بعد از تقسیم ہند قصبہ تلمبہ، تحصیل میاں چنوں، ضلع خانیوال میں آباد ہو گئے اور وہیں آپؒ کا مزار مرجع خلائق

Marfat.com

ہے۔آپؒ خواجہ محبوب عالمؒ کے بڑے خلفا میں سے ہیں۔آپ کے تین صاحبزادگان سید رفیق الاسلام (سجادہ نشین)،سید محمد اسلام اور سید احمد اسلام تھے۔تفصیل میری تصنیف ''چراغ محبوب'' میں ملاحظہ فرمائیں۔

(#) **تلمبہ نہ جانے کی وجہ:** پیر سید رحمت علی شاہؒ (متوفی 21 شعبان المعظم 1377ھ / 2 مارچ 1959ء، بروز پیر) کے چہلم کی تقریب میں ابوالوفا حضرت صدیق احمدؒ کھڑے ہو کر تقریر کر رہے تھے کہ پیر صاحب کے ایک مرید جمال الدین کرسی لے آئے جس پر آپ بیٹھ کر تقریر کرنے لگے۔ سید محمود شاہ گیلانیؒ (متوفی 29 شوال المکرم 1389ھ /8 جنوری 1970ء بروز جمعرات) مدفون کہروڑ پکا ضلع لودھراں نے جذباتی ہو کر اپنے مریدوں سمیت احتجاج کیا۔ابوالوفا صدیق احمدؒ نے اس موقعہ پر فرمایا''اگر آپ کہیں تو ابھی پیر رحمت علی شاہؒ سے کہلوا دوں کہ کرسی قبر پر رکھ کر تقریر کرو۔'' اس پر محمود شاہ گیلانیؒ خاموش ہوئے۔اس واقعہ کے بعد آپؒ تلمبہ نہیں گئے۔(سند، روایت اور اس کی دلچسپ اور سبق آموز تفصیل'' پروازِ محبوب'' میں ملاحظہ فرمائیں۔)

❀❀❀❀

مکتوب نمبر 20

بنام میر سید شفاعت علی زیدی بخاریؒ؛ ساکن بھگوان پور؛ دیپالپور

بسم اللہ ربی اللہ حسبی اللہ

نمی دانم چہ منزل بود شب جائے کہ من بودم
بہر سو رقص بسمل بود شب جائے کہ من بودم
خدا خود میر مجلس بود، اندر لامکاں خسروؔ
محمد ﷺ شمع محفل بود شب جائے کہ من بودم

ترجمہ: (1) جہاں میں نے رات بسر کی، میں نہیں جانتا کہ وہ کیا جگہ تھی۔البتہ جہاں میں نے رات بسر کی وہاں ہر کوئی بسمل (زخمی، عاشق) تھا۔(2) خسروؔ! جہاں میں نے رات بسر کی وہاں لامکان میں خدا خود صدرِ محفل تھا اور محمد ﷺ محفل کی روشنی تھے۔

قبلہ میر صاحب زاد اللہ رُشدہٗ

اسلام علیکم۔خیریت ہر دو جہاں مطلوب۔مکتوب موصول ہو کر کاشف حال ہوا۔

1۔ فقر (*) اتحاد خیال ربی ہے اور بس۔آپ نے کیا سمجھا یا تحریر فرمایا اسے مختصر اور سادہ الفاظ میں یوں بھی سمجھا اور سمجھایا جا سکتا ہے کہ دل اغیار سے ہٹ کر صرف ذاتِ ربی پر مرکوز ہو جائے اور نقطۂ توحید پر نظر جا ٹھہرے۔ مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی (#) کا مصداق ہو جائے۔دل اغیار سے کیسے ہٹے۔ یاد رکھیے انوار و اسرار ہی فقر کی جان اور زندگی ہے۔انوار و اسرار کے بغیر فقر، فقر نہیں رہتا۔محض عبادت سے مقبولیت فقر نہیں۔بس ورودِ انوار سے اغیار ہٹنے یا مٹنے لگتے ہیں۔جوں جوں انوار کی بارش برسنے لگتی ہے غیریت ختم ہوتی جاتی ہے۔اسے شہودی انوار سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے پھر اس منزل پر آجاتا ہے۔

اندر بھی ہُو تے باہر بھی ہُو ہُن باہوَ کتھے لبھیندا ہُو

ترجمہ: اندر بھی وہی ہے اور باہر بھی وہی، اب باہوؔ اسے کہاں ڈھونڈ رہا ہے؟

2۔ امید ہے کہ عزیز اس صورت کے خدوخال کو پورے غور و فکر سے دیکھیں گے اور اسے پہچان کر لطف آشنا بھی ہوں گے۔جو اس پاکیزہ صورت کے حصے میں آیا ہے

خاکی نوری نہاد بندہ مولیٰ صفات
ہر دو جہاں سے غنی اس کا دل بے نیاز
اس کی امیدیں قلیل اس کے مقاصد جلیل
اس کی ادا دلفریب اس کی نگاہ دلنواز

Marfat.com

تشریح

1۔ انسان خاک کا پتلا ضرور ہے لیکن فطرتاً نوری ہے۔ ہے تو انسان لیکن صفاتِ الٰہی سے ممتاز ہے۔ دل اتنا بے نیاز عطا ہوا ہے کہ اسے دونوں جہاں کی پرواہ نہیں۔

2۔ امیدیں اور خواہشیں اتنی کم کہ نہ ہونے کے برابر لیکن مقاصد بہت بلند یعنی توحیدی تعلق اور انعکاسِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ دل پر اس کی ہر ادا دلفریب اور نگاہ دلنواز۔

نتیجہ

دنیا کی زینت کا باعث (اور) قابل قدر و تقلید۔ صاحب احترام و عزت ایسا ہی انسان ہوتا ہے۔ ان خدوخال سے پہچاننا آپ کا اور عزیز کا کام ہے۔ یہی انسان کامل ہے جو غیر یقینی خواہش نفس کو زیر کر لیتا ہے۔ بلند مقاصد کی طرف یقین کامل کے ساتھ خون صرف کر دیتا ہے۔ یہاں تک کہ جمال و جلالِ الٰہی کے پردے اٹھتے ہیں۔ آفتابِ ہدایت بے حجاب باہر نکل آتا ہے۔

اس وقت تکلف اٹھ جاتے ہیں اور محبوب و محب کا تعلق ہو جاتا ہے اور

صِبْغَةَ اللهِ ۚ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللهِ صِبْغَةً ۚ [البقرة:138]

ترجمہ: اللہ کا رنگ اختیار کرو۔ اس کے رنگ سے اچھا اور کس کا رنگ ہوگا؟

کے انوار، چمکنے لگتے ہیں اور نگاہ میں دلفریبی اور دلنوازی من اللہ آجاتی ہے۔ یہی لوگ ولی اللہ کہلاتے ہیں کہ دنیا کا ہر ذرہ اپنی قوت کے ساتھ اور مطابق قوت ان کی طرف کھنچنا شروع ہو جاتا ہے۔ سمجھانے میں کہاں تک کامیاب ہوا ہوں اس کا فیصلہ آپ ہی کر سکتے ہیں۔ اصل میں اس مسئلہ کا تعلق الفاظ سے کم اور درد سے زیادہ ہے۔

Marfat.com

گذرن حال زبانی سوکھا پر جے وارد ہو وے
پھر دیکھاں کس مائی جایا جو سرے جھل کھلو وے

ترجمہ: حال کا زبانی بیان آسان ہے۔لیکن اگر یہ وارد ہو جائے تو دیکھوں کہ کون ہے جو اسے برداشت کر سکے۔

ایسا انسان خود مشیت ایزدی ہوتا ہے۔افسوس ہے کہ عوام وخواص کے مورد کو آپ نہ سمجھ سکے۔اصل میں یہ مسئلہ تھا۔فقر اور اس عورت کے معاملہ کی بابت جسے آپ اسلامی سمجھ کر خوب شوق اور اہتمام سے کرنا چاہتے تھے،اس میں خواص وعوام سے آپ ہی کے کنبہ یا حلقہ کے لوگ مراد تھے۔میں نے عرض کیا تھا کہ اصل میں یہ فقر اور اُس عورت کے معاملہ کو اسلامی سمجھ کر کرنا چاہتے ہیں حالانکہ یہ اسلامی نہیں۔اور جو کام اسلامی نہ ہو اور اسے اسلامی سمجھ کر کیا جائے اسی کا نام وسوسہ ہے۔وسوسہ کی کوئی راہ معین نہیں جسے مسدود رکھا جا سکے۔یہ وسوسہ غیر متعین چور دروازوں سے آتا ہے۔یہ وسوسہ اتنا عظیم گناہ ہے جس کے لیے قرآن پاک کی آخری سورۃ نازل فرمائی۔

اسے ذرا غور سے پڑھیں۔خناس کے وسوسہ سے بچنے کے لیے پناہ گاہیں تیار کی گئی ہیں اور اگر اس کے علاوہ بھی خواص وعوام ایسا کرتے ہیں تو وہ بھی اس میں شامل ہیں۔جو حضرات وسوسہ کے پیچھے پڑے ہوں وہ،فقر جو سراسر اتحاد خیالِ ربی ہے،اس کے کیسے حامل ہو سکتے ہیں؟ آج کے دور میں اسلامی اور غیر اسلامی کی تمیز بہت مشکل ہوگئی۔ہمارے آج کے معاشرہ میں جس فقر کی عزت وعظمت ہے وہ سراسر غیر اسلامی ہے امید ہے پچھلے خط کے مضمون کو کسی قدر سمجھا سکا ہوں گا۔

(*) فقر کے متعلق مکتوب نمبر 1 میں اظہارِ خیال کر دیا گیا ہے

(#) ترجمہ: (چشمِ مصطفٰے ﷺ) نہ تو جھجکی ہوئی اور نہ ہی (حدِ ادب سے) آگے بڑھی۔النجم؛17

❁❁❁❁

Marfat.com

مکتوب نمبر 21

بنام میر سید شفاعت علی زیدی بخاریؒ ؛ ساکن جگوان پور؛ دیپالپور

کرم فرماءِ من جناب میر صاحب زاد اللہ رشدہٗ

اسلام علیکم۔خیریت ہر دو جہاں مطلوب۔دو دن کے سفر سے کل جمعہ شریف کو علی الصبح گھر پہنچا۔جمعہ شریف کے بعد حافظ منظور (*) سے ڈاک میرے سپرد ہوئی اس میں آپ کا یہ لفافہ بھی تھا جو پڑھا۔اس سے پہلے ایک لفافہ جو میرے خط کے جواب میں تھا موصول ہو چکا تھا مگر ذہنی الجھنوں کی وجہ سے چونکہ ذہن یکسو نہ تھا تادمِ تحریر جواب نہ دے سکا۔اب جو لفافہ موصول ہوا تو جیسے کیسے جواب لکھنے بیٹھ گیا ورنہ ابھی ذہن آپ کو جواب لکھنے کے لیے مستعد نہ تھا۔خط میں عزیز ظاہر (#) کے نکاح کے بارہ میں آپ کی ایک تجویز تھی۔میرا خیال ہے اگر ہو جائے تو بہت مناسب ہے۔ان معاملات میں آپ مجھ سے زیادہ ادراک و فہم رکھتے ہیں۔مناسب حالات کے تحت مناسب اقدام کریں۔

2۔ طریقت ہمیشہ خلوت میں ہی پرورش پاتی ہے۔اکثر اس راہ کے طالب تو تکلف سے خلوت اختیار کرتے ہیں۔آپ کو اگر یہ بے تکلف نصیب ہو رہی ہے تو زہے نصیب۔

3۔ الحمدللہ کہ اس راہ سے مزید ''ذکر خیر'' کی عظمت پیدا ہوئی۔مقابلہ سے ہی کسی چیز کی اہمیت پیدا ہوتی ہے۔

4۔ خیالی حکام اور وہمی صاحبان کی خدمت کے لیے بھی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے وہم کو فہم میں تبدیل کرے اور بس۔

5۔ دنیا پرستوں کے دھڑے دائمی اور مستقل نہیں ہوا کرتے، یہ حالات کے بدلنے سے بدل جایا کرتے ہیں۔ان سے گھبرانے کی قطعاً ضرورت نہیں۔

Marfat.com

دوسرے لفافے کے مختصر جوابات

2۔ عزیز رشید احمد کا رقعہ موصول ہوا اور پڑھا۔ اللہ تعالیٰ اسے سمجھ اور ہدایت عطا فرمائے۔

3۔ جہاں تک آپ نے اس سے جو برتاؤ کیا ہے جو آپ کی تحریر سے ظاہر ہوا مناسب اور عمدہ ہے۔ صدیقی ($) نہ بھی ہو تب بھی دلاسہ، اخلاق و مروت کا تقاضا ہے۔

4۔ استخارہ کسی ملاقات پر۔

5۔ نماز باجماعت کی پابندی اور جتنا کچھ ذکر و فکر ہے اس پر بہت خوشی ہوئی اور سب سے بڑھ کر مجھے خوشی اس بات کی ہے کہ آپ کو امام ربانیؒ (مجدد الف ثانی) کے مکاتیب شریف پڑھنے کی توفیق ہوئی ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ثُمَّ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ یہ سب کچھ حضرتؒ کی عنایات کا صدقہ ہے۔

ذکر و فکر کے بارہ میں کسی وقت تلقین کروں گا انشاء اللہ تا کہ مزید تقویت ملے۔ مخصوص کیفیت یا خاص کیفیت جس کا آپ کو احساس ہے یہی حال ہے، جب پختہ ہو جائے تو اس سے پھر کئی توحیدی راہیں پھوٹتی چلی جاتی ہیں۔ آپ کی طبیعت اس راہ پر گامزن ہو رہی ہے اور قدرت کی طرف سے خود بخود ایسے اسباب بنتے جا رہے ہیں جن کے بنانے کے لیے ہمیں تکلف کی ضرورت پڑتی۔

میری طرف سے عزیزہ استانی صاحبہ کو بھی تسلی دیں۔ فریق مقابل کی دھڑے بندیوں سے پریشان نہ ہوں وہ ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ حالات کبھی بھی یکساں نہیں رہے۔ یہ آنی جانی باتیں ہوتی ہیں۔ آخری بات صرف یہ ہے کہ دُھن پختہ ہونی چاہیے پھر فضل ہی فضل ہے۔

بروز بدھ (!) میرے حضرت قبلہ عالمؒ (خواجہ محبوب عالمؒ) کی خاص نشانی

Marfat.com

(ابوالوفا صدیق احمدؒ کے) قبلہ ماموں سید محمود اختر صاحبؒ چالیس سال بیماری کی کٹھن منزل (^) پوری کرنے کے بعد واصل بحق ہوئے۔

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ﴿۱۵۶﴾ [البقرۃ:156]

ترجمہ: ہم اللہ کے ہی ہیں اور ہمیں پلٹ کر اللہ ہی کی طرف جانا ہے۔

19 مارچ (1970ء/10 محرم الحرام 1390ھ) بروز جمعرات ان کا چہلم ہے۔ اگر حالات اجازت دیں تو آنے کی کوشش کریں ورنہ وہیں سے ان کے لیے دعائے مغفرت فرمادیں۔ میں کل اتوار کو لائلپور (موجودہ فیصل آباد) ایک عزیز کے چہلم میں جارہا ہوں، جمعہ شریف تک واپس ہوں گا۔

عزیزان محمد حامد اور عابدہ (=) کو دعائیں۔

میرے لیے بھی دعا کریں۔ اپنی غلطی سے ایک الجھن میں پھنسا ہوا ہوں، اس سے بطریق احسن الگ ہو جاؤں۔

آبادیٔ چمن سے کیا کام تھا ہمیں
اے الفتِ چمن ترا خانہ خراب ہو

مکتوبات شریف کا مطالعہ اس طرح کیا کریں۔ پہلے وضو کریں پھر امامِ ربانیؒ (مجدد الف ثانی) کو ایصالِ ثواب کریں، استمداد حاصل کریں پھر مکتوبات شریف کا مطالعہ کریں۔

(*) یہ سیداشریف کے سہگل شیخ گھرانے کا یتیم بچہ تھا جسے ہماری والدہ ماجدہ محترمہ زبیدہ خانمؒ (متوفیہ 3 صفر المظفر 1416ھ/1 جولائی 1995ء) نے قرآنِ پاک خود حفظ کروایا۔ بعد ازاں تو کلیہ مسجد سیدا شریف میں ہی امامت کے فرائض سرانجام دیتا رہا۔

(#) میر سید شفاعت علی زیدیؒ کے بھائی سید عبدالظاہر زیدی۔

($) سید رشید احمد زیدی صدیقی کا تعارف مکتوب نمبر 18 میں گذر چکا ہے۔

(!) سید محمود اخترؒ کے چھوٹے صاحبزادے سید ظہور حسین زیدی (متوفی 7 محرم الحرام 1432ء/13 دسمبر

Marfat.com

2010ء/ منگل) کے مطابق تاریخ وصال 7 فروری 1970ء بروز ہفتہ ہے اور یہی تاریخ درست معلوم ہوتی ہے۔

(^) سید محمود اختر کو غالباً 1930ء کے لگ بھگ فالج کا حملہ ہوا جس کے نتیجہ میں ان کا تمام جسم بے حرکت ہو گیا اور سوائے آنکھوں اور زبان کے جسم کے کسی حصہ کو حرکت نہ دے سکتے تھے۔ اس حالت میں انہوں نے کم و بیش چالیس برس گذارے۔

(=) میر سید شفاعت علی زیدیؒ کے صاحبزادے ڈاکٹر محمد حامد زیدی (MBBS) جو دیپالپور میں سکونت پذیر ہیں اور وہیں کلینک کرتے ہیں۔ سیدہ عابدہ، ڈاکٹر صاحب کی بڑی بہن ہیں۔

❀❀❀❀

مکتوب نمبر 22

بنام میر سید شفاعت علی زیدی بخاریؒ؛ ساکن بھگوان پور؛ دیپالپور

رفیق مکرم زاد اللہ رشدہٗ

اسلام علیکم۔ مزاج گرامی۔ مکتوب گرامی موصول ہو کر کاشف مافیہا ہوا۔

ہر سہ عزیزان کا یوں سفر کی تکلیف اٹھا کر دوست کی ملاقات کے لیے جانا بڑی خوشی اور مسرت کی بات ہے۔ ملنا ملانا نامہ و پیام اور ملاقات کے لیے اضطراب و بیقراری دوستی کی علامات ہیں۔ علامات و نشانات سے کسی حقیقت کا پتہ چلتا ہے اور پھر اس دور میں جبکہ آج کا انسان تمام حقائق سے دور ہوتا جا رہا ہے اور بُعد و دوری سے انکار پر اتر آیا ہے۔ یہی وجہ ہے آج خانقاہیں اجڑ کر رہ گئی ہیں۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

نصیبہ جاگ اٹھا پھر میکدوں کا
اُجڑ کر رہ گئیں پھر خانقاہیں

لیکن ملاقات خواہ نبی سے ہو، جب تک ملاقات کا رخ صحیح نہ ہو مفید نہیں، جیسے قبلہ کا رخ سیدھا کرنا ضروری ہے۔ خدا کرے ایسا ہو۔ بہر حال خوشی ہے۔

2۔ اصل بات جس کے لیے خط لکھ رہا ہوں یہ ہے کہ آپ یہ خط دیکھتے ہی یہاں

Marfat.com

تشریف لے آئیں تا کہ کراچی کے سفر کے لیے قدم اٹھا دیا جائے۔ بندہ بالکل تیار ہے صرف اب آپ کا انتظار ہے اس لیے آپ آہی جائیں۔صوفی کالے خاں صاحب نے نگھی کے لیے لکھ بھیجا ہے کہ ایک ٹین ہمراہ لیتے آئیں سوایک ٹین صوفی یار محمد صاحب (*) کے ہاتھ لاہور روانہ کر دیا ہے۔ یہ فیصلہ لاہور (پہنچ کر) کیا جائے گا کہ کس ٹرین سے اور کس طریق سے سفر کیا جائے۔ بہرحال آپ آجائیں۔

الباقی عند التلاقی

جملہ احباب جو وہاں موجود ہیں ان کو اسلام علیکم ۔استانی صاحبہ کو دعائیں۔ عزیزہ عابدہ وعزیزان کو پیار۔اجڑے دیار سید اشریف اس لیے بلایا ہے کہ سنگ وہی ہوتا ہے جو گھر سے ہو،عموماً راستہ کے سنگ سنگ نہ بن سکے۔اگرچہ آپ کو تکلیف تو ہوگی لیکن کوئی کام بغیر تکلیف کے کبھی انجام کو نہیں پہنچتا۔

فقط والسلام

(*) صوفی یار محمد صاحبؒ (متوفی 27 رمضان المبارک 1427ھ /9 اکتوبر 2007ء) ریلوے پولیس میں ملازم تھے۔ یہ باباجی اللہ بخشؒ کے خلفاءِ اربعہ میں سے ایک ہیں۔ پولیس کی ملازمت نے ان کا دماغ بہت وسیع اور تیز کرنے کے علاوہ ان کی چھٹی حس ناقابل یقین حد تک تیز کر دی تھی۔تفصیل ماسٹر محمد شریف صاحبؒ کی کتاب ''عجیب باباجی'' میں ملاحظہ فرمائیں۔

مکتوب نمبر 23

بنام میر سید شفاعت علی زیدی بخاری؛ ساکن بھگوان پور؛ دیپالپور

باسمہ

صیاد نے دی تسلی بلبل کے واسطے
کنج قفس میں حوض بھرا ہے گلاب کا

کرم فرماءِ من جناب میر صاحب

اسلام علیکم! مزاج بخیر: مدت کے بعد کل سرِ شام مکتوب اور علی الصبح مبلغ پچاس روپیہ کا منی آرڈر موصول ہوا۔ یوں یاد آوری کا شکریہ۔ عزیز سید عبدالمالک (*) کا گرامی نامہ عرصہ ہوا موصول ہوا تھا اور اس کا جواب دے دیا گیا تھا امید ہے پہنچ گیا ہوگا۔ بندہ پچیس روز کے بعد پرسوں ہی سید اشریف پہنچا ہے۔ 25 روز بہاولپور رہا جس سے اسی زمین کے سلسلہ میں کئی ضروری کام انجام دیے۔ 1970ء گذر گیا اور 1971ء آگیا، نئے سال کی قسط سر پر آگئی تھی اسے ملتوی کر دیا۔ موجودہ حالات کے تحت قبضہ ضروری تھا۔ اس سلسلہ میں عبدالغفور (#) (اور) ذوالفقار ($) اپنے ہمراہ لے گیا تھا۔ رقبہ کی نشاندہی کرائی، رقبہ میں ایک نلکا لگوایا، جھونپڑی نما ایک مکان بنوایا، انہیں تمام سامانِ خورد ونوش دے کر انہیں ٹھہرایا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عبدالغفور اور ذوالفقار کا وہاں جی لگ گیا ہے۔

3۔ نہر کے پانی کا مرحلہ آدھا طے ہوگیا ہے آدھا بعد میں انشاء اللہ طے ہو جائے گا اور رقبہ کو پانی لگ جائے گا۔ اس سلسلہ میں پانی وغیرہ کا نقشہ لے کر حکام بالا سے ملے جس سے آباد کاری کی امید بندھ گئی۔ اسباب کی یہ کڑیاں بفضل ایزد تعالیٰ خود بخود ملتی گئیں۔

Marfat.com

4۔ بابو ولی محمد صاحب (!) نے بہاولپور سیٹیلائٹ ٹاؤن (میں) بیس مرے کا
ایک پلاٹ لے کر تو کلّی مسجد بنانے کا اعلان کر دیا ہے۔ فروری میں اس کا
سنگِ بنیاد رکھنا ہے۔

5۔ میلسی کے احباب بہاولپور پہنچ گئے۔ ان کے شدید اصرار پر واپس آتے
ہوئے دو دن وہاں ٹھہرا، دوسرے دن لاہور وہاں دو شب ٹھہر کر اسلام آباد
پہنچا۔ 25 جنوری شام کو گھر پہنچ گیا۔ یہ سفر یوں طے ہوا۔

زندگی کے مختلف مراحل سے گذرنے کے بعد یہ ثابت ہوا کہ یہاں بخت کی نہیں بلکہ محنت کی اور جدوجہد کی ضرورت ہے۔ یہاں گریز سے نہیں بلکہ پرہیز سے کامیابی حاصل ہوتی ہے۔ زندگی کے کسی مرحلے میں عارضی اور ظاہری پستی اسباب کا ثبوت نہیں کہ اب وہ پست کی پست ہی رہے گی۔ ذوق کہتا ہے۔

دیکھ چھوٹوں کو ہے اللہ بڑائی دیتا
آسماں آنکھ کے تل میں ہے دکھائی دیتا

اگر یہ دردوغم اور رنج والم نہ ہوتے تو انسان مادی زندگی میں مست ہو کر اپنی روح کی گہرائیوں میں کبھی بھی غوطہ نہ لگاتا۔ بسا اوقات محرومی و ناکامی سے دل پر چوٹ لگتی ہے۔ جو چشم بصیرت کو وا کرتی ہے۔

تو بچا بچا کے نہ رکھ اسے تیرا آئینہ ہے وہ آئینہ
جو شکستہ ہو تو عزیز تر ہے نگاہِ آئینہ ساز میں

بہرحال جو کچھ جس سلسلہ میں پیش آیا ہے وہ حکمت سے خالی نہیں۔ ہماری حس چونکہ تیز نہیں اس لیے یہ حکمتیں سمجھنے سے قاصر ہے۔ بہرحال جدوجہد جفاکشی رنج ومحنت کے اندر جواہرِ حیات کی کان ہے لیکن یہ حقیقت کون سمجھے، زیادہ تر انسان عقل کے لحاظ سے نابالغ ہیں۔ اگر یہ لوگ عقل کے نابالغ نہ ہوتے تو یہ کیوں بھٹکتے؟ اب ان کے لیے

سوائے دعا کے اور کوئی چارہ کار نہیں ۔ اگر یہ حضرات خواجہ عین الدین رحمۃ اللہ علیہ (^) کے سجادہ نشین نہ ہوتے تو یوں خراب نہ ہوتے ۔ سجادگی کا ذہن ہی تمام خرابیوں کا باعث ہے ۔ شکر کیجیے اللہ نے آپ کو اس ذہن سے محفوظ رکھا ۔ اسی ذہن نے مشیر عالم صاحب (=) کو کا ہے کا نہ رکھا ۔ ان سے کنارہ کش رہیے ۔

نَعۡرِضُ عَنِ الۡجَاهِلِيۡنَ

ترجمہ: ہم جاہلوں سے منہ پھیرتے ہیں ۔

عزیزان کے داخل ہونے کی مسرت وخوشی ہوئی ۔ اللہ تعالیٰ ان کو والدین کے خوابوں کی صحیح تعبیر ثابت کرے ۔ عزیزہ عفیفہ استانی صاحبہ سے ملیں تو ان کو السلام علیکم کہنا ۔ جہاں تک ہو سکے اپنی مصروفیات کے ساتھ ساتھ مختصر ذکر وفکر ضرور رکھیں، اس سے غافل نہ ہوں ۔ تمام مصائب کا سبب غفلت اور تمام مصائب سے نجات کا سبب ذکر وفکر ہے ۔ تمام عبادات میں افضل عبادت نماز باجماعت ہے اور تمام مصروفیتوں اور مشاغل میں بہتر مشغل نیک لوگوں کی سنگت ہے ۔ اگر یہ نصیب نہ ہو تو پھر اچھے لوگوں کے حالات ضرور زیرِ مطالعہ رکھیں ۔ یہ ذہنی سنگت بھی اس راہ میں مفید تر ہے ۔ حتی الامکان بازار اور بازاری لوگوں کے ساتھ بیٹھنے سے پرہیز رکھیں مگر ضرورت کے ساتھ تو پاخانہ میں بھی جانا پڑتا ہے ۔ بری صحبت کا اثر طبیعت فوراً قبول کرتی ہے جیسے زہر کا اثر ۔ اچھے لوگوں کی صحبت کا اثر دیر سے ایک عرصہ کی مسلسل سنگت سے مستحکم ہوتی ہے جیسے تریاق کا اثر ۔ آپ سے ایک معاملہ میں ضروری مشورہ کرنا ہے کسی ملاقات پر سہی ۔

عزیزان کو پیار و دعائیں ۔

فقط والسلام

آپ کا صدیق احمد سیدوی

(*) سید عبدالمالک کا تعارف مکتوب نمبر 15 میں گذر چکا ہے ۔

Marfat.com

(#) عبد الغفور مرحوم کزیل اور محنتی جوان تھا اور ہماری زمین حصے پر کاشت کیا کرتا تھا۔ اس نے ایک شادی کی جس سے اولاد نہ ہوئی جبکہ دوسری اہلیہ ارشاد بیگم سے ایک نہایت خوبصورت بیٹا پیدا ہوا جو تین یا چار سال کی عمر میں وفات پا گیا۔ ابوالوفا حضرت صدیق احمدؒ کے وصال کے بعد ایران چلا گیا اور وہیں غالباً 1975ء یا 1976ء میں روڈ ایکسیڈینٹ میں جاں بحق ہو گیا اور ایران میں ہی دفن ہوا۔ اس کے انتقال کے بعد افتخار پیدا ہوا جو صاحب اولاد ہے۔

($) بھائی ذوالفقار علی بدوملہی کے قریب ننگل وارث خان کے رہنے والے ہیں۔ یہ ان چند لوگوں میں سے ایک ہیں جو اب تک اپنے مرشد صادق ابوالوفا صدیق احمدؒ کی تعلیمات پر قائم ہیں۔

(!) چودھری ولی محمد صاحب رحیم یار خان کے رہنے والے ہیں اور کسٹمز میں سروس کرتے تھے۔ اباجی سے بیعت ہوئے۔ نہایت سلجھے ہوئے اور مرشد کے بتائے ہوئے معمولات پر ہمیشہ عامل، مرشد سے از حد محبت، اپنی سوچ کے حامل انسان ہیں۔ انہی خوبیوں کی بنا پر بندۂ تقصیر نے انہیں 28 ذوالحجہ 1431ھ / 5 دسمبر 2010ء کو رحیم یار خان میں سلسلہ عالیہ نقشبندیہؒ کی خلافت و اجازت اپنے شیخ کی طرف سے تفویض کی۔ ان کے بیعت ہونے کی نہایت دلچسپ تفصیل الگ سے لکھ رہا ہوں۔

(^) حضور جی عین الدینؒ انصاری، خواجہ محبوب عالمؒ سیدوی کے خلیفہ سید رحمت علی شاہؒ کے خلیفہ تھے لیکن خواجہ محبوب عالمؒ سیدوی سے اویسیہ طریق سے تربیت بھی حاصل کی۔ آپؒ موجودہ ہندوستان کے موضع ''مہم''، تحصیل گوہانہ، ضلع رہتک، ہریانہ صوبہ سے تعلق رکھتے تھے۔ 1947ء میں ہجرت کے بعد تحصیل دیپالپور کے چھوٹے سے گاؤں بھگوان پور میں آباد ہو گئے۔ انہیں claim میں اڑھائی سو (250) ایکڑ اراضی الاٹ ہوئی جو انہوں نے چھوڑ دی۔ ان پر جذب غالب تھا۔ حضور جی عین الدینؒ انصاری، میر سید شفاعت علیؒ زیدی کے دور کے ننھیالی رشتہ دار تھے۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو ''چراغِ محبوب''

(=) ابوالوفا صدیق احمدؒ کے چھوٹے بھائی۔ تفصیل کے لیے'' پروازِ محبوب'' ملاحظہ فرمائیں۔

❀❀❀❀

Marfat.com

مکتوب نمبر 24

بنام میر سید شفاعت علی زیدی بخاریؒ؛ ساکن بھگوان پور؛ دیپالپور

مکرمی محترمی جناب سید شفاعت علی صاحب زاد اللہ رُشدہ

اسلام علیکم ۔مزاج گرامی ۔آپ کا جوابی کارڈ موصول ہو کر کاشف مافیہا ہؤا۔ آستانہ عالیہ انبالہ شریف (*) کی آستانہ بوسی کی حاضری کے لیے برائے مشورہ راولپنڈی گیا تھا پرسوں ہی وہاں سے واپس ہؤا ہوں ۔پارٹی لیڈر سے مل کر کوائف معلوم کیے اور اپنے احباب جنہوں نے وہاں حاضر ہونے کے لیے نام لکھائے تھے اس کے مطابق فارم لے کر آ گیا ہوں ۔فارم تین قسم کے ہیں ۔پاسپورٹ فارم، یہ سب سے زیادہ اہم ہوتا ہے ۔اس میں قد، رنگ چہرے کا کوئی خاص نمایاں نشان، آنکھوں اور بالوں کا رنگ وغیرہ ۔میں نے تمام دوستوں کی سکونت سیدا شریف ہی لکھائی ہے تاکہ راولپنڈی ہی (سے) سب کے پاسپورٹ بن جائیں الگ الگ دقت نہ اٹھانی پڑے اس لیے خانہ پُری فارموں کی یہیں کرائی جائے گی ۔اگر کسی نے اپنے ہاں فارم پر کرنا اور کرانا ہو تو پھر وہ خود اپنے پاسپورٹ بنوانے کے ذمہ دار ہوں گے ۔لہٰذا آپ کے ذمہ مندرجہ ذیل ڈیوٹی ہے اسے آپ پورا کریں ۔اگلے جمعہ شریف تا اتوار آپ خود، رشید صاحب، عبدالقیوم صاحب (#)، حافظ یعقوب ($)، رفیق الاسلام، سراج الاسلام ان سب کو ہمراہ لے کر یہاں پہنچیں اور ہر صاحب اپنے چھ چھ فوٹو بھی ہمراہ لائیں اور مبلغ تیس تیس روپے بھی برائے خرچہ پاسپورٹ لائیں ۔یہ ضروری امر ہے ۔باقی مصارف پھر جاتے وقت لے لیے جائیں گے ۔تمام مصارف کا اندازہ فی آدمی 130 روپے ہوگا جو بچ رہا وہ واپسی پر تقسیم کر دیا جائے گا ۔اسے ضروری خیال کریں ۔اور خط موصول ہوتے ہی کمر بستہ ہو کر کام سرانجام دیں ۔اللہ تعالیٰ آپ کے ذوق وشوق کو تا ابد قائم رکھے ۔آمین ۔تمام

Marfat.com

احباب کو اسلام علیکم۔

اگر کوئی صاحب نہ جانا چاہیں تو وہ اطلاع دیں تا کہ کوئی اور صاحب ان کی جگہ جا سکے کیونکہ کئی دوست تیار ہیں۔

فقط والسلام

آپ کا صدیق احمد

(*) بھارت کے صوبہ ہریانہ کے شہر انبالہ شریف میں حضرت توکل شاہ انبالویؒ کے روضہ اقدس پر حاضری کے لیے۔

(#) صوفی عبدالقیوم صاحبؒ ساکن پاکپتن شریف نہایت سادہ اور مخلص انسان تھے۔ان کی بیعت خواجہ محبوب عالمؒ کے خلیفہ حضرت امین الدین مہمیؒ (ولادت 1322ھ/1904ء؛وصال:18 شعبان المعظم 1383ھ/4 جنوری 1964ء) سے تھی جن کا مزار موضع نانک پور،تحصیل وضلع پاکپتن شریف میں ہے۔خود پاکپتن میں مقیم رہے۔تمام زندگی امتحانوں اور آزمائشوں میں گذرگئی۔سرکار دو عالم ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوئے۔

(!) حافظ محمد یعقوبؒ ہندوستان سے ہجرت کر کے دیپالپور میں سکونت پذیر ہو گئے تھے۔ 18 محرم الحرام 1402ھ/15 نومبر 1981ء کو چھت سے گر کر وفات پائی اور دیپالپور میں ہی مدفون ہیں۔ان کی بیعت حافظ امین الدین مہمیؒ سے تھی اور انہی سے قرآن پاک حفظ کیا تھا۔از حد نیک اور پارسا شخصیت تھے۔ان کے صاحبزادے حافظ محبوب الٰہی ماشاءاللہ ان کے نقشِ قدم پر چل رہے ہیں۔ بندۂ ناچیز نے انہیں 26 ذوالحجہ 1431ھ/3 دسمبر 2010ء بروز جمعۃ المبارک نانکپور پور میں اپنے سلسلہ کی خلافت واجازت دی۔اللہ تعالیٰ انہیں ثابت قدمی عطا فرمائے۔

❀❀❀❀

مکتوب نمبر 25

بنام میر سید شفاعت علی زیدی بخاریؒ؛ ساکن بھگوان پور؛ دیپالپور

ازمیو ہسپتال لاہور (*)

مکرمی جناب میر صاحب! اسلام علیکم۔

ابھی ابھی آپ کا محبت نامہ ملا۔ حالات سے آگاہی ہوئی۔ حضرت صاحب کی زبانی تحریر کر رہا ہوں۔ آپ فرماتے ہیں کہ صحت اب قدرے ٹھیک ہے۔ کمزوری بے حد ہے اور جو دوست میرے پاس موجود ہیں ان کا میرے پاس رہنا ہی ٹھیک ہے کیونکہ میری تیمارداری اشد ضروری ہے۔ ویسے ان کی دعائیں آپ کے ہمراہ ہیں آپ فکر نہ کریں۔ ابھی ابھی آپ فرمارہے ہیں کہ گو میں کسی کی شادی میں شریک نہیں ہوا بہر صورت میر صاحب کے ہاں شمولیت کا شوق تھا۔ مگر اب آپ یوں سمجھیں کہ میں آپ کے ساتھ ہوں لہٰذا آپ نمائندگی خود ہی فرماویں آپ سے بہتر نمائندہ کوئی نہیں ہوسکتا۔ انشاءاللہ آپ نمائندگی کے فرائض پوری پوری یقین دہانی سے ادا کریں گے اور یہ کام انشاءاللہ بحسن وخوبی انجام پائے گا۔ آپ شادی سے فارغ ہو کر لاہور تشریف لائیں۔

فقط اعظم شاہ

ویسے آپ کو عریضہ لکھا تھا اور اس روز حضرت اس قدر تنگ تھے کہ ڈاکٹروں نے جواب دے دیا تھا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی حکمت ہے کہ ان کو زندگی دوبارہ ملی ہے۔ میں نے بابو محمد شریف (#) اور بھائی حامد شاہ ($) کو تار دے دیا تھا۔ مگر آپ کو کارڈ لکھا تھا اچھا ہوا کہ کارڈ آپ کو ملا ہی نہیں۔ اچھا ہوا وگرنہ آپ بھی پریشان ہوتے۔ (^)

باقی عند الملاقات

تابعدار محمد اعظم (=)

Marfat.com

(*) جولائی اگست 1968ء میں اباجی سخت بیمار ہو گئے اور میو ہسپتال لاہور میں داخل رہے جہاں میرے بڑے بہنوئی محمد اعظم شاہ ان کی تیمار داری پر مامور تھے۔ جو بھی خط آتا محمد اعظم شاہ صاحب ہی اباجی کی طرف سے جواب تحریر کرتے۔

(#) مرزا محمد شریفؒ جن کا تعارف مکتوب نمبر 10 میں گذر چکا ہے۔

($) محمد حامد شاہ صاحبؒ (متوفی 26 محرم الحرام 1406ھ / 11 اکتوبر 1985ء بروز جمعۃ المبارک) میرے خالو اور سسر ہونے کے علاوہ میرے بڑے بہنوئی محمد اعظم شاہ صاحب کے بڑے بھائی ہیں۔

(^) اگست 1968ء میں اباجی میو ہسپتال میں ایک رات تقریباً دس بجے انتقال کر گئے۔ جنازہ کا وقت مقرر کر کے لوگوں کو ٹیلیگرام دیے گئے۔ رات دو بجے اباجی پھر زندہ ہو گئے۔ اسی کا یہاں ذکر کیا گیا ہے۔ میں نے ایک ٹیلیگرام جو میلسی بھیجا گیا تھا خود پڑھا ہے جس میں جنازہ کا وقت 11 بجے دن دیا گیا تھا۔

(=) محمد اعظم شاہ صاحب، ابوالوفا صدیق احمدؒ کی بڑی صاحبزادی زیب النساء کے شوہر ہیں۔

❀❀❀❀

مکتوب نمبر 26

بنام میر سید شفاعت علی زیدی بخاریؒ؛ ساکن بھگوان پور؛ دیپالپور

17 جنوری 1974ء

مجبی مخلصی فی اللہ جناب میر صاحب زاد اللہ رشدہٗ

اسلام علیکم۔ خیریت ہر دو جہاں مطلوب۔ آج آپ کا مبلغ پانچ صد 500 روپیہ کا منی آرڈر موصول ہوا اور کوپن سے دیگر کوائف کا علم ہوا۔ نامہ و پیام کیے ہوئے عرصہ دراز گذر گیا۔ میں بھی کچھ ایسی مصروفیتوں میں الجھا رہا کچھ بھی نہ لکھ سکا۔ آج آپ کا منی آرڈر اور دیگر کوائف تحریری صورت میں آنے سے طبع درماندہ جواب دینے پر آمادہ ہو گئی۔ لیجیے نمبر وار جواب تحریر ہیں۔

1۔ سب سے پہلے آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ جو رقوم احباب نے بھیجی ہیں وہ سب وصول ہو چکی ہیں۔ تلمبہ سے جناب محمد عثمان صاحب نے پچاس روپے بھیجے

Marfat.com

وہ وصول ہوئے۔ پھر آپ نے ایک صد روپیہ جو بواسطہ صوفی عبد القیوم صاحب بھیجے وصول ہوئے ہیں۔ پھر دفعدار وزیر محمد خاں صاحب کی یک صد روپے رقم ارسال کردہ وصول ہو چکی ہے۔ نو سو روپیہ عزیزم رشید احمد کے ذریعہ سے ملتان سے بھیجی گئی وہ بھی وصول ہو چکی ہے۔

کوپن میں جن کا حوالہ آپ نے دیا ہے وہ رقم تادمِ تحریر وصول نہیں ہوئی۔ مندرجہ بالا رقوم علاوہ آپ کی اس رقم کے جو آج وصول ہوئی وہ سب کل شب بدست عطا محمد (*) شادیوال خزانچی صاحب (#) کے پاس نیشنل بنک میں جمع کر دی گئی ہیں۔($) دیگر احباب کی رقوم بھی موصول ہو رہی ہیں اور مجھے یقین ہے کہ مارچ میں جو اجلاس ہوگا موعودہ رقوم موصول ہو جائیں گی۔ یہ تحریک پھیلائی جا رہی ہے احباب کام کر رہے ہیں۔

2۔ پچھلے دنوں دسمبر میں تعمیری سلسلہ میں جبکہ تمام پنجاب کہر اور شدید سردی کی لپیٹ میں تھا گوجرانوالہ میں میٹنگ ہوئی مجھے بھی بلایا گیا، شامل ہوا۔ تین رات گوجرانوالہ قیام رہا۔ پھر وہاں سے لاہور بابا اللہ بخش صاحب (!) کے مریدین اور حلقہ بگوش احباب نے مجلسِ شوریٰ بلالی۔ اس میں شریک ہو کر ان سے خطاب کیا پھر واپس گھر آیا۔ یہ مجالس بہت کامیاب رہیں۔ پھر گندم کی پہنچائی مونجی (دھان) کی کٹائی دیگر امور باعثِ مصروفیت رہے۔

3۔ غالباً آپ سے اس سلسلہ میں کسی وقت ذکر آیا ہے۔ ہوسکتا ہے آپ کو یاد ہو یا نہ ہو مختصراً لکھ دیتا ہوں۔ میری سالی اور محمد احمد کی خالہ افضل النساء جس کی لڑکی (مہر النساء) بی اے بی ٹی کر کے قصبہ فروکہ ضلع سرگودھا میں مڈل سکول کی انچارج ہے جس کا بھائی محمد شاہد فل لیفٹیننٹ ہو گیا ہے۔ اس بچی کے رشتہ کے لیے عرصہ چھ سال سے بات چیت ہو رہی تھی۔ ہم بعض وجوہ کی بنا پر لیت ولعل کر رہے تھے۔ ان میں سے ایک وجہ تو یہ تھی کہ محمد احمد ابھی پڑھ رہا

Marfat.com

ہے وہ ابھی زندگی کی ذمہ داریاں اٹھانے کے قابل نہیں۔ پھر محمد اعظم افضل النساء سے سخت ناراض تھا۔ یہی ہمارا ایک معقول عذر تھا۔ دسمبر کی تعطیلات سے قبل ہمیں سرگودھا بلایا گیا، والدہ عزیزان بھی ہمراہ تھی۔ اس برادری کے چند ارکان جن میں اعظم بھی شامل تھا محمد احمد کے ماموں (محمد افضل قریشی) کے مکان پر اکٹھے ہوئے۔ ہمارا خیال تھا کہ اعظم انکار کردے گا ہمیں جواب دینے کے لیے معقول بہانہ مل جائے گا لیکن اعظم نے ایک اور پہلو اختیار کرلیا۔ اس نے کہا کہ افضل بی بی سے میرے اختلاف سہی لیکن لڑکی کے بارہ میں کوئی ایسی بات کرنے میں بدیانتی تصور کرتا ہوں۔ اگر کوئی بیگانہ آدمی فائدہ اٹھائے یہ گھر کی دولت گھر میں کیوں کام نہ آئے۔ سب نے تائید کی اب ہمارے لیے کوئی راہِ فرار نہ رہی ورنہ ہم موردِ عتاب بن جاتے۔

وہاں تو یہ فیصلہ ہوا۔ پھر صبح افضل النساء کے پاس گئے۔ میں نے پھر بچے کی تعلیم کا عذر پیش کیا۔ انہوں نے کہا ٹھیک ہے لیکن ہم بچے کے دشمن نہیں۔ بچی کام کر رہی ہے صرف نامزدگی ہو جائے اور بس۔ واپس گھر آ کے اس تیاری میں لگ گئے۔ دسمبر کی تیسری چوتھی تعطیل کو الطاف محمود، گڈی (قمر النساء)، والدہ عزیزان، عطا محمد، ڈاکٹر مشتاق احمد صاحب، بشیر علی، صوفی نذیر شاہ بھی اتفاقاً اس دن آ گئے وہ بھی ہمراہ تھے۔ سرگودھا پہنچے۔ وہاں کی برادری بھی ہمراہ تھی۔ ویگن کرایہ پر لے کر سب کو اور کچھ اشیاء خرید کر وہاں پہنچے۔ بچی کو پیش کیں زندگی میں پہلی بار یہ منظر دیکھا جس میں ہم چند نفوس مل کر بیٹھے تھے۔ رسوم ادا کرنے کے بعد شام کو واپس آ گئے اور صبح سیدا شریف آ گئے۔ اب انہیں آنا تھا۔ عید کے بعد اتوار کو وہ تمام برادری سیدا شریف آ گئی۔ ان کو پُرتکلف دعوت دی گئی۔ محمد احمد کو ایک گھڑی ایک سوٹ دیا گیا۔ یہ وقت بھی عجیب وقت تھا۔ سو محمد احمد کو منگنی کر دی گئی۔ اب دعا کریں اللہ تعالیٰ بخیر و خوبی سرانجام ہو۔ آثار تو اچھے نظر آتے ہیں۔ محمد احمد اپنی ذمہ داریاں اٹھانے کے قابل ہو جائے۔ یہ دعا از حد

Marfat.com

ضروری ہے۔

4۔ دو ماہ ہوئے مولوی بشیر علی (^) سے ٹیکہ لگوایا ٹیکہ خراب ہوگیا۔ ان تمام سفروں میں اسے ساتھ ہی لیے پھرا۔ بہت کچھ علاج کیا مگر آرام نہ آیا۔ ڈاکٹر مشتاق احمد صاحب میرے ہمراہ ہی رہے۔ منگنی کے تیسرے دن پھالیہ ہسپتال جا کر اس کا اپریشن کرایا۔ بہت مواد نکلا۔ دو ہفتے سے ڈاکٹر مشتاق احمد صاحب گھر پر میری پٹی کر رہے ہیں، ٹیکے لگ رہے ہیں۔ اب روبصحت ہوں لیکن زیرِ علاج ہوں۔

5۔ کراچی سے صوفی کالے خاں صاحب کے برابر خط پر خط آ رہے ہیں۔ انہوں نے تحریر فرمایا ہے کہ رقم برائے تعمیر (مسجد) آپ کے آنے پر ہو جائے گی۔ بہرحال کراچی کے لیے پا برکاب ہوں۔ تیار ہوں صرف چند دن کا انتظار ہے۔ ہفتہ دو ہفتہ تک رختِ سفر باندھوں گا۔ آپ تیار رہیں۔ اس وقت آپ کو اطلاع دوں گا آپ فوراً لاہور آ جائیں۔ خدا کرے یہ پروگرام پورا ہو جائے۔ بہرحال مصمم ارادہ رکھتا ہوں۔

استانی صاحبہ کو اسلام علیکم۔ بچوں کو دعائیں۔

دیگر احباب جو پوچھیں ان سب کو اسلام علیکم۔

واپسی خط کا منتظر رہوں گا۔

جن احباب نے رقوم ارسال کی ہیں ان کو مطلع کر دیجیے کہ ان کی رقوم وصول ہو چکی ہیں۔

(*) باباجی عطا محمد موضع ساہنا تحصیل وضلع منڈی بہاؤالدین کے رہنے والے تھے۔ پیشہ کے اعتبار سے بڑھئی تھے اور قوم جنجوعہ لکھا کرتے تھے۔ 1950ء کے عشرے کے اواخر میں میرے والد ماجد سے بیعت ہونے کے بعد مستقل سیدا شریف میں ہی منتقل ہو گئے تھے۔ ہمارے گھر اور سلسلہ کا تمام انتظام انہیں کے سپرد تھا۔ اباجی کی وفات (مئی 1974ء) سے اپنی وفات (1995ء) تک

ہمارے مختار عام رہے۔ یہ اُن خوش نصیبوں سے ہیں جو ہم بھائیوں میں پھوٹ پڑنے سے پہلے ہی دنیا سے عاقبت کو سدھارے اور سیداشریف میں ہمارے آبائی قبرستان میں دفن ہوئے۔ قبرستان کے مغربی حصہ میں بہت ساری قبروں میں سے تاحال یہ قبر گھر کے صحن میں شامل ہونے سے بچی ہوئی ہے۔

(#) مرزا محمد رفیق مرحوم ساکن شادیوال ضلع گجرات مسجد کمیٹی کے خزانچی بنائے گئے۔ اپنی دکان میں مصروف تھے کہ کسی نامعلوم شخص نے گولی مار کر قتل کر دیا۔

($) سیداشریف میں مسجد کی تعمیر کے لیے جو کمیٹی بنائی گئی تھی اس کے ممبران کی طرف سے موصول ہونے والی رقوم کا ذکر ہے۔

(!) باباجی اللہ بخشؒ کا تعارف مکتوب نمبر 13 میں گذر چکا ہے۔

(^) سیداشریف میں حکمت کرتے ہیں اور انجکشن وغیرہ بھی لگا لیتے ہیں۔ اس دور میں ابھی disposable سرنج کا آغاز نہیں ہوا تھا۔

❀❀❀❀

مکتوب نمبر 27

بنام میر سید شفاعت علی زیدی بخاریؒ؛ ساکن بھگوان پور؛ دیپالپور

عزیز گرامی۔ اسلام علیکم۔ مزاج گرامی۔ عرصہ دس بارہ یوم کے بعد آج عطا محمد پہنچا۔ آپ نے جو تکلیف اٹھائی اس کا صمیمِ قلب سے شکریہ۔ عطا محمد نے آپ کی اس تجویز کا ذکر کیا جو آپ نے تیار کی کہ ان کتابوں کا ایک ایک پورا سیٹ اونچے طبقہ کے لوگوں کو دیا جائے خصوصاً یٰسین خاں وٹو صاحب (*) کو۔ مجھے آپ کی اس تجویز سے پورا پورا اتفاق ہے۔ یٰسین خاں وٹو صاحب اگر پڑھ کر ذکر محبوب پر اپنا ایک تبصرہ بھی تحریر کر دیں یا آپ کرا لیں تو اسے ہم اگلے ایڈیشن کے پہلے صفحہ پر تحریر کرا دیں گے اور وہ تبصرہ اخبارات میں بھی آجائے۔ پھر اگر وہ اس کتاب کو پسند بھی کر لیں تو ان کا حلقہ چونکہ بہت وسیع ہے، اس طرح اس اخلاقی کتاب کا اس وسیع حلقہ میں اشاعت کی امید کی جا سکتی ہے۔ بہر حال ایک نیکی کی اشاعت کے لیے اگر نیک اور عمدہ اسباب کو اپنایا جائے تو یہ

Marfat.com

ذرائع بھی ایک بہت بڑی نیکی ہے۔لوگ برائیوں کے پھیلانے کے لیے کیا کیا اسباب نہیں اپنا رہے تو ایک اچھی اخلاقی کتابی کے لیے کیوں نہ ایسے وسائل و ذرائع اختیار کئے جائیں۔آپ کی یہ جدوجہد طریقت کی ایک بہت خدمت ہوگی اور یہ آپ کی زندگی کا عظیم کارنامہ ہوگا۔اچھی کتاب کی تعریف یہ ہے کہ اسے بار بار پڑھنے کو طبیعت چاہے۔اگر کسی کتاب میں یہ خوبی نہ ہو تو اسے کتاب کہنا بھی غلطی ہے۔

بفضلہ تعالیٰ اب تک احباب کے تاثرات جو موصول ہو رہے ہیں وہ اس کی تصدیق کر رہے ہیں۔یٰسین خان صاحب خود ایک نفیس انسان ہیں وہ اپنی طرف سے بھی ایک تبصرہ اخبارات میں شائع کرادیں تو یہ طریقت کا ایک بہت بڑا تعاون ہوگا۔ آپ اس کی جلدی کوشش کریں اور ضرور کریں اور اگر وہ کسی اور بڑے علم دوست سے بھی تبصرہ کرادیں تو ان کے بہت ہی مشکور رہوں گے۔مگر یہ کام آپ کا ہی ہے اور آپ ہی کر سکتے ہیں۔

عزیزہ استانی صاحبہ کے آنے کی سب کو ہی بہت خوشی ہوئی ہے۔اللہ تعالیٰ انہیں اپنے جملہ مقاصد میں کامیاب فرمائے۔جملہ احباب خصوصاً عزیز ارشاد صاحب، محمد شان علی صاحب کو اسلام علیکم۔جواب کا منتظر۔سیدوی۔

شاد باش اے عشق خود سودائے ما اے طبیبِ جملہ عِلت ہائے ما

ترجمہ: اے میری تمام بیماریوں کے طبیب، میری دیوانگی کے سبب بننے والے عشق! تو سلامت رہ۔

زکوٰۃ سے کتابیں لینے کی دو صورتیں رہیں۔ایک تو یہ کہ آپ زکوٰۃ کی رقم کسی ایسے مستحق کی ملک کرا کے جو آپ کے کہنے پر واپس آپ کو دے دے، ان الفاظ میں کہ میں نے یہ زکوٰۃ کی رقم قبول کر لی اب آپ کو دے دیتا ہوں۔اب تبدیلیٔ ملکیت سے حقیقتِ ملک بدل جاتی ہے۔اب اس رقم سے کتابیں خرید کر جسے چاہیں دے دیں۔دوسری صورت یہ ہے کہ آپ یہ رقم فی سبیل اللہ بزم تو کلیہ کو دے دیں۔بزم

تو کلیہ والے آپ کو کتابیں دے دیں۔ بیع و فروخت والا معاملہ یہ ہے۔ جو صورت چاہیں اختیار کریں۔

(*) ضلع اوکاڑہ کی مشہور سیاسی شخصیت جو متعدد بار وفاقی وزیر رہے۔ میر سید شفاعت علی زیدی بخاری کے ذاتی دوست تھے۔

❀❀❀❀

مکتوب نمبر 28

سید عبدالمالک کے نام

عزیز گرامی قدر حفظک اللہ تعالیٰ

اسلام علیکم!

مزاج بخیر عرصہ ہوا۔ آپ میں سے کسی نے اپنے کوائف سے مطلع نہیں کیا۔ جس کا افسوس ہے۔ عزیز محمد احمد سلمہٗ 25 دسمبر کو یہاں سے گیا اور آج دس جنوری ہوگئی ہے اس نے اپنے کوائف سے مطلع نہیں کیا۔ میں نے ایک لفافہ اس کے کالج کے پتہ پر بھی بھیجا گیا مگر اس کا جواب بھی نہیں آیا۔ اب آپ کو یہ خط لکھ رہا ہوں آپ ہی تمام حالات سے مجھے مطلع کریں تاکہ تسلی ہو۔ عزیز کو بھی ایسا نہ چاہیے۔ کیا ایک خط تحریر کرنے کے لیے وقت نہیں نکال سکتا؟ ابھی عزیز کو اس بات کا احساس نہیں، یہ احساس بھی ہوگا کہ بچوں کی خیریت کی اطلاع نہ آنے سے والدین کے دل پر کیا گزرتی ہے۔ امید ہے کہ عزیز بدر صاحب (*) (اور) سراج الاسلام صاحب (#) بھی وہیں ہوں گے۔

جناب توصیف صاحب ($) کو اسلام علیکم۔ امید ہے عزیز آپ سے استفادہ بھی کرتا ہوگا۔ اور آپ بھی اسے رہنمائی دیتے ہوں گے۔ میں کسی وقت پہنچ رہا ہوں۔

(*) حضرت خواجہ محبوب عالمؒ کے خلیفہ سید رحمت علی شاہؒ کے بڑے صاحبزادے سید رفیق الاسلامؒ کے بڑے بیٹے ہیں۔ پورا نام سید بدر الاسلام ہے اور اس وقت سجادہ نشین ہیں۔

(#) سراج الاسلام۔ سید رفیق الاسلام کے منجھلے صاحبزادے ہیں۔ وہ بہت اچھے نعت خوان ہیں اور 1970ء کی دہائی میں ریڈیو پاکستان اسلام آباد سے نعت پڑھا کرتے تھے۔ آج کل ملتان میں رہائش پذیر ہیں۔

($) توصیف صاحب اسلام آباد میں سید عبدالمالک کے ہمسائے تھے۔ اسی دور میں وفات پاگئے۔

مکتوب نمبر 29

786

بنام میر سید شفاعت علی زیدی بخاریؒ؛ ساکن بھگوان پور؛ دیپالپور

کرم فرماءِ من جناب میر صاحب زاد اللہ

اسلام علیکم۔ مزاج بخیر۔ آپ کا رقعہ لے کر رشید کی سفارت کل سر شام پہنچے۔ ایک دن قبل ارشاد علی (*) کا دھمکی نامہ پہنچا جس کا جواب اسی وقت دے دیا گیا جسے آپ خود سن لیں گے۔ معاملات جو آپ نے تحریر کیے ہیں بہت اہم اور نازک ہیں۔ اپنی اپنی سوچ ہوتی ہے۔ میاں موج الدین صاحب (#) پیر خانہ کی حیثیت سے سوچ رہے ہیں وہ بھی صحیح۔ دوسری برادری خون کے رشتوں سے منسلک ہے وہ اس راہ سے سوچ رہے ہیں، وہ بھی ٹھیک ہیں۔ ارشاد بحیثیت رشید کے باپ اور آپ کے بھائی ہونے اور پھر گدی نشین اور ماموں من اللہ فقیر ہونے کی حیثیت سے سوچ رہے ہیں۔ لیکن میرا تو ان میں سے کوئی بھی تعلق نہیں اس لیے ان راہوں سے تو سوچ ہی نہیں سکتا۔ اور جو تعلق تھا وہ نہایت کمزور ہے جو نہ ہونے کے برابر ہے اس لیے میں اس جماعت کے مشیر اور فیصلہ کن حکم کی حیثیت سے شامل نہیں ہو سکتا۔ میری یہ پوزیشن ہرگز نہیں۔

جہاں تک آپ کا تعلق ہے اگر آپ برادری میں کرنا چاہیں تو مجھے اس مشورہ اور فیصلے میں شامل نہ کریں اور نہ میں حکم یا مشیر کی حیثیت سے شامل ہوں گا۔ ہاں اگر

Marfat.com

برادری سے باہر کریں تو پھر آپ مجھ سے مشورہ بھی کر سکتے ہیں اور جو میرے نزدیک بہتر مشورہ ہوگا وہ عرض کر سکتا ہوں۔

کراچی کا پروگرام بن رہا ہے جس وقت تیاری ہوئی آپ کو اطلاع کر دی جائے گی۔

فقط والسلام

آپ کا سیدوی

(*) میر سید شفاعت علی زیدیؒ کے چھوٹے بھائی سید ارشاد علی زیدیؒ نے زندگی کا ایک طویل عرصہ مجاہدہ میں گذارا اور فقط ایک کمرے میں محصور رہے۔ 1977ء میں میر صاحبؒ نے میری ان سے ملاقات اسی کچے کمرے میں کرائی۔

(#) حضور جی عین الدینؒ (تعارف مکتوب نمبر 23 پر) کے پیارے مریدوں میں سے تھے۔

❀❀❀❀

مکتوب نمبر 30

بنام میر سید شفاعت علی زیدی بخاریؒ؛ ساکن بھگوان پور؛ دیپالپور

از سرگودھا

حسبی اللہ باسم سبحانہٗ

السلام علیکم۔ خیریت ہر دو جہاں مطلوب۔ آپ کا محبت نامہ موصول ہو کر کاشف حال ہوا۔ بفضلہٖ تعالیٰ اور احباب کی دعاؤں کے طفیل دن بدن رو بصحت ہو رہا ہوں اور آہستہ آہستہ توانائی آرہی ہے۔ اگرچہ کمزوری تاحال کافی حد تک ہے۔ تاہم ہمت کی پوری پوری امید پر چھڑی کے سہارے بغیر بھی چل پھر سکتا ہوں۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اور کوئی گھبراہٹ محسوس نہیں ہوتی۔ عزیزم محمد اعظم سلمہٗ (*) برابر تیمارداری میں مصروف ہیں اور آپ نے جیسا دیکھا تھا ویسے ہی اب بھی دلچسپی لے رہے ہیں۔ صبح مالش غسل

خوراک دوا وغیرہ سے فارغ ہو کر دکان پر جاتے ہیں۔ عزیز کی یہ نہایت سعادتمندی کی دلیل ہے اللہ تعالیٰ انہیں مقبول فرما کر دو جہاں کی نعمتوں سے مالامال کرے۔ یہاں بھی دوست آجا رہے ہیں۔ عزیزم محمد اعظم کل ڈاکٹر سے مشورہ کرنے کے لیے لاہور گئے تھے۔ سو پندرہ دن کی دوائیں اور مشورہ لے کر شام واپس آ گئے تھے۔ سیدا شریف جانے کے لیے تیار ہو رہا ہوں۔ یکم ستمبر اور 2 ستمبر (1968ء) کو شرکاء زمین کا یہاں اجتماع ہے۔ (#) انشاءاللہ بفضل خدا 4 اور 5 ستمبر (1968ء) یعنی بدھ جمعرات تک گھر پہنچنے کا پکا ارادہ ہے، ہوسکتا ہے منگل ہی کو روانہ ہو جاؤں۔ محمد اعظم ہمراہ ہوں گے۔

آپ کے جانے کے بعد جوتی کی تلاش ہوئی۔ عزیز محمد اعظم سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ وہ تو میر صاحب کی التجا پر میں نے انہیں دے دی۔ خیر خاموش ہو رہا، اس کے سوا چارہ بھی نہ تھا ورنہ میں اس قابل نہ تھا اور نہ ہوں۔ افسوس کہ میں آپ حضرات کے ساتھ کوئی بھلائی نہ کرسکا۔ اچھا تمام معاملات اسی کے سپرد ہیں۔

اَلدُّعَاءُ مِنِّی وَالْاِتمَامُ مِنَ اللهِ

ترجمہ: دعا کرنا میرا کام ہے اور اسے پورا کرنا اللہ تعالیٰ کا۔

صوفی نذیر شاہ صاحب دو دن بعد یہیں آ گئے تھے اور یہیں مقیم ہیں اور سیدا شریف ہمراہ جائیں گے۔ آپ کے تشریف لانے کے بارہ میں دلی کیفیت کا تو اظہار ناممکن ہے کہ آپ کے ساتھ مل بیٹھنے سے کیا سکون اور قرار حاصل ہوتا ہے مگر

مجبوریاں نہ ہندیاں دوریاں نہ ہندیاں

اگر عزیزی محمد سلمہٗ ($) کا داخلہ آپ ہی کو کرانا ہے تو پھر اس کا داخلہ کرا کر تشریف لے آئیں اور سیدا شریف آئیں اور اگر اس کا داخلہ آپ کے بغیر بھی ہوسکتا ہے تو پھر سرگودھا تشریف لے آئیں اور یہاں سے اکٹھے ہو کر درِ خواجہ رحمۃ اللہ علیہ (محبوب عالمؒ) پر حاضر ہوں۔ اب یہ آپ کے اپنے حالات پر موقوف ہے۔ بہر صورت آپ کے کسی کام

Marfat.com

میں مخل ہونا نہیں چاہتا اور نہ آپ کے کسی پروگرام میں حارج ہونا چاہتا ہوں ورنہ دل تو یہ بے چارہ خود بے زبان ہے (اور) زبان بے دل ہے یہ پوری کیفیت بیان کرنے سے قاصر ہے۔

میری طرف سے عزیزم محمد ملک صاحب (^) سے خصوصاً صاجزادہ بدرالاسلام صاحب (!) کی خدمت میں اور اگر کوئی دوسرے دوست موجود ہوں تو ان سب کو السلام علیکم۔ عزیزی محمد سلمہ کو بہت بہت پیار و دعائیں

آپ کا

خیر طلب سیدوی

(*) محمد اعظم شاہ صاحب کا تعارف مکتوب نمبر 25 میں ملاحظہ ہو۔

(#) اباجی نے محمد اعظم شاہ صاحب کے ذریعہ بہاولپور میں گورنمنٹ سے زرعی اراضی lease پر لینے کی کوشش کی جس میں ان کے ساتھ اور بہت سے لوگ شامل تھے۔ انہیں کے اجلاس کا ذکر ہے۔

($) میر سید شفاعت علی صاحب کے دوسرے نمبر والے صاجزادے جن کا نام محمد اسلام بخاری ہے۔ ان کے والدین انہیں "محمد" کہا کرتے تھے۔ ابھی مستقل طور پر کینیڈا میں سکونت اختیار کرلی ہے۔

(^) سید عبدالمالک کا تعارف مکتوب نمبر 15 میں گذر چکا ہے۔

(!) پیر سید رحمت علی شاہؒ کے صاجزدے سید رفیق الاسلام کے بڑے صاجزادے اور موجودہ سجادہ نشین ہیں۔

مکتوب نمبر 31

بنام میر سید شفاعت علی زیدی بخاریؒ؛ ساکن بھگوان پور؛ دیپالپور

مکرمی محترمی جناب میر صاحب حفظک اللہ تعالیٰ مع المتعلقین

اسلام علیکم۔ مزاج بخیر، مکتوب گرامی موصول ہو کر کاشف حال ہوا۔ میلسی سے محمد شریف صاحب (*) آئے تھے، بابو ولی محمد صاحب (#) بھی موجود تھے۔ کراچی سے متواتر خط آرہے ہیں اور ہر خط میں آپ کی ہمراہی کی تاکید ہوتی ہے۔ کراچی کا پروگرام

Marfat.com

تو مدت سے بن ہی رہا ہے اس وقت ذرا زیادہ ہی اہمیت دی گئی یا ہو گئی تو محمد شریف کو میں نے ہی کہا کہ جاتے ہوئے اوکاڑہ پیغام دیتے جائیں کیونکہ اسے وہاں ایک رات ٹھہرنا تھا۔ ادھر شوگر مل سے کماد کی رقم ملنی تھی لیکن اسی تاریخ پر رقم نہ مل سکی۔ نیز میں (مرزا محمد) شریف مرحوم کے بچوں سے ملنے کے لیے لائلپور (اب فیصل آباد) چلا گیا، سرگودھا بھی ٹھہرنا پڑا۔

ادھر چوہنگ والی زمین کی آٹھ تاریخ ضروری تھی۔ رقم کا ملنا ضرور تھا لیکن نہ ملی بس اس وجہ سے حاضر نہ ہو سکا۔ بہرحال اب گیارہ فروری کے بعد ارادہ پختہ ہے۔ یہاں سے لاہور اور وہاں سے اوکاڑہ، پھر میلسی سے سکھر روہڑی وہاں سے کراچی۔ انشاء اللہ۔ بہرحال آپ گیارہ کے بعد زیادہ طویل سفر اختیار نہ کریں اور قریبی کام بھی کرتے رہیں اور منتظر بھی رہیں۔ اگر 14 یا 15 فروری تک نہ حاضر ہو سکا تو آپ کو بذریعہ خط مطلع کر دیا جائے گا۔ باقی سب کو دعائیں۔ سکھر روہڑی میں ڈنگا صاحب ($) کو خط لکھ دیا ہے۔

بابو ولی محمد صاحب نے کراچی وغیرہ کی سیر کا وعدہ کیا ہے۔ دعا کریں کراچی کا سفر سرانجام دے سکوں۔

(*) موصوف پیشہ کے اعتبار سے صراف تھے اور نہایت مخلص دوست۔ میلسی میں ہی 20 جولائی 2007ء / 4 رجب المرجب 1428ھ / جمعۃ المبارک کو وفات پائی۔ ان پر مفصل تبصرہ میری تحریر ''الطاف نامے'' میں ملاحظہ ہو۔

(#) چودھری ولی محمد صاحب رحیم یار خان کے رہنے والے ہیں اور کسٹمز میں سروس کرتے تھے۔ اباجی سے بیعت ہوئے۔ نہایت سلجھے ہوئے اور مرشد کے بتائے ہوئے معمولات پر ہمیشہ عامل، مرشد سے ازحد محبت، اپنی سوچ کے حامل انسان ہیں۔ انہی خوبیوں کی بنا پر بندۂ تقصیر نے انہیں 28 ذوالحجہ 1431ھ / 5 دسمبر 2010ء کو رحیم یار خان میں سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی خلافت و اجازت اپنے شیخ کی طرف سے تفویض کی۔ ان کے بیعت ہونے کی نہایت دلچسپ تفصیل الگ سے لکھ رہا ہوں۔

($) پورا نام عبدالحمید ڈنگا تھا اور موضع رچند، تحصیل فاروق آباد، ضلع شیخوپورہ کے رہنے والے تھے۔

Marfat.com

ریلوے میں سروس کرتے تھے اور روہڑی میں تعینات تھے۔ ہمارے گھر کے ساتھ از حد خلوص کا تعلق رکھتے تھے۔

❁❁❁❁

مکتوب نمبر 32

بنام میر سید شفاعت علی زیدی بخاریؒ؛ ساکن بھگوان پور؛ دیپالپور

مکرمی جناب میر صاحب۔ حفظك الله تعالیٰ مع لمتعلقین

اسلام علیکم۔ مزاج وہاج۔ متدعی صحت و عافیت بخمس الاوقات پر ہوئی۔

بحیثیت پاکستانی ہونے کے سقوطِ ڈھاکہ کا بہت ہی زیادہ ملال ہوا مگر یہ ہونا ہی تھا اور ابھی جانے کیا کچھ دیکھنا باقی ہے کیونکہ یہ قوم بحیثیت مسلمان ہونے کے ختم ہو چکی ہے۔ اسلامی حیثیت ہی ایک پختہ بنیاد تھی سو وہ ختم کر دی گئی۔ باقی اب تفریق و نشٹ (تباہی) ہی ہے سو اس میں اجتماع کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اللہ تعالیٰ ہم سب کا انجام بخیر فرمائے آمین۔ تقدیر اور وقت کا تقاضا دیکھیے کہ جس شخص سے لوگ ڈرتے تھے وہ (ذوالفقار علی بھٹو) برسرِ اقتدار آ کر ہی رہا۔ اب اللہ تعالیٰ اسے توفیق دے اور ہمارے مغربی پاکستان کے کنبے کو تعاون کی توفیق ہو۔

اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ ذکر و فکر میں مشغول رہیں۔ دنیا یوم چند ہے آخر کار با خداوند جل شانہ۔ اللہ بس باقی ہوس۔

فقط والسلام

آپ کا صدیق احمد سیدوی

❁❁❁❁

Marfat.com

مکتوب نمبر 33

بنام میر سید شفاعت علیؒ زیدی بخاری؛ ساکن بھگوان پور؛ دیپالپور

از سید اشریف

اسلام علیکم خیریت ہر دو جہاں مطلوب . ہر سہ عزیزان بمع چادر شریف (*) بتقریب شمولیت مجلس ایصال ثواب حضرت خواجہ سیدوی قدس سرہٗ تشریف لائے اور مجلس میں شریک ہوئے۔ عزیزوں کی شمولیت سے نہایت درجہ خوشی ہوئی۔ ہر مجلس اور ہر حاضری دربار پاک پر آپ کے تمام مصائب و آلام کے لیے دعا گو رہا ہوں۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم اور اپنے مقبولوں کے طفیل جملہ آلام مصائب کو (دور کر کے آپ کو) سراسر مستغرق راحت فرمادے۔ آمین ثم آمین۔ پھر بھی دعا گو ہوں اجابت من اللہ [قبولیت اللہ کی طرف سے] ہے۔ حضرت عین الدین صاحبؒ (#) کے مزار پر اس فقیر کا سلام پیش کریں۔ زیادہ کیا عرض کروں۔ جملہ احباب کو اسلام علیکم۔ جہاں تک ہو سکے اپنے ذکر و فکر میں مشغول رہیں کیونکہ دنیا چند یوم ہے آخر کار باخداوند جلشانہٗ۔ اللہ بس باقی ہوس۔

(*) میر صاحبؒ نے کپاس کی بیجائی، آبپاشی، کٹائی، صفائی، بُنائی کے تمام مراحل اپنی نگرانی میں باوضو لوگوں سے کروا کے حضرت خواجہ محبوب عالمؒ کے روضہ اقدس پر چڑھانے کے لیے چادر تیار کروا کے ابوالوفا حضرت صدیق احمدؒ کو پیش کی۔

(#) حضور جی عین الدینؒ کا تعارف مکتوب نمبر 23 میں ملاحظہ ہو۔

مکتوب نمبر 34

بنام میر سید شفاعت علیؒ زیدی بخاری؛ ساکن بھگوان پور؛ دیپالپور

از سید اشریف

عزیزان گرامی حفظك الله و تعالیٰ مع المتعلقین

اسلام علیکم۔ خیریت ہر دو جہاں مطلوب۔ عزیزم امین الدین صاحب آپ سب کی طرف سے نمائندگی کرتے ہوئے پہنچ گئے تھے۔ ان کے آنے سے اور شرکت محفل سے نہایت خوشی ہوئی اور ہر دو چادریں مجلس ایصالِ ثواب میں مزار شریف پر چڑھادی گئی تھیں اور دعا کی گئی۔ رات بھر قرآن پاک کی تلاوت ہوئی۔ عجیب سرور اور محویت وسکر کی کیفیت طاری رہی، پیہم نوازشات رہیں۔ بہرحال خوب سے خوب تر رات گذری۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰه ثُمَّ اَلْحَمْدُ لِلّٰه اللہ تعالیٰ آپ کے تمام امور دین و دینوی بحسن و خوبی انجام پذیر فرماوے۔ امین ثم امین۔

جملہ احباب خصوصاً عزیز مکرم ارشاد صاحب کو اسلام علیکم

فقط والسلام۔ دعا گو نیازمند درویشاں

❀❀❀❀

مکتوب نمبر 35

بنام میر سید شفاعت علیؒ زیدی بخاری؛ ساکن بھگوان پور؛ دیپالپور

از سرگودھا

عزیز گرامی حفظك الله تعالیٰ مع المتعلقین

اسلام علیکم۔ عطا محمد پہنچ گیا ہوگا اور اس نے جو کام زبانی بتایا ہوگا وہ آپ نے سمجھ لیا ہوگا۔ عزیزم محمد اعظم سلمہٗ کے مشورہ سے اور ان کے کہنے پر حامل رقعہ صوفی

Marfat.com

عبدالغفور صاحب کو آپ کے پاس بھیج رہا ہوں یہ میرے ایک پرانے مخلص اور دوست ہیں اور عزیزم محمد اعظم سلمہ کے بھی دوست ہیں اور نہایت ہی شریف النفس ہیں۔ ان کا ایک ضروری کام ہے اور اہم ہے۔ عزیز کے خیال میں آپ اس کام کو بحسن وخوبی انجام دے سکتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ آپ کے تعاون کے ملتجی ہیں۔ یہ مشورہ عزیز محمد اعظم نے ہی دیا ہے کہ آپ کی شخصیت اس کام کے لیے نہایت موزوں ہے۔ لہٰذا آپ ان کے ہمراہ لاہور آجائیں۔ عزیز محمد اعظم بھی لاہور میں ہی ہوں گے ان سے مل کر باہم مشورہ کر کے ان کا کام کریں۔ پھر مزید تاکید ہے کہ وعدہ پر نہ ڈالیں ان کے ہمراہ آہی جائیں۔

مرد ہو تو کسی کے کام آؤ ورنہ کھاؤ پیو اور چلے جاؤ

ہر کہ بحال کارہا دشوار نیست

ترجمہ: صاحب حال کے لیے کوئی کام مشکل نہیں ہوتا۔

عنداللہ

آپ کا سیدوی

❁❁❁❁

مکتوب نمبر 36

بنام میر سید شفاعت علیؒ زیدی بخاری؛ ساکن بھگوان پور؛ دیپالپور

عزیز گرامی حفظك الله تعالٰی مع المتعلقین و المخلصین

السلام علیکم خیریت ہر دو جہاں مطلوب۔ آپ کا دستی رقعہ موصول ہو کر کاشفِ حال ہوا۔

عزیز! کثرتِ ہوس روح کی موت ہے کیونکہ انسان کی خود غرضیاں اور ناروا خواہشیں کس طرح اس کی روح کے گرد لپٹی چلی جاتی ہیں اور کس طرح اس کے اوپر

Marfat.com

ایک ایسا غلاف چڑھا دیتی ہیں جو اس کی روحانی موت کا باعث ہوتی ہیں۔ اس کی بہترین مثال ریشم کے کیڑے کی ہے جو اپنے لعاب کا تار نکال نکال کر اپنے اوپر لپیٹتا چلا جاتا ہے۔ یہی لعاب ایک ریشمی غلاف ہے جسے کویا کہتے ہیں۔ آخر کار یہ کیڑا اسی غلاف میں دم گھٹ کر مر جاتا ہے۔ یہی حالت انسان کی ہے کہ تعیّشات اور شہوات کے ریشمی غلاف میں اپنے آپ کو لپیٹا ہوا اپنی روح کو آخر کار مردہ بنا دیتا ہے۔

اسی سے ایک یہ مسئلہ بھی حل ہو جاتا ہے کہ بُرے اعمال کی سزا کہیں خارج سے انسان پر وارد نہیں ہوتی بلکہ ایسے اعمال خود روح کا احاطہ کرتے ہوئے اس کا جہنم بن جاتے ہیں۔ نیک عمل خود ہی اپنی جزا اور سزا بن جاتے ہیں۔

از مکافاتِ عمل غافل مشو گندم از گندم بروید جو زِجو

ترجمہ: اپنے اعمال کے نتیجہ سے غافل نہ ہوا کر، کیونکہ گندم سے گندم اور جَو سے جَو ہی پیدا ہوتا ہے۔

ایسے لوگ دنیا طلبی میں راسخ اور خدا طلبی میں بہانے کرنے والے ہیں۔ حقیقت میں یہ گروہ منافقین مومنین کا ہے، جو بظاہر مومن نظر آتے (ہیں) مگر ان کی بہانہ بازیاں اصل نفاق کا پتہ دے رہی ہیں۔ خواہشات کی تکمیل نہ ہونے سے نہایت تکلیف اور غم محسوس ہونے لگتا ہے مگر یاد رکھیے زندگی میں جب انسان پر رنج وغم طاری ہوتا ہے وہ ایک طرح کی پستی محسوس کرتی ہے۔ لیکن اگر درد وغم اور رنج و الم نہ ہوتے تو انسان اس فارغ زندگی میں مست ہو کر نہ کبھی اپنی روح کی گہرائیوں میں غوطہ زن ہوتا نہ اس میں دوسروں (کے لیے) دردِ دل پیدا ہوتا نہ اسے صبر سے تکمیل نفس کی مشق ہوتی۔ جن لوگوں کو مادی اسبابِ حیات کی فراوانی اور دنیاوی کامیابی سے ہمیشہ مسرت ہی محسوس ہوتی ہے ان لوگوں کا شعور نہایت سطحی ہوتا ہے اور وہ اسرارِ حیات سے بیگانہ ہوتے ہیں۔ محرومی اور ناکامی سے دل پر چوٹ لگتی ہے۔ جو چشمِ بصیرت کو وا کرتی ہے چوٹ کھائے ہوئے دل زیادہ بصیر و علیم ہو جاتے ہیں اور درجۂ حیات میں ان کی

Marfat.com

قیمت بڑھ جاتی ہے۔اقبال کا شعر ہے۔

تو بچا بچا کے نہ رکھ اسے تیرا آئینہ ہے وہ آئینہ
جو شکستہ ہو تو عزیز تر ہے نگاہِ آئینہ ساز میں

غم کی پستی بھی انسان کو بلند کرنے ایک لازمی جزو ہے۔آخری بات یہ ہے کہ زندگی بحرِ آلام میں ڈوب کرا بھرتی ہے۔غم ایک گنجینہ ہے اور رنج ومحنت و جفاکشی کے اندر جواہرِ حیات کی کان ہے۔لیکن بچوں کو یہ بات کون سمجھائے۔زیادہ تر انسان عقل کے لحاظ سے نابالغ ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو صحیح سمجھ نصیب فرما کر صحیح اعمال کی توفیق عطا فرمائے۔ آپ کے حالات سن کر یک گونہ خوشی ہوئی۔اللہ تعالیٰ استقامت نصیب کرے۔رمضان المبارک اپنی برکات کے ساتھ سایہ فگن ہے برکات کو جذب کرنے کی زیادہ سے زیادہ کوشش کیجیے۔

عزیز گرامی ارشاد سلّمہٗ کے لیے درخواست دربارِ خواجہ میں پیش کردی جواب کا انتظار ہے۔سب احباب کو اسلام علیکم۔حافظ صاحب کو خواجہ عین الدین صاحبؒ (*) کی زیارت ایک خاص طریق سے ہوئی۔الحمد للہ! ہماری حاضری لاہوتی قبول ہوئی ہے۔

فقط والسلام

دعا گو نیازمندِ درویشاں سیدوی

(*) خواجہ عین الدینؒ کا تعارف مکتوب نمبر 23 میں ملاحظہ ہو۔

مکتوب نمبر 37

بنام خواجہ محمد اکرم صاحب ساکن گوجرانوالہ (*)

عزیز مکرم اسلام علیکم

خیریت ہر دو جہاں مطلوب۔ مکتوب موصول ہو کر کاشفِ مافیہا ہوا۔ تعمیرِ روضہ شریف کے سلسلہ میں جس گرم جوشی کا اظہار بزمِ توکلیہ نے کیا ہے اس سے نہایت مسرت ہوئی۔ اَللّٰھُمَّ زِدْ فَزِدْ آپ نے اپنے لیے جس پریشانی کا اظہار کیا ہے اس پر چند حروف ذہن میں آئے جو سپردِ قرطاس کر رہا ہوں۔ جگر مراد آبادی کا شعر اس موضوع پر نہایت مناسب معلوم ہوتا ہے۔ مجھے تو یہ بہت پسند ہے، تنہائیوں اور خلوتوں میں اسے پڑھ پڑھ کر لطف اندوز ہوتا رہتا ہوں۔ ممکن ہے آپ بھی پسند کریں۔

جگر زندگی بڑے لطف سے کٹ رہی ہے
آہ و زاریاں ہیں ستم کاریاں ہیں

عزیز! یہ یاد رکھو کہ دنیا ہمیشہ سے بے اطمینانی اور پریشانیوں کا اکھاڑا ہی ہے۔ امن و آرام، راحت و سکون کی مقدار خدا نے دنیا کے اس معجون میں بہت کم رکھی ہے۔ جن مقامات سے ہمیں ذاتی تعارف نہیں، یا جس زمانے سے ذہنی واقفیت نہیں، وہاں ہمارا وہم یہ محسوس کرتا ہے کہ شاید وہاں چین کی زندگی ہو، لیکن یہ حقیقت نہیں۔ جہاں بھی انسان بستے ہیں وہاں بے چینی موجود ہے اور رہے گی۔ یہ بے چینی افراد میں بھی ہے اور اقوام میں بھی اور پھر پریشانیاں ایک نوع کی نہیں، اَن گنت پریشانیاں ہیں۔ اگر بالفرض مادی قسم کی پریشانیاں نہ بھی ہوں تو روحانی پریشانیوں سے کیسے نجات ملے ع

موت سے پہلے آدمی غم سے نجات پائے کیوں

پریشانیاں باہر سے بھی آتی ہیں اور اندر سے بھی۔ گھریلو پریشانیاں، کم آمدنی کی

Marfat.com

پریشانیاں، اپنے فن کی پریشانیاں، بیماری کی پریشانیاں، عزت کے حصول کی پریشانیاں، ذلت سے بچنے کی پریشانیاں، دوست و دشمن سے برتاؤ اور نپٹنے کی پریشانیاں، قومی اور ملکی حالات کے انقلاب میں عالمگیر پریشانیاں وغیرہ۔ غرضیکہ کہاں تک لکھا جائے۔

اندر سے پریشانیوں کا سبب اپنی طبیعت کی کارستانیاں ہی ہوتی ہیں۔ تکبر کا مرض جہاں بھی اپنی کمتری دیکھتا ہے پریشان ہو جاتا ہے۔ افسر کی طبیعت خواہ مخواہ چڑچڑی ہوتی ہے، ماتحت پر ناراض ہونا اپنا حق سمجھتا ہے۔ ماتحت خودداری بنائے رکھنے کے لیے پریشان ہوتا ہے۔ دولت مند کو دولت پریشان کرتی ہے اور مزدور کو قلت۔ حاکم و محکوم پریشان۔ کسی فقیر نے کہا۔

راجا دکھیا پر جا، دکھیا جوگی کو دکھ دونا
کہے کبیر سنو بھائی سادھو کوئی مقدر نہیں سونا

اس کا علاج بھی انسان تلاش کرتا ہے لیکن غلط۔ یہ پھوڑوں پھنسیوں کو مرض سمجھتا ہے اور اسی کا علاج کرتا ہے حالانکہ اصل مرض پھوڑے پھنسیاں نہیں، اصل مرض تو خون کی خرابی ہے۔ یہ نسخہ ہمارے علوم، فنون، تجارت و زراعت میں نہیں ملتا۔ عقل و دانش بھی اس کا نسخہ تجویز کرنے سے قاصر ہے۔ مادی اسباب کی فراوانی اور حصول بھی وقتی سکون تو ضرور بخشتا ہے، لیکن ابدی اطمینان حاصل نہیں ہو سکتا۔ سکونی حالات طوفانی دریا کی طرح ایک لہر ہے جو اٹھی اور تھوڑے سفر کے بعد خود ایک تھپیڑا بن گئی۔ ابدی اطمینان من کی دولت ہے۔

من کی دولت ہاتھ آتی ہے تو پھر جاتی نہیں
تن کی دولت چھاؤں ہے، آتا ہے دھن جاتا ہے دھن

میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ درد ہمارا اندرونی علاج ہے، لیکن ہم اسے مرض سمجھے۔ میرا خیال تو ہے کہ اگر زندگی میں کوئی ایسا دکھ، جس سے آنکھیں پرنم نہ ہوں، نہ آئے تو یوں سمجھتا

Marfat.com

ہوں کہ میرا سوہنارب ناراض ہو گیا ہے۔کم از کم کبھی نہ کبھی کوئی ٹھوکر لگنی چاہیے۔آپ تو ایک سمجھدار بابو ہیں۔زندگی کے حقائق کو سمجھنے کی کوشش کیا کیجیے۔جگر نے کیا خوب کہا ہے۔

جگر زندگی بڑے لطف سے کٹ رہی ہے
آہ و زاریاں ہیں ستم کاریاں ہیں

تاہم آپ کی تسلی کی خاطر تعویذات ارسال ہیں۔اصل میں آپ کو تنبیہہ کی جا رہی ہے کہ رات بھر نہ سویا کریں اور بس۔آپ اس اشارۂ غیبی کو نہیں سمجھے۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق عطا فرما کر اعمالِ صالح کی توفیق عطا فرماویں۔جملہ احباب کو اسلام علیکم۔

فقط والسلام

آپ کا صدیق احمد سیدوی

(*) خواجہ محمد اکرم صاحب کو قبلہ والد ماجد پیار سے بابو جی کہا کرتے تھے۔یہ 1960ء کے عشرے میں سلسلہ میں داخل ہوئے۔ایک واقعہ نے انہیں اباجی کی نظروں کا محور بنا دیا۔اکثر خطوط سے ظاہر ہوتا ہے کہ منظورِ نظر ہونے کے باوجود اپنے مرشد کے مزاج شناس نہ ہو سکے۔بہت سینئر اور اباجی اور ان کے بعد ہمارے از حد قریب ہونے کے باوجود ہم بھائیوں کے تعلقات کو بہتر بنانے میں ارادتاً کوئی کردار ادا نہ کیا۔گوجرانوالہ میں مقیم ہیں۔

❀❀❀❀

مکتوب نمبر 38

بنام خواجہ محمد اکرم صاحب ساکن گوجرانوالہ

عزیز مکرم حفظک اللہ تعالیٰ

خیریت ہر دو جہاں مطلوب۔کل بروز جمعہ شریف کتاب اور رقعہ موصول ہوئے۔یہی کتاب ہے جس کے لیے آپ سے کہا گیا تھا۔اللہ تعالیٰ آپ کو اپنے مقبولوں کے طفیل اور اپنے فضل و کرم سے جملہ آلام و مصائب اور شرِ اعدا اور شرِ نفس و

Marfat.com

شیطان سے محفوظ و مامون رکھے ۔آمین ثم آمین ۔اس تعاون کا بہت بہت شکریہ ۔اللہ تعالیٰ آپ کو خوش رکھے اور اعمالِ صالحہ کی توفیق عطا فرما کے حسنِ خاتمہ نصیب فرماوے ۔جو دوا عزیز سلمہ کے لیے بنائی گئی تھی اور جسے آپ نے شروع کر دیا ہے اسے متواتر جاری رکھیں ۔امید شفاء کی ہے۔

نیز پرسوں منڈی سکھیکی سے بتقریب عرس درویش محبوبی واپس آیا تو واپسی میں شدتِ گرمی سے سن سٹروک (sun stroke) کی کیفیت ہوگئی ۔عصر کے قریب گھر پہنچا اور آتے ہی بے ہوش ہوگیا۔ رات بھر یہی کیفیت رہی ضعف غالب رہا۔ جمعہ شریف بڑی ہمت سے پڑھایا۔ خیر اب طبیعت روبہ افاقہ ہے ۔تاریخ عرس سے مطلع ہوا مگر اب عذر یہ ہے کہ راولپنڈی سے آستانہ توکلیہ کے سجادہ نشین صاحب نے اسی تاریخ کو وہاں حاضر ہونے کا حکم دیا ہے ۔ان کے حکم کی تعمیل از حد ضروری ہے، از روئے طریقت ان کا حکم مقدم ہے لہٰذا اس تاریخ کو وہاں جانے اور حاضر ہونے کا ارادہ ہے ۔اس لیے اس تاریخ پر حاضری سے معذور ہوں جس کا مجھے خود افسوس ہے لیکن تقاضائے طریقت سے مجبور ہوں۔ اس لیے اگر آپ مناسب سمجھیں تو اسے کسی اور تاریخ پر ملتوی کر دیں ۔سب احباب کو السلام علیکم ۔گھر میں دعوات ۔بچوں کو پیار اور دعائیں

فقط والسلام

مکتوب نمبر 39

عزیزان گرامی قدر اللہ تمہیں خوش رکھے

انسان کی سب سے بڑی طاقت جذبے کی طاقت ہے ۔جذبہ سے عقیدہ پیدا ہوتا ہے اور عقیدہ سے جذبہ ۔جس طرح مرغی سے انڈا اور انڈے سے مرغی جنم لیتی ہے یہی حال جذبے اور عقیدے کا ہے ۔انسانی ذہن میں کبھی پہلے کوئی جذبہ پیدا ہوتا ہے

Marfat.com

اور اس سے پھر عقیدہ جنم لیتا ہے اور کبھی عقیدے کی کوکھ سے جذبے کی ولادت ہوتی ہے۔ لیکن مجھ سے اگر کوئی پوچھے تو میں یہی کہوں گا کہ انسانی زندگی میں جذبے کی اہمیت عقیدے سے زیادہ ہے۔

ایٹم، بجلی اور بھاپ کی طرح جذبے کی طاقت بھی دو طرح استعمال ہو سکتی ہے۔ اچھے کام کے لیے بھی اور برے کام کے لیے بھی، تعمیر کے لیے بھی تخریب کے لیے بھی۔ مفید طور پر بھی اور مضر کام کے لیے بھی، تباہی کے لیے بھی اور ترقی کے لیے بھی۔ یہ فیصلہ کرنا آپ کا اور ہمارا کام ہے کہ آپ اور ہم اس جذبے کی طاقت، یعنی اندرونی خفیہ ہتھیار کس مقصد کے لیے استعمال کر رہے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ جذبے اور عقیدے کی حرارت موجود ہو تو پھر زندگی سے اور کڑی سے کڑی آزمائش کے موقع پر ہزاروں لاکھوں ایٹم بموں اور ہائیڈروجن بموں سے زیادہ طاقتور ہوتی ہے۔ دنیا کا کوئی فرد بشر ایسا نہیں جو عقیدے کی طاقت سے محروم ہو۔ ہر شخص کی روح میں یہ خفیہ ہتھیار موجود ہوتا ہے۔ بدنصیبی صرف یہ ہے کہ لوگ اس خفیہ ہتھیار کی موجودگی اور اس کی بے پناہ طاقتوں سے واقف نہیں ہوتے۔ جو پہچان گیا تو وہ پھر اس قولِ بزرگان کا مصداق ہو جاتا ہے۔

مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ۔

ترجمہ: جس نے اپنے آپ کو پہچان لیا اس نے اپنے رب کو پہچان لیا۔

ضمناً بات آ گئی ہے۔

یہ ہی ثابت ہو گا کہ تمام کاموں کی بنیاد جذبہ اور عقیدہ ہے اور صرف عقیدہ ہے۔ ہمارے پاس جذبے کی وہ حرارت موجود نہ تھی جو بری طرح شکست کھا گئے۔ کاش کہ ہمیں اگر اس خفیہ طاقت اور ہتھیار کا علم ہو جائے تو زندگی موت تک کو مسخر کیا جا سکتا ہے۔

بجھی آتش عشق اندھیر ہے ~~~ مسلماں نہیں راکھ کا ڈھیر ہے

یہ آتش وہی جذبہ ہے۔ کچا گوشت خواہ کتنا ہی اچھا ہو کون کھانا پسند کرتا ہے؟

بات طویل ہو رہی ہے۔ خصائص شریف (*) کے ترجمہ کی بنیاد بھی اِک جذبہ اور عقیدہ بنا۔ کسی کام کی دھن، جذبہ و عقیدہ بھی یہی عطا کرتے ہیں اور بڑے مزے کی بات یہ ہے کہ عمل کو جنم بھی یہی دیتے ہیں اور رہنمائی بھی آپ ہی کرتے ہیں۔

خود کوزہ، خود کوزہ گر، خود رند و سبو کش
راہ بھی آپ، راہ رو بھی آپ، منزل بھی آپ

ترجمہ: خود ہی صراحی، خود ہی صراحی بنانے والا، خود ہی رند اور خود ہی جام پینے والا۔

لیکن اس میں دو چار مشکل مقام بھی آتے ہیں، کسی نے کیا اچھا کہا ہے۔

راہروانِ محبت کا خدا حافظ ہے
اس راہ میں دو چار سخت مقام آتے ہیں

جذبہ کا دوسرا نام غم ہے۔ کسی خوش نصیب کو یہ غم نصیب ہوتا ہے۔

الٰہی سارے عالم کو یہی آزار ہو جائے

میر دردؔ نے تو اس حقیقت کو یوں واضح کیا ہے۔

غم رہا جب تک تو دم میں دم رہا
دم کے جانے کا نہایت غم رہا

یہ غم ہی کشاں کشاں وادیٔ سوات لے آیا۔ جس کام کے لیے ابھی چھ ماہ درکار تھے، اس جذبہ کی رہنمائی ملاحظہ فرمائیے، وہ کام صرف دس دن میں تکمیل کو پہنچ گیا۔ شاید آپ یقین نہ کریں، جو دو گھنٹے کام کیا آٹھ آٹھ دس دس صفحات ترجمہ کر دیے۔ واہ رے جذبے کہ جو حصہ طبع کرانا ہے وہ حصہ آج صبح مدین فگار ہوٹل کی بالائی منزل پر پایۂ تکمیل کو پہنچا۔

(*) ابوالوفا حضرت صدیق احمدؒ (1916ء تا 1974ء/1334ھ تا 1394ھ) نے علامہ جلال الدین سیوطیؒ (1445ء تا 1505ء/849ھ تا 911ھ) کی سیرتِ نبوی ﷺ پر عربی زبان کی معروف

Marfat.com

کتاب خصائص کبریٰ کا ترجمہ کیا جو "ذکرِ خیر الوریٰ" کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔ اس مقصد کے لیے آپ نے وادیٔ سوات کے شہر مدین میں قیام فرمایا، جس کا یہاں تذکرہ کیا جا رہا ہے۔ اس ترجمہ کا دیباچہ اور تعارف جناب علامہ غلام رسول سعیدی مدظلہ [جو تفسیر تبیان القرآن، شرح صحیح مسلم اور شرح صحیح بخاری کے مصنف ہیں] اور حضرت ضیاء الامت، جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہریؒ نے لکھا۔

❀❀❀❀

مکتوب نمبر 40

بنام خواجہ محمد اکرم صاحب ساکن گوجرانوالہ

عزیز گرامی اسلام علیکم

خیریت دو جہاں مطلوب۔ اصل کام تو تھا سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں خصائصِ (کبریٰ) کا ترجمہ جس کی دھن سر پر سوار ہے لیکن پنجاب کی بھون دینے والی گرمی کی شدید لہر کچھ بھی کرنے نہ دے رہی تھی۔ پچھلا ہفتہ عشرہ تو ایسا گذرا جیسے توے پر دانۂ اِسپند۔ شدید گرمی سے مات کھا کر وادیٔ سوات میں پناہ لینے کے لیے مدین پہنچ گیا ہوں۔ خیال تو یہ تھا یہاں کی خوشگوار فضا قلب اور ذہن کو تازہ ولولہ عطا کرے گی اور نئے عزم سے کام شروع کروں گا۔ دربارِ مجبوبی سے مردان پہنچا۔ جس عزیز دوست کی کوٹھی پر ٹھہرا وہاں تمام اسبابِ راحت ہوتے ہوئے گرمی وہاں بھی اپنا رنگ دکھا رہی تھی، کسی کروٹ چین نہ آ رہا تھا۔ اسی عزیز نے میرے آنے سے پہلے میری خاطر وادیٔ سوات کا گھوم کر چکر لگایا تا کہ میرے حسبِ مزاج اور طبع کوئی اچھی جگہ منتخب کی جا سکے چنانچہ انہوں نے مدین پسند کیا۔ خدا خوش رکھے ان مخلص دوستوں کو جو مجھ جیسے ہیچ کارہ اور ناکارہ سے حسنِ ظن رکھتے ہیں اور ان کو یہ حسنِ ظنی مخلصانہ خدمت پر ابھارتی ہے اور اس جذبہ سے کچھ ایسے سرشار ہیں کہ بہت کچھ کر گذرتے ہیں۔ ایسے دوستوں کے لیے کیوں نہ کلمہ خیر زبان پر آئے؟ اللہ تعالیٰ ان کا حامی و ناصر ہو۔ پانچ روپے روز پر کمرہ لے لیا گیا

Marfat.com

ہے۔انہی کی جیپ پر یہ پہاڑی سفر طے کیا۔ پہاڑ کے یہ بَل کھاتے ہوئے راستے اور اس کے یہ پیچ وخم اور پیچ در پیچ موڑوں اور انتہائی گہرے نشیب وفراز سے نہیں گذرتی؟

زندگی کی منزل میں نہ قُرب کا پتہ چلتا ہے نہ بُعد کا۔قرب سے ہی بُعد کی راہیں نکلتی ہیں اور بُعد کی پُر پیچ راہوں اور تنگ پگڈنڈیوں سے قرب کی راہیں نکلتی ہیں۔ نہ فراق کہ پتہ چلتا ہے نہ وصال کا۔مچھلی جس کی جان پانی ہے، پانی میں رہ کر العطش العطش (پیاسی پیاسی) پکار رہی ہے اور ایک ایک بوند کے لیے پانی کی سطح سے منہ کھول کر ترس رہی ہے۔

نہ او بے مایہ ما بے او چہ حال است
فراقِ ما فراق وصال است

ترجمہ: وہ (میرا محبوب) تو بے سرمایہ نہیں ہے مگر اس کے بغیر میرا حال کیسا ہے؟اس سے میری جدائی وصل جیسی جدائی بن گئی ہے۔

مردان سے مینگورہ پہنچے۔مینگورہ سے جو سفر شروع کیا تو دریائے سوات سڑک کے ساتھ ساتھ بہہ نہیں رہا تھا بلکہ پتھروں سے سر پھوڑ رہا تھا۔نہ معلوم کس کے فراق میں یہ تلاطم خیز لہریں اپنے سر نوکیلے پتھروں سے پھوڑ رہی تھیں، ٹکرا رہی تھیں، مگر ناکام واپس ہو جاتیں۔ یہ لہریں کس لذت سے سرشار ہیں کہ باز نہیں آتیں ع

عجب چیز ہے لذتِ آشنائی

سکونِ قلب کے متلاشیوں کو درس دے رہی تھیں کہ سکون ہے تو اسی سر پھوڑنے اور ٹکرانے میں ہے ع

اپنا مقدر آزما سَر بھی ہے سنگِ در بھی ہے

اصل محبت کی حقیقت بھی تو اس کے سوا کچھ نہیں کہ از اول تا آخر آزمائش ہی آزمائش ہے، اور پھر آستانہ یار کو نہ چھوڑنا بلکہ سَر پھوڑنا اور بس۔ یہ لہریں ازل سے تا ابد

Marfat.com

آستانہ یار پر سر پھوڑنے اور ٹکرانے میں مست و الست ہیں۔اس ٹکراؤ سے ہنگامہ خیز تموج اور تموج سے ایک شور بلند ہو رہا تھا۔اس کی حقیقت تک پہنچنے کے لیے میری روح ان لہروں کے اندر جا پہنچی، تو سبحان اللہ، کیا دیکھا کہ ہر قطرہ انا البحر کی صدا لگا کر مستانہ وار رقص کر رہا ہے اور کہہ رہا ہے "او بے خبر! تو بھی قطرہ، میں بھی قطرہ مگر تو اپنی حقیقت سے نا آشنا اور میں اپنی حقیقت کا شناسا۔آ مجھ سے درسِ معرفت لے۔" الغرض جیپ تیزی سے جا رہی تھی۔ یہ پہاڑیاں، یہ درے، یہ پُر پیچ راستے کتابِ زندگی کے ورق معلوم ہو رہے تھے جو تیزی سے الٹے جا رہے تھے ع

صد بیاباں بگذشت و دیگر در پیش است

ترجمہ: سینکڑوں جنگل گزر چکے ہیں اور بہت سوں کا ابھی سامنا ہے۔

کہ مدین آگیا۔موسم نہایت خوشگوار، خنکی فضا میں بسی ہوئی۔ دریائے سوات سامنے بہہ رہا ہے، سبزہ پوش پہاڑیاں عجب منظر پیش کر رہی ہیں۔ناکھ کے پیڑ قطار اندر قطار یوں بہار دے رہے ہیں جیسے نمازی صف بستہ کھڑے ذکرِ الٰہی میں جھوم رہے ہوں۔کیا کہوں، یہاں تو فطرت نے اپنے حسین چہرہ سے نقاب الٹ کر رکھ دیا ہے اور جلوے نظر آرہے ہیں اور دعوتِ نظارہ عام۔فطرت اسی لیے تو کہہ رہی ہے:

اَفَلَا یَنۡظُرُوۡنَ اِلَی الۡاِبِلِ کَیۡفَ خُلِقَتۡ ﴿۱۷﴾ وَ اِلَی السَّمَآءِ کَیۡفَ رُفِعَتۡ ﴿۱۸﴾ وَ اِلَی الۡجِبَالِ کَیۡفَ نُصِبَتۡ ﴿۱۹﴾ [الغاشیۃ:17و18]

ترجمہ: کیا یہ لوگ اونٹوں کو نہیں دیکھتے کہ کیسے بنائے گئے ہیں۔اور آسمان کو نہیں دیکھتے کہ کیسے بلند کیے ہیں۔

کمرے میں سامان رکھا، چائے پی، رفیقانِ سفر واپس چلے گئے۔اپنا کام شروع کر دیا۔صبح تک تین صفحے ترجمہ کر دیا۔کل بھی تین صفحے ترجمہ کیا، گویا دو دن میں چھ صفحے ترجمہ ہو گیا۔سب کاموں سے فارغ ہو کر یہاں آیا ہوں۔عطا محمد (*) کو ہمراہ نہیں

Marfat.com

لایا، گھر کے امور کی نگرانی اس کے سپرد کی ہے تا کہ ذہن اس کی طرف متوجہ نہ ہو۔ یہاں سب سے بیگانہ، تنہائی، سکون میسر۔ غرضیکہ اس کام کے لیے جس قسم کا ماحول درکار تھا وہ بحمداللہ میسر ہے۔ ترجمہ کرتے کرتے تھک جاتا ہوں، جسم دکھنے لگ جاتا ہے تو کتاب بند کی لیٹ گیا۔ رفیق سفر دبانا شروع کر دیتا ہے۔ ہوٹل سے پشاوری قہوہ کی دو پیالیاں بنوا کر لے آتا ہے اور کہتا ہے "پی لیجیے تھکن دور ہو جائے گی۔" قہوہ پیا تازہ دم ہوا، پھر کام شروع کر دیا۔ خیال یہ ہے کہ یہ کام تکمیل تک پہنچ جائے تو واپس آجاؤں۔ جس رفتار سے کام اب ہو رہا ہے اندازہ یہی ہے کہ کم از کم دو ہفتے اور لگ جائیں گے۔ نصف کتاب کا ترجمہ پورا ہو جائے گا۔

(*) باباجی عطا محمد کا تعارف مکتوب نمبر 26 میں ملاحظہ ہو۔

مکتوب نمبر 41

بنام خواجہ محمد اکرم صاحب ساکن گوجرانوالہ

عزیز گرامی اسلام علیکم

خیریت ہر دو جہاں مطلوب۔ کل مکتوب موصول ہر کر کاشفِ حال ہوا۔

بازی لاگی پریم کی اور لاگی پی کے ساتھ
میں جیتی تو پی میرے جو ہاری تو پی کے ساتھ (*)

گھاٹا کسی صورت میں نہیں۔ یہ پیچ و تاب کھا کھا کر خود ہی ٹھیک ہو جائے گا۔

بندہ جمعرات کو گھر آچکا ہے۔ جمعہ شریف پر بہت بڑا اجتماع ہو گیا۔ صوفی نذیر شاہ صاحب (#) نے تقریر کی۔ مجھے تیمار دار بولنے کی اجازت نہ دیتے تھے۔ تاہم بمشکل پانچ منٹ کی اجازت ملی۔ بیان کو موضوع اوپرا (عجیب) سا زبان پر آگیا جو پنجابی زبان کا دوسخنہ ماہیا (تھا)۔

Marfat.com

تیرے لونگ دا پیا لشکارا تے ہالیاں نے ہل ڈک لے

ترجمہ: تیرے حسن کی چمک پڑی تو کسانوں نے اپنے ہل روک دیے۔

بجائے پانچ منٹ کے پچیس منٹ ہو گئے۔تاہم اہلِ مجلس پر جو مُردنی چھائی تھی وہ دور ہو گئی۔اب بفضلہ تعالیٰ چل پھر رہا ہوں۔نماز مسجد میں باجماعت ادا کرتا ہوں لیکن ابھی اشارہ سے ادا کرتا ہوں۔کمزوری بے حد ہے۔دیکھیے عرس شریف تک کیا حال رہتا ہے۔آپ گھبرائیں نہیں انشاء اللہ حالات بہتر ہونے کی امید ہے۔صحبت اور استعداد شرط ہے۔تمام احباب کو اسلام علیکم۔

فقط والسلام

آپ کا سیدوی

(*) اسی مضمون کو پروین شاکر نے ان الفاظ میں ادا کرنے کی کوشش کی ہے۔

اس شرط پہ کھیلوں گی پیا پیار کی بازی جیتوں تو تجھے پاؤں ہاروں تو پیا تیری

(#) صوفی نذیر شاہ صاحبؒ نہایت پرہیزگار اور صاحب مرتاض انسان تھے۔معمولات کے سختی سے پابند تھے۔شخصیت مسحر کن نہ تھی۔انہوں نے تقریباً دس برس کی عمر میں میرے جدامجد خواجہ محبوب عالمؒ سے بیعت کی۔اپنا سلسلہ بھی جاری کیا جسے ان کے نیک سیرت پوتے سید اعجاز احمد کامیابی سے چلا رہے ہیں۔غالباً 1991ء یا 1992ء میں کامونکی میں وفات پائی۔

مکتوب نمبر 42

بنام خواجہ محمد اکرم صاحب ساکن گوجرانوالہ

مخلصم فی اللہ حفظک اللہ تعالیٰ اسلام علیکم

خیریت ہر دو جہاں مطلوب۔تین شب آپ کے مکان پر قیام ہوا۔پہلے روز بیٹھک ہوئی پھر محفلِ ذکر ہوئی اس کے اثرات حاضرین کے طبائع پر کیا ہوئے، اس کا اندازہ تو سامعین ہی کر سکتے ہیں بہرحال جو کچھ ہوا کسی حد تک اچھا ہوا۔عزیز! علم جب ذہن

میں داخل ہوتا ہے تو پھر نئے سے نئے انداز میں سوچنا اور اس کا اظہار تقریروں اور تحریروں کی صورت میں ہوتا ہے۔ ہزاروں رسائل، اخبار، تصانیف روزانہ پڑھتے اور سَر دُھنتے ہیں لیکن مزاج تبدیل نہیں ہوتا، جیسا کہ ہماری تمام قوم کا حال ہے۔اور ہمارے سامنے جب علم دل میں داخل ہوتا ہے تو پھر یہ علم قوموں کے قوم کے افراد کے مزاج تبدیل کر دیتا ہے۔ مولانا رومؒ نے اس فلسفہ کو اپنے شعر میں یوں بیان فرمایا ہے۔

علمِ انوار است در سینہ رجال   نے زراہِ نے دفتر و قیل و قال

ترجمہ: انوار کا علم کتابوں اور بحث و تمحیث کی بجائے مردانِ خدا کے سینوں سے حاصل ہوتا ہے۔

نہ معلوم یہ باتیں جو آپ مدت سے سُن رہے ہیں اسے دل میں کیوں داخل نہیں ہونے دیتے؟ دل کے دروازے آپ نے کیوں بند کر لیے ہیں؟ یہ ایک علمی اور ذہنی خواب ہوتا ہے، جب علم ذہن تک محدود ہو۔دلیل یہ ہے دل میں نہ داخل ہونے کی کہ آپ کی عملی حالت بہت کمزور ہوتی جا رہی ہے یعنی اصلی ڈگری سے نیچے آ رہے ہیں۔ یہ حالت نہایت خطرناک ہے۔آپ کا تمام گھر بھی اس میں مبتلا ہے، بیوی کیا بچے کیا، اور خود کیا۔

جب کوئی دوست مجھ سے مشورہ لے اور میں اس کو مناسب نہ سمجھوں تو میں نے یہ کبھی نہیں کہا کہ تم نہ کرو بلکہ یہ کہا کرتا ہوں کہ ''بھئی میں تو اس کام سے واقف نہیں ہوں میں کیا مشورہ دے سکتا ہوں؟ باقی تم اپنے تجربہ اور عقل سے کام لو میں دعا گو ہوں۔'' تو اس سے یہ سمجھیے کہ میرا مشورہ نہیں ہے ورنہ اجازت دیتا ہوں۔جب آپ نے مجھ سے بَس خریدنے میں مشورہ لیا تو یہی الفاظ میں نے کہے تھے۔میں نے سمجھا آپ ایک معقول اور دانشور انسان ہیں سمجھ لیں گے، لیکن ایسا نہ ہوا۔اس کا نتیجہ ظاہر ہے۔اب کیا کرنا ہے؟ باہمت لوگوں کے لیے ناکامی مزید ہمت کا پیش خیمہ ہوا کرتی ہے۔ ہر تخریب میں تعمیر پوشیدہ ہے اور ہر تعمیر میں تخریب پوشیدہ ہوا کرتی ہے۔گھبراہٹ اچھی نہیں۔استقامت بہ از کرامت۔تمام اہلِ خانہ پنجگانہ نماز کی عادت ڈالیں اور آپ پچھلی

Marfat.com

رات اٹھا کریں۔ پچھلی رات اٹھنا بھی عبادت ہے۔ اگر آپ اس پر آمادگی ظاہر کریں تو پھر آپ کو ایک کام اللہ کا نام بتلادوں گا جسے آپ مصلہ پر بیٹھ کر پڑھا کریں انشاء اللہ حالات ضرور تبدیل ہوں گے۔ جب آپ بدل جائیں گے تو حالات کیوں نہ بدلیں؟ آپ نہ بدلیں تو حالات کیوں بدلیں؟ اگر آپ کے عمل کی یہی حالت رہی تو پھر کچھ کہہ نہیں سکتا۔ جواب کا آنا ضروری ہے۔ اگر گھر پر نہ کر سکتے ہوں تو کچھ عرصہ میرے پاس آ جائیں پھر عادت ہو جائے گی اور پھر عبادت۔

فقط والسلام

دعا گو صدیق احمد

❁❁❁❁

مکتوب نمبر 43

بنام خواجہ محمد اکرم صاحب ساکن گوجرانوالہ

از سرگودھا

عزیز گرامی سلمک اللہ تعالیٰ

مستدعی صحت و عافیت بخمس الاوقات۔ خیال تو تھا کہ گوجرانوالہ ہوتا ہوا سرگودھا جاؤں گا اور آپ کی بیمار پرسی بھی کرتا جاؤں گا مگر صوفی محمد اسحاق صاحب (*) اس بات کے گواہ ہیں کہ تیماردار احباب صرف میری صحت کی خاطر نہ مانے۔ ان کی نیت بھی بخیر ہی تھی۔ بس مجبور ہو گیا اور وایا (via؛ براستہ) شیخوپورہ سرگودھا پہنچا۔ الحمد للہ کہ یہ تین گھنٹے کا سفر نہایت آرام سے گذرا کوئی گھبراہٹ وغیرہ نہ ہوئی اور تادمِ تحریر بصحت ہوں۔ کمزوری بے حد ہے مگر تدریجاً ٹھیک ہو جائے گی۔ صوفی محمد اسحاق صاحب کی زبانی آپ کے حالات معلوم ہوئے۔ وہ فرماتے تھے کہ عزیز کو گھبراہٹ زیادہ ہے۔

Marfat.com

یہ کوئی نئی بات نہیں ۔ ہر تکلیف اور ہر حادثہ و مصیبت، گھبراہٹ و پریشانی ہی تو لے کر آتا ہے ورنہ پھر حادثہ کے کیا معنی ہوئے؟ اگر غور سے کام لیا جائے تو سالک کے لیے، خواہ وہ کسی درجہ کا ہو، کاروبار میں خسارہ، مالی تفکرات، ذہنی پریشانیاں، گھر کی ناچاقیاں، اولاد کی نافرمانیاں، یہ سب ایک قسم کی ریاضتیں ہی ہیں اور مجاہدات میں شامل ہیں، جن کا مقصد یہ ہے کہ سالک کی طبیعت کے اندر سوز و گداز پیدا ہو۔ اس کا دل خشوع و خضوع کے ساتھ مالکِ حقیقی کے حضور جھکے۔ سالک کا میلان اسباب سے ہٹ کر مسبّب کی طرف ہو جائے اور سالک اپنی تیرہ و تاریک دنیا میں اجالا حاصل کر سکے اور بس۔ پراگندگیٔ خاطر اس راہ میں اچھی علامت نہیں۔ افسوس تو یہ ہے کہ ابھی تک کسی دوست کو کوئی بات سمجھ میں نہیں آئی اور نہ ہی کوئی سمجھنے کی کوشش کر رہا ہے اور سب ہاتھ چومنے تک محدود ہیں۔ کاش کوئی رازداں ہوتا اور سمجھتا۔

اب ہو رہے گا عشق و ہوس میں بھی امتیاز
آیا ہے جب مزاج تیرا امتحاں پر

تمام احباب کو اسلام علیکم

فقط والسلام

صدیق احمد سیدوی

(*) صوفی محمد اسحاق صاحب کا تعارف مکتوب نمبر 3 میں پیش کیا جا چکا ہے۔

مکتوب نمبر 44

بنام خواجہ محمد اکرم صاحب ساکن گوجرانوالہ

عزیزم مخلصم فی اللہ حفظك اللہ تعالیٰ

اسلام علیکم۔ خیریت ہر دو جہاں مطلوب۔ پرسوں مکتوب اس وقت موصول ہوا

Marfat.com

جس وقت ایک مضمون ''سرکار انبالوی (حضرت توکل شاہ صاحبؒ) کی ولایت کی چند جھلکیاں''، مکمل کر رہا تھا جسے اشاعت کے لیے (ماہنامہ) سلسبیل بھیجنا تھا کیونکہ اس ماہ میں آپ کا وصال ہوا۔ دربار شریف کی حاضری تو نہ ہو سکی، خیال آیا چلو بطور یادگار چند باتیں ہی شائع کر کے کچھ اپنے ذوق کا سامان مہیا کیا جائے۔ ویسے چار ربیع الاول جمعہ شریف پر سرکار (توکل شاہؒ) انبالوی اور میاں (شیر محمد) صاحب شرقپوریؒ کی ارواحِ مقدسہ کی خدمت میں کھانا پکا کر ایصالِ ثواب کیا گیا اور حسبِ وقت کچھ بیان بھی کر دیا گیا۔ اس مضمون کا نثری عنوان تو ہے ''گلشن عرفان کا ایک پھول'' اور شعری عنوان ہے۔

آؤ حسنِ یار کی باتیں کریں　　　زلف کی رخسار کی باتیں کریں

ماخذ تو ذکرِ خیر ہی ہے لیکن الفاظ اور زبان اپنی استعمال کی ہے۔ سب باتیں عقیدت کی ہیں۔ عقیدت سے جذبہ پیدا ہوتا ہے اور کبھی جذبہ سے عقیدت جنم لیتی ہے۔ عقیدت نام ہے کسی خیال کے نہایت پختہ ہونے کا۔ عقیدت کی آبیاری دلائل سے بھی ہوتی ہے اور محبت سے بھی۔ جس عقیدت کی آبیاری محبت کے پانی سے ہوتی ہے وہ نہایت پختہ ہوتی ہے، وہ کبھی ٹوٹتی ہی نہیں۔ دلائل سے بھی عقیدت کی آبیاری ہوتی ہے لیکن یہ اتنی پختہ نہیں ہوتی۔ یہ بالمقابل مضبوط دلائل سے ٹوٹ بھی جاتی ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کی عقیدت کی آبیاری دلائل سے نہ تھی بلکہ سراسر محبت سے تھی۔ اسی لیے ان پاک نفوس کی عقیدت نہایت پختہ اور زبردست پکی تھی۔ جتنی عقیدت پختہ ہو گی اتنا ہی اس کا ظہور ہو گا۔ ایسی عقیدت کے ظہور حیران کن ہوئے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ایسی عقیدت عنایت کریں۔ مذہب کا تمام دارومدار اسی شخصی عقیدت پر ہے۔ اگرچہ مذہب نے اس پر حدود لگا دی ہیں تاہم بنیاد وہی شخصی عقیدت ہے۔

الحمد للہ سفر نہایت آرام سے گذرا۔ جون کے آخر میں جبکہ محمد احمد کا امتحان ہو

جائے گا پھر ایبٹ آباد یا مانسہرہ چند روز گذارنے کا ارادہ ہے۔ شیخ منظور صاحب یقینا گجرات آچکے ہوں گے، مجھے ابھی تک ان کی اطلاع نہیں آئی۔ حسن ابدال سے واپسی پر خیال تھا کہ ان سے ملتا چلوں لیکن گجرات پہنچتے پہنچتے شام ہو چکی تھی بس سیدھے گھر ہی چلا آیا۔ اب پتہ کر کے پھر کوئی پروگرام بنایا جائے گا۔

عزیز! اگر ڈاکٹروں کی رائے کے مطابق آپریشن کرانا ضروری ہے تو ٹھیک ہے کرالیں، کیا مضائقہ ہے؟ اللہ تعالیٰ اپنا فضل فرمائیں۔ عزیز! دنیا یوم چند، آخر کار با خداوند جلشانہ۔ اللہ بس باقی ہوس۔ تمام احباب کو اسلام علیکم۔

فقط والسلام

دعا گو صدیق احمد سیدوی

❁❁❁❁

مکتوب نمبر 45

بنام خواجہ محمد اکرم صاحب ساکن گوجرانوالہ

عزیز گرامی حفظک اللہ تعالیٰ

مزاج بخیر

سردی کی شدید لہر ہر سفر سے مانع رہی۔ ڈاکٹر صاحب سے بھی تا حال نہیں مل سکا کافی عرصہ گذر چکا ہے۔ شاید اسی ہفتہ عشرہ میں لاہور کا سفر کرنے پر طبیعت آمادہ ہو جائے۔ خط تحریر کرنے کی وجہ یہ ہوئی کہ تعمیرِ روضہ شریف کے لیے میرا خیال ہے کہ چند دوستوں کی ایک کمیٹی تشکیل دے دی جائے اور کام باضابطہ طور پر ان کے سپرد کر دیا جائے۔ اس کمیٹی میں بزمِ توکلیہؒ کی طرف سے بطور نمائندگی آپ کا نام میرے ذہن میں آیا ہے۔ تین چار دوستوں کے اور نام میرے ذہن میں ہیں۔ گجرات کے حاجی منظور

صاحب (*)۔ لاہور سے محمد اشرف (#) اور بھگوانہ سے میر شفاعت علی صاحب ($)۔
خیال یہ ہے کہ اس کا پہلا اجلاس گوجرانوالہ میں آپ کے مکان پر کیا جائے اور یہ سب دوست وہاں اکٹھے ہو جائیں اور مشورہ کر کے قدم اٹھا دیا جائے۔ یہ اجلاس مارچ میں بلا لیا جائے۔ اس میں بزمِ توکلیہ کے ارکان کا مشورہ درکار ہے۔ واپسی جواب دیں تاکہ ان احباب کو خط لکھ دیے جائیں تاکہ وہ وہاں پہنچ سکیں۔ نیز یہ مشورہ بھی دیں کہ مارچ کی کن تاریخوں میں یہ اجلاس بلایا جائے؟ تمام احباب کو اسلام علیکم۔

فقط والسلام

آپ کا صدیق احمد سیدوی

(*) شیخ محمد منظور گجراتی، حضرت حبیب اللہ شاہؒ کے متعلقین میں سے تھے۔ میرے والد ماجد سے عقیدت کا تعلق رکھتے تھے۔ جو شخص شیخ صاحب کی عزت کرتا، شیخ صاحب اس پر قربان ہو جاتے۔ بہت سے لوگوں نے ان کی اس عادت کا خوب فائدہ اٹھایا۔ ہم بھائیوں میں موجود فاصلے کو پاٹنے کی بجائے بڑھانے میں کردار ادا کیا (اللہ تعالیٰ انہیں معاف فرمائے۔) انہوں نے گجرات میں فلاحی کام کیے جن میں ایک خواجگان ہسپتال کی شکل میں ہے۔ گجرات میں ہی وفات پائی۔

(#) لاہور کے مضافات میں قصبہ راجہ جنگ کے رہائشی تھے اور لاہور میں قلعہ گجر سنگھ میں قیام پذیر ہو گئے تھے۔ مفلس مگر مخلص تھے۔

($) میر سید شفاعت علی زیدیؒ کا تعارف مکتوب نمبر 13 میں پیش کر دیا گیا ہے۔

❀❀❀❀

مکتوب نمبر 46

بنام خواجہ محمد اکرم صاحب ساکن گوجرانوالہ

از ایبٹ آباد

عزیز گرامی حفظک اللہ تعالیٰ

اسلام علیکم۔ پنجاب کی شدید گرمی سے پناہ لینے کے لیے ترکِ وطن کر کے یکم

Marfat.com

جولائی کو اسلام آباد آیا۔ دو تین روز قیام کر کے ایبٹ آباد پہنچا۔ یہاں موسم خوشگوار ہے۔ کل سرِ شام خوب بارش برسی جس سے موسم نہایت خوشگوار ہو گیا۔ رات کو تو ویسے بھی اندر سونے کو طبیعت چاہی۔ علی محمد اتوار کو لاہور چلا گیا تھا۔ اسے چند کاپیاں دی تھیں وہ آپ کو مل گئی ہوں گی، تین کاپیاں گھر رہ گئیں۔

جب ذہن ذرا سکون پر ہوتا ہے تو خصائص شریف (خصائص کبریٰ) کا ترجمہ شروع کر دیتا ہوں۔ جب تھکن محسوس ہونے لگتی ہے یا ذہن کسی اور طرف چلا جاتا ہے تو کتاب کاپی و قلم رکھ دیتا ہوں۔ ابھی ہفتہ عشرہ یہاں ہی قیام کا ارادہ ہے۔ امید ہے اگر طبیعت یوں ہی رہی تو ترجمہ کا کام کافی ہو جائے گا۔ ابھی ایک ورق کا ترجمہ کر کے باہر برآمدہ میں سستانے کے لیے آلیٹا ہوں۔ فوراً ذہن گوجرانوالہ میں پہنچ گیا اور خط لکھنے بیٹھ گیا۔ عزیز گرامی! یہ شعر میرے حال کے مطابق ہے آپ کو بھی سنا دیتا ہے۔

ذکر سے جن حادثوں کے دم رکتا تھا کبھی
وقت کی مجبوریوں سے سب گوارا کر لیے

الحمدللہ نہ نیت بری ہے نہ طبیعت، لیکن مجبوریاں پھر مجبوریاں ہیں (جو) انسان کے متعلق شکوک و شبہات پیدا کرنے کا باعث بن جاتی ہیں۔ شہنشاہِ کونین ﷺ مگر بوریا نشین، کسی بیگانے سے قرض لے بیٹھے اور وقت پر ادا نہ کر سکے۔ راہ میں جا رہے تھے کہ اس نے دیکھ کر آپ کی گردن میں چادر ڈال کر اتنا بٹہ دیا کہ آپ کی رگیں پھول گئیں۔ دوستوں میں عمر رضی اللہ عنہ جیسا غیور ہمراہ تھا وہ (یعنی حضرت عمرؓ) اسے (یعنی قرض خواہ کو) ڈانٹنے لگے مگر آپ ﷺ نے بجائے قرض خواہ کے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ڈانٹا کہ وہ تو اپنا حق مانگتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم پر رحم فرمائے۔

تمام دوستوں کی خدمت میں عرض ہے کہ طریقت، اسلام اور مذہب کی روح ہے اس کی خدمت عین اسلام کی خدمت ہے۔ یہ خدمت کرنے میں ایثار و قربانی سے

Marfat.com

کام لیں۔یقین ہے یہ خدمت دو جہان کا آسرا بن جائے گی۔ایثار کا جذبہ ہی کامیابی سے ہمکنار کر دیتا ہے۔یہ کسی مجلس میں سب دوستوں کو سنا دیں۔اگر ہو سکے تو چارٹ بنا کر بزمِ توکلیہ کے دفتر میں لگا دیں،شاید کوئی دوست فائدہ اٹھائے۔

1۔ طریقت کی موت اسلام کی موت ہے اس لیے اپنے قول و فعل،اپنے اوراد و وظائف کی خلوتوں اور ذکرو اذکار کی محافل کی جلوتوں،تصورات،تفکرات کی پاکیزگیوں سے اسے زندہ رکھنے کی کوششوں میں مصروف اور سرگرمِ عمل رہیں تاکہ حیاتِ طیبہ حاصل کر سکیں۔

2۔ طریقت شخصی اصلاح پر زور دیتی ہے اور شخصی اصلاح کو مقدم سمجھتی ہے۔اس لیے طریقت کا متعلم بجائے دوسروں کے اپنی اصلاح پر کڑی نظر رکھے۔

3۔ سب سے مشکل اور کٹھن مرحلہ اپنی اصلاح ہے۔سب سے آسان ترین کام دوسروں پر نقطہ چینی ہے،اس سے بچیں۔

اللہ آپ سب کا حامی و ناصر۔تمام احبابِ طریقت کو اسلام علیکم

فقط والسلام

نیازمندِ فقرا صدیق احمد

❁❁❁❁

مکتوب نمبر 47

بنام خواجہ محمد اکرم صاحب ساکن گوجرانوالہ

عزیزم مخلصم فی اللہ حفظک اللہ مع المتعلقین

اسلام علیکم۔خیریت ہر دو جہاں مطلوب۔آج خود بخود ذہن سے چند باتیں زبان سے قلم پر اور قلم سے کاغذ پر نقش ہوتی چلی گئیں،ہوسکتا ہے آپ کے لیے بھی مفید ہوں اس لیے تحریر کر رہا ہوں۔علم و عبادت کے ساتھ اگر نیک یا مردانِ خدا کی صحبت

Marfat.com

میسر نہ ہو تو یہ دونوں مزاجِ انسان کو درست کرنے میں غیر مؤثر ہیں۔ آسان ذریعہ اپنے سے بلند تر انسانوں کی صحبت ہے۔ نہ کتابوں کا مطالعہ انسان کو عالم باعمل بنا سکتا ہے اور نہ واعظوں کا وعظ۔ بعض اوقات عمر بھر کی ظاہری عبادت بر بنائے عادت، خواہ وہ ریا سے پاک ہو، وہ نتیجہ نہیں پیدا کر سکتی جو کسی اہلِ دل کی صحبت میں ایک لمحہ یا ایک مدت میں پیدا کر دیتی ہے۔ صحبت و سنگت بڑا مؤثر عامل ہے۔ صالح کی صحبت انسان کو صالح اور طالع کی صحبت انسان کو بد بخت بنا دیتی ہے۔ اگر زندگی کو مستنیر (*) اور ترقی پذیر بنانا چاہتے ہو تو پاکیزہ سیرت والے انسانوں کی صحبت سے فیض حاصل کرو۔ دیکھتے نہیں کہ روٹی انسان کا جزو بن جاتی ہے، بے جان چیز میں جان پڑ جاتی ہے۔ ایندھن جیسی نار و مردار کو جب آگ کی صحبت نصیب ہوتی ہے تو اس کی تیرگی انوار میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ مثل مشہور ہے۔

ہر کہ در کانِ نمک رفت نمک شد

ترجمہ: جو کوئی نمک کی کان میں گر گیا، نمک ہو گیا۔

ایک مردہ گدھا بھی اگر نمک کی کان میں مدفون ہو جائے تو ایک عرصہ کے بعد سراپا نمک بن جاتا ہے۔ نیک سنگت و صحبت اہلِ دل کے نزدیک اکسیر و کیمیا کا اثر رکھتی ہے۔ اس لیے کہ اہلِ دل کی صحبت سے عشق و محبت پیدا ہوتا ہے جو اہلِ دل کے نزدیک ہر مرض کی دوا ہے خواہ وہ مرض اخلاقی یا جسمانی ہو۔ مردانِ خدا کے نزدیک محبت ہی اصل دین ہے جس کے مقابلے میں تمام شعائر و شرائع ثانوی حیثیت رکھتے ہیں اور درحقیقت شعائر و شرائع کی کسوٹی بھی محبت ہی ہے۔ جو طرزِ عمل محبت کے معیار پر کھرا معلوم نہ ہو وہ اہلِ دل کی طریقت میں قابل رد ہے خواہ مفتی کچھ ہی فتویٰ دیتے پھریں۔ بقول مولانا رومی۔

مذہبِ عشق از ہمہ دیں جدا است

Marfat.com

ترجمہ: عشق کا مذہب تمام مذاہب سے مختلف ہے۔

اور بقولِ میر (تقی میرؔ) ۔

سخت کافر تھا جس نے پہلے میرؔ مذہبِ عشق اختیار کیا

اگر ظاہر و باطن میں کہیں تصادم ہو تو باطن کو ظاہر پر ترجیح ہے۔ اہلِ دل کے نزدیک محبت مصدرِ حیات بھی ہے اور مقصودِ حیات بھی، یہ منزل بھی ہے اور طریق منزل بھی۔ محبت ہی ایک ایسی اکسیر ہے جو مس خام کو کندن بنا دیتی ہے اور ہر مرض کا ازالہ کر دیتی ہے۔ ادیان میں علمائے ظاہر عقائد کی گتھیاں سلجھانے میں دست و گریباں ہوتے ہیں جنگِ ہفتاد و ملت بپا کرتے ہیں۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ وہ محبت کی لذت سے ناآشنا ہوتے ہیں۔

چوں ندیدند حقیقت رہِ افسانہ زدند

ترجمہ: جب وہ حقیقت کو نہ سمجھ سکے تو افسانے بنانے لگے۔

بعض اکابر صوفیا ایسے گذرے ہیں جو مریدوں کو نہ کسی خاص علم کی تلقین کرتے تھے اور نہ کشف و کرامات کا راستہ بتاتے تھے نہ عبادت کے خاص طریقوں پر زور دیتے تھے۔ ہر طالب کے لیے ان کے پاس یہی ایک تعلیم تھی کہ خدا سے اور اس کے بندوں سے محبت کرو، اس میں ترقی کرو گے تو سعادتِ دارین حاصل کرو گے۔ محبت وہ چیز ہے جو زندگی کی ہر تلخی کو شیرینی میں بدل دیتی ہے۔ مس خام کو زر بنا دے۔ تلچھٹ میں بادۂ صافی کا لطف پیدا کر دے۔ محبت غم کی دوا اور مرض کی شفا ہے۔ کانٹوں کو گلاب اور سرکہ کو شراب بنا سکتی ہے۔ محبت میں سولی پر چڑھنے والا محسوس کرتا ہے کہ میں تختِ عزت پر بلند ہو گیا ہوں۔ محبت سے تمام بوجھ خوشگوار معلوم ہوتے ہیں۔ محبت زندان کو گلستان بنا دیتی ہے اور بے محبت گلستان بھی آتشدان دکھائی دیتا ہے۔ نار کو نور اور دیو کو حور میں تبدیل کرنا محبت ہی کا کام ہے۔ پتھر کے دل اس سے پسیجتے ہیں۔ غم شادی میں

Marfat.com

تبدیل ہو جاتا ہے، نیش (زہر) کو نوش بنانا اسی کا کام ہے۔ محبت وہ چیز ہے کہ شیر اپنی درندگی بھول جاتا ہے اور چوہیا کی طرح دبک کر مسکین و عاجز معلوم ہوتا ہے۔ جس گھر میں محبت ہو وہ گھر روشن ہو جاتا ہے۔ شاہ کو بندہ بنانا، محمود کو ایاز کا غلام بنانا محبت ہی کا کرشمہ ہے۔ جو شخص زندگی سے بیزار و بے جان دکھائی دے اس کو محبت کی اکسیر پلا کر دیکھو اس میں کس طرح جان پڑ جاتی ہے۔ کوئی دین اس سے بہتر اور کیا مقصودِ حیات اور ذریعہ نجات بتا سکتا ہے۔ اس کی کمی ہی ہر چیز میں خرابی کا باعث ہے۔

سب احباب کو اسلام علیکم

(*) مُسْتَنِیْرْ: روشنی طلب کرنے والا۔

❀❀❀❀

مکتوب نمبر 48

بنام خواجہ محمد اکرم صاحب ساکن گوجرانوالہ

از لاہور ہوٹل، لاہور

عزیزم حفظک اللہ تعالیٰ

اسلام علیکم۔ خیریت ہر دو جہاں مطلوب و مقصود

کل حضرت مولانا عبدالعزیز صاحب (*) تشریف لائے تھے۔ ان کی زیارت سے بھی مشرف ہوا اور آپ کے حالات سے آگاہ ہوا۔ ان کا شکریہ۔ آپ گھبرائیں نہیں۔ طریقت کا سب سے اونچا اور چوٹی کا سبق ہے اللہ تعالیٰ پر حسنِ ظن رکھنا۔ بس آپ اللہ تعالیٰ پر حسنِ ظن رکھیں۔ جس کی طلب و تلاش میں تم نکلے ہو، جس کی محبت تمہیں اس طرف لائی ہے وہ بھی تمہیں چاہتا ہے اور تم سے محبت فرماتا ہے۔ بس یہی ایک خیال ہزار مشکل کا حل ہے۔ جب اللہ تعالیٰ بھی کسی بندے کو چاہے اور اس سے محبت کرے تو پھر اس کی ہر حالت خواہ رنج و غم کی ہو خواہ سرور و خوشی کی، وہ سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہو گی

Marfat.com

آزمائش ہوگی یا ترقی درجات ۔بس اتنے سے خیال سے بندے کی دنیا بدل جاتی ہے اورغم،غم نہیں رہتا اور کھ، دکھ نہیں رہتا بلکہ یہ چیزیں سالک کی کیفیات بن جاتی ہیں ۔ زیادہ نہیں لکھ سکتا ۔بفضلہ تعالیٰ روبصحت ہوں اور آپ کی صحت کی امید رکھتا ہوں ۔خدا کرے دوستوں میں سے کسی کو یہ دولت نصیب ہو جائے ۔اپنا تو یہ مقام ومنصب نہیں ۔

صفِ اولیں تو ہے خاص صف، وہاں پاؤں جا، یہ کہاں شرف
صفِ آخریں سے بھی دور تر، جو اشارہ ہو تو یہی سہی

فقط والسلام

آپ کا سیدوی

(*) مولانا عبدالعزیز صاحب کا تعارف مکتوب نمبر 3 میں گذر چکا ہے ۔

❀❀❀❀

مکتوب نمبر 49

بنام خواجہ محمد اکرم صاحب ساکن گوجرانوالہ

عزیزم حفظک اللہ تعالیٰ

اسلام علیکم ۔مکرمی مولوی عبدالعزیز صاحب (*) کے اطلاع دینے سے معلوم ہوا کہ آپ کے حقیقی بھائی پشاور والے قضاء الٰہی سے انتقال کر گئے ہیں ۔

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ۝۱۵۶ [البقرۃ:156]

ترجمہ: ہم اللہ کے ہی ہیں اور ہمیں پلٹ کر اللہ ہی کی طرف جانا ہے ۔

یقینا آپ کو بہت بڑا صدمہ پہنچا ہے ۔ میں آپ کے اس غم میں شریک ہوں ۔تعزیت میں تین چیزیں ہوتی ہیں ۔اظہارِ افسوس، تلقین صبر، دعائے مغفرت ۔ اظہار رنج وغم تو کیا گیا ۔تلقین صبر حقیقت میں تو بے دردی ہے ۔ایسے صدمات پر بشری تقاضے اپنے شباب پر آجاتے ہیں ۔تاہم سوائے صبر کے کوئی کر بھی کیا سکتا ہے؟ باقی

Marfat.com

رہی دعا، میرے جیسے نااہلوں کی دعا کیا؟ مگر تعمیل ارشادِ خداوندی کے مطابق دعائے مغفرت بھی کی گئی۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کے تمام مراحل آخرت آسان فرمائے اور غریق رحمت کرتے ہوئے جنت الفردوس عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔کئی روز سے ارادہ کر رہا تھا لیکن یہ اطلاع ملنے پر کہ آپ نے مکان تبدیل کر لیا ہے، اس کا پتہ یاد نہ تھا، یہ امر خط لکھنے میں مانع رہا۔ آپ نے بھی اپنے نئے مکان پر آنے کی اطلاع نہیں دی، ہوسکتا ہے آپ اس منتقلی کے سلسلہ میں زیادہ مصروف ہوں۔ تاہم آج دل میں آیا کہ صوفی احمد دین صاحب (#) کی معرفت لکھتا ہوں، سو آج لکھ دیا۔

ذکرِ محبوب کی کتابت کے لیے توکلی صاحب سے بات چیت ہو رہی ہے۔ اگر مان گئے تو بہت اچھا ہوگا۔ گھر میں دعائیں بچوں کو پیار۔ مولوی عبدالعزیز صاحب کو واضح ہو کہ جو معاملہ ان پر گزرا راہِ سلوک میں اس سے سبق حاصل کریں اور اپنے معاملے کو صحیح طور پر نبھانے کی پوری کوشش سے کام لیں۔

آپ کا صدیق احمد سیدوی

(*) مولانا عبدالعزیز صاحب ؒ کا تعارف مکتوب نمبر 3 میں گذر چکا ہے۔

(#) صوفی احمد دین مرحوم نہایت محنتی، چست اور بہ یک وقت کئی جہتوں میں کام کرنے کی صلاحیت رکھتے تھے۔ بزمِ توکلیہ گوجرانوالہ ان کے دم قدم سے پر جوش رہی۔ ان کے انتقال کے بعد بزمِ توکلیہ برائے نام رہ گئی۔ ایک ٹریفک حادثہ میں 23 نومبر 1994ء /19 جمادی الثانی 1415ھ / بدھ کو انتقال کیا۔

Marfat.com

مکتوب نمبر 50

بنام خواجہ محمد اکرم صاحب ساکن گوجرانوالہ

عزیز گرامی! السلام علیکم

خیریت ہر دو جہاں مطلوب

بیر بل شریف والے حضرتؒ (*) کے چہلم سے پرسوں ہی واپس آیا۔ رات کو دس بجے گھر پہنچا۔ اس چرخِ نیلی خام کے نیچے مرنا تو کوئی اچنبھے کی بات نہیں، مرنے والوں کا ایک سیلاب ہے جو قبرستانوں کی طرف جا رہا ہے۔ مگر ایک موت ایسی ہوتی ہے جس کا زخم صدیوں زمانہ نہیں بھولتا۔ کائنات ان کے انتظار میں روئے گی۔ ویسے یہ دنیا اپنی بقا کے لیے کسی کی بھی محتاج نہیں۔ مگر افسوس تو یہ ہے کہ تصوف و طریقت، شرافت، وضعداری اور مروت کی کائنات جو اجڑ رہی ہے، یہ کیسے اور کب آباد ہوگی؟ کیا ان جیسے ملتے جلتے آدمی پھر آ سکیں گے؟ مشکل اور بہت مشکل۔ ایسے با کمال لوگوں کا جانا ایک خوفناک مستقبل کی غمازی کر رہا ہے۔ خیر وہاں آپ کے خسر جناب خواجہ معراج الدین صاحب سے ملاقات ہوئی۔ اس بار بھلوال سے سوار ہوئے تو وہ پہلے تشریف رکھتے تھے۔ اچھے آدمی ہیں کیونکہ اچھوں سے تعلق جو ہوا۔

یہ سودا عزیز محمد اسلم سلمہٗ (#) کے مشورہ سے لے کر اس جمعہ شریف تک کسی دوست کے ہاتھ ضرور روانہ کریں۔ قیمت اسی دوست کے ہاتھ روانہ کر دی جائے گی۔ فہرست ہمراہ ہے۔ میں کسی وقت بھی لاہور جاتے ہوئے گوجرانوالہ تھوڑی دیر کے لیے حاضر ہوں گا۔ غالباً یکم کا تک تک۔ آج کسی کام سے گجرات آیا ہوں اور یہیں سے خط لکھ رہا ہوں۔ حضرت کے وصال پر بندہ نے ایک مقالہ لکھا ہے جو غالباً (روزنامہ) ''مشرق'' (لاہور) وغیرہ میں طبع کے لیے بھیجا جا رہا ہے ورنہ ''سلسبیل'' میں تو شائع ہوگا ہی۔ صوفی احمد دین صاحب ($) کا شمولیتِ شادی کے لیے خط آیا تھا۔ میں دعاؤں

Marfat.com

کے ساتھ شامل ہوں ۔ جملہ احباب کے اسلام علیکم

آپ کا صدیق احمد سیدوی

(*) حضرت محمد عمرؒ ساکن بیر بل شریف، تحصیل شاہپور، ضلع سرگودھا۔ آپ میاں شیر محمد شرقپوریؒ کے خلفاء میں سے تھے اور اس دور کے کاملین میں ان کا شمار مبالغہ نہ ہوگا۔ چوٹی کے مصنفین میں ہیں، ان کی تصنیف "انقلاب الحقیقت" نہایت اعلیٰ درجہ کی کتاب ہے۔ میرے والد ماجد سے ان کا دلی پیار کا تعلق تھا۔ آپ کا وصال 19 جمادی الاول 1378ھ / 26 اگست 1967ء کو بیر بل شریف میں ہوا۔

(#) شیخ محمد اسلم صاحب گوجرانوالہ کے باسی ہیں اور مبالغہ کی حد تک نفیس طبع ہیں۔ میں نے ان جیسے فقط ایک دو نفیس لوگ زندگی میں دیکھے ہیں۔ گوجرانوالہ میں کریانہ کا وسیع کاروبار تھا جو اب ان کے صاحبزادگان کے پاس ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں ظاہری خوبصورتی کے ساتھ گفتگو کے فن سے بھی نواز رکھا ہے۔ میرے والد گرامی سے 1960ء میں تعلق پیدا ہوا لیکن بیعت 1974ء میں ہوئے۔

($) صوفی احمد دین صاحب کا تعارف مکتوب نمبر 49 میں ملاحظہ ہو۔

❁❁❁❁

مکتوب نمبر 51

بنام خواجہ محمد اکرم صاحب ساکن گوجرانوالہ

عزیز گرامی حفظک اللہ تعالیٰ

اسلام علیکم

خیریت ہر دو جہاں مطلوب

عزیز امکرما! جب بلند مقاصد کے لیے انسانوں کو ایثار کی تلقین کی جاتی ہے کہ ان کے حصول کے لیے تن من دھن کی بازی لگا دو اور مادی اسباب کی ویرانی کو بخوشی قبول اور گوارا کر لو تو کوتاہ اندیش لوگ اس قربانی سے گھبراتے ہیں اور زندگی دشوار ہو جاتی ہے۔ افسوس وہ یہ نہیں جانتے کہ انسانوں کی ظاہری تعمیر کو گرا کر بنیادوں میں یعنی قلب کی گہرائیوں میں ایک بیش بہا خزانہ تعلیمِ الٰہی کا ہے۔ جب تک اوپر کی تعمیر کو گرا

کر بنیادیں نہ کھودی جائیں تب تک اس گنج بیش بہا تک رسائی نہیں ہو سکتی ۔ اگر یہ خزانہ ہاتھ آگیا تو نہ صرف اس تخریب کی تلافی ہو جائے گی بلکہ اس سے ہزار درجہ بہتر تعمیریں بن سکیں گی اور روحانی زندگی کا قصرِ بے قصور دائمی سکونت و تسکین کے لیے مل جائے گا۔ بلند مقاصد کے حصول کے لیے کچھ عرصہ تک سامانِ حیات کی محرومی سے مت گھبراؤ۔ کیا تم نہیں دیکھتے جب نہر یا تالاب کو صاف کرنا مقصود ہوتا ہے تو پہلے پانی کی درآمد اس میں بند کر دی جاتی ہے ۔ جب خوب صفائی ہو چکے تو پھر اس میں صاف پانی چھوڑا جاتا ہے ۔ اگر پہلے پانی بند نہ کیا جاتا تو نہر یا تالاب کا پانی روز بروز زیادہ گدلا ہوتا جاتا۔ جنگ میں دشمن کے قلعہ پر گولہ باری کر کے اس کو ویران کیا جاتا ہے، اگر فتح ہو جائے تو فاتح اس سے زیادہ مضبوط قلعہ بنا لیتا ہے۔ لہٰذا ایسی ویرانی سے گھبرانا نہیں چاہیے جو کسی عظیم تعمیری کام کے لیے مقدمہ ہو۔ بہر صورت اس وقت خط میں اس لیے لکھ رہا ہوں کہ صوفی احمد دین صاحب برائے تعزیت تشریف لائے تھے۔ رخصت ہوتے وقت ان سے کہا تھا کہ ذکرِ محبوب کی طباعت کے لیے اب کاغذ خریدنا ہے اس لیے عنقریب کسی وقت لاہور آ رہا ہوں کیونکہ بشیر احمد نے کاغذ کا سودا کر لیا ہے۔ خیال ہے پہلے کاغذ لے لیا جائے تا کہ کتابت کے بعد پھر طباعت میں دیر نہ ہو۔ اس کے لیے چھ صد روپیہ درکار ہے۔ تین صد (300) روپیہ تو پہلے سے جمع ہے بقیہ رقم، احباب نے مل کر جو انجمن بنائی تھی اور اس میں جو رقم جمع ہے وہ اسی کام کے لیے ہے لہٰذا جو کچھ گنجائش ہو وہ بھی ساتھ جمع کر لیں اور رقم تیار رکھیں۔ اگر کوئی دوست ایثار و قربانی کرے تو سبحان اللہ ورنہ جو کچھ ہو اسے تیار رکھیں بندہ جب لاہور آئے تو اطلاع دینے پر بہم پہنچا دیں۔ ممکن ہے صوفی احمد دین صاحب نے احباب سے خصوصاً صوفی محمد اسحاق صاحب (*) سے ذکر کیا ہو۔

نیز قبلہ محترمہ مکرمہ والدہ صاحبہ کے چہلم کا ارادہ ترک کر دیا گیا ہے۔ بتقریب

Marfat.com

عرس پاس خواجہ عالم قدس سرہٗ یہ ختم بھی کر دیا جائے گا۔لہٰذا کوئی دوست اس تاریخ کا انتظار نہ کریں۔سب احباب کو اسلام علیکم خصوصاً مولانا عبدالعزیز صاحب (#) کو۔

فقط والسلام

دعاگو سیدوی

(*) صوفی محمد اسحاق صاحبؒ کا تعارف مکتوب نمبر 3 میں پیش کیا جا چکا ہے۔

(#) مولانا عبدالعزیز صاحبؒ کا تعارف مکتوب نمبر 3 میں گذر چکا ہے۔

❀❀❀❀

مکتوب نمبر 52

بنام خواجہ محمد اکرم صاحب ساکن گوجرانوالہ

از ایبٹ آباد

عزیزم مخلصم فی اللہ حفظک اللہ تعالیٰ

اسلام علیکم: خیریت ہر دو جہاں مطلوب۔

ترا کھویا گیا ہے جذبِ قلندانہ

کاش کہ جذب ہمیں نصیب ہو جو ہماری بدنصیبی سے کھویا گیا ہے۔میں عرس شریف سے فارغ ہونے کے بعد پرسوں صبح گھر سے روانہ ہو کر پنڈی پہنچا۔صوفی جمیل احمد صاحب (*) ایبٹ آباد آئیں تو ان دنوں میں یہاں مل لیں۔اگر ایک آدھ دن کے لیے آپ بھی آجائیں تو کیا ہی اچھا ہو۔آپ نے ابھی عرس شریف کے متعلق اپنے تاثرات نہیں تحریر کیے جیسا کہ آپ ہمیشہ اظہار کیا کرتے ہیں۔گھر میں دعوات۔بچوں کو پیار۔جناب خواجہ معراج الدین صاحب سے ملاقات ہو تو سلام عرض کریں۔

تمام احباب خصوصاً صوفی محمد اسحاق صاحب (#) کو اسلام علیکم۔

عزیز! دنیا یوم چند، آخر کار با خدا اجلشانہٗ

Marfat.com

(*) صوفی محمد جمیل صاحبؒ اور صوفی علم دین صاحبؒ دو بھائی ہیں۔دونوں بھائی نہایت باذوق تھے۔
صوفی علم دین صاحب 2 جولائی 1996ء / 16 صفر المظفر 1417ھ / منگل کو گوجرانوالہ میں جہانِ فانی سے رخصت ہوئے۔صوفی جمیل صاحب 21 اکتوبر 2011ء / 22 ذیقعد 1432ھ / جمعۃ المبارک / گوجرانوالہ میں اللہ تعالیٰ کو پیارے ہوئے۔دونوں حضرات شعری ذوق رکھتے تھے لیکن اس کی تعلیم نہ ہونے کی وجہ سے ان کا کلام شعری تقاضے پورے نہیں کرتا۔

(#) صوفی محمد اسحاق صاحبؒ کا تعارف مکتوب نمبر 3 میں پیش کیا جا چکا ہے۔

❁❁❁❁

مکتوب نمبر 53

بنام خواجہ محمد اکرم صاحب ساکن گوجرانوالہ

عزیز محترم! عافیت سلامت باشد

اسلام علیکم۔مزاج بخیر۔کل مولوی (عبدالعزیز) صاحب (*) تشریف لائے۔ ان کے آنے سے پہلے ایک خط لکھ کر بھیجنے کا خیال تھا۔جہاں تک ہو سکے دوستوں کے دل میں آپ کا رویہ سے یہ خیال نہ پیدا ہو کہ آپ حکومت کرنا چاہتے ہیں بلکہ تمام دوست آپ کو اپنا شفیق اور خیر خواہ دوست تصور کریں۔یہ بزم (بزمِ توکلیہ) اہلِ طریقت کی بزم ہے اس لیے آپ کو اخلاق و کردار بھی اہلِ طریقت کا اختیار کرنا پڑے گا۔محبت، شفقت، تحمل، بردباری، صبر و وفا، حسنِ معاملہ، چشم پوشی اور اخلاق ہی سب سے بڑے قانون ہیں۔قانونی سختی انتہائی حالات میں اختیار کریں ورنہ تو نہیں۔اخلاق کو اپنانے کی کوشش کریں۔زیادہ لکھنا لقمان کو لقمہ دینا ہے۔اللہ تعالیٰ آپ کا حامی و ناصر ہو۔ میرے ذہن پر ابھی بارِ گراں ہے اس لیے آپ کے ساتھ تعاون نہیں کر سکا۔ذرا ذہن ہلکا ہوا تو آپ کے ساتھ پورا پورا تعاون کروں گا اور آپ کا کام اچھے پیمانے پر چل نکلے گا۔

فقط والسلام سیدوی

(*) مولانا عبدالعزیز صاحبؒ کا تعارف مکتوب نمبر 3 میں گذر چکا ہے۔

Marfat.com

مکتوب نمبر 54

بنام خواجہ محمد اکرم صاحب ساکن گوجرانوالہ

عزیز مکرم حفظک اللہ تعالیٰ مع المتعلقین

اسلام علیکم

خیریت ہر دو جہاں مطلوب۔ ہر دو محبت نامہ موصول ہو کر کاشفِ ما فیہا ہوئے۔ جواب نہ دینے کی وجہ آپ کی غلطی یا خطا یا گنہگاری نہیں ہے۔ صرف جواب اس لیے نہ دیا کہ کوئی بات تھی ہی نہیں جس کا جواب دیتا۔ اب چونکہ ضرورت ہے اس لیے جواب تحریر کر رہا ہوں۔

عزیز مکرم! مجھے مرض سے تو نفرت ہے مریض سے نفرت نہیں بلکہ محبت ہے۔ آپ کی درخواست مغفرتِ والدین مرحومین آج صبح کی حاضری میں قبلۂ ام قدس سرہٗ کی خدمت میں پیش کر دی گئی ہے۔

میرا وقت صرف آپ حضرات کے لیے ہی ہے۔ میں وقت وہی قیمتی شمار کرتا ہوں جو احباب کی خدمت میں خرچ کیا جائے۔ عزیز دنیا یومِ، آخر کار باخداوند جلشانہٗ۔ اللہ بس باقی ہوس

عزیز مکرم جناب صوفی محمد اسحاق صاحب (*) کو سلام پیش کریں۔ اور ان سے دعا کی التماس کریں۔

فقط والسلام

نیازمندِ درویشاں سیدوی

(*) صوفی محمد اسحاق صاحبؒ کا تعارف مکتوب نمبر 3 میں پیش کیا جا چکا ہے۔

✿✿✿✿

مکتوب نمبر 55

بنام عبدالخالق توکلی صاحب (*)

لِكُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ ۚ اِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ فَلَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ﴿۴۹﴾ [الاعراف:34]

ترجمہ: ہر قوم کے لیے مہلت کی ایک مدت مقرر ہے۔ جب کسی قوم کی مدت پوری ہو جاتی ہے تو پھر ایک گھڑی بھر کی تاخیر و تقدیم نہیں ہوتی۔

خط موصول ہوا۔ مرحوم رشید (#) کی اچانک موت کی خبر پڑھ کر صدمہ سے دھچکا سا لگا۔ صدمہ کے بوجھ سے طبع اور نڈھال ہو گئی۔

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ﴿۱۵۶﴾ [البقرۃ:156]

ترجمہ: ہم اللہ کے ہی ہیں اور ہمیں پلٹ کر اللہ ہی کی طرف جانا ہے۔

مرحوم ایک بار یہاں بھی آئے اور ایک شب گذاری۔ لائلپور (موجودہ فیصل آباد) اور اسلام آباد میں بھی ملاقات ہوئی۔ محبت سے بسر ہوئی یادیں اور چند لمحے کتنے ہی ظالم ہوتے ہیں، دل سے کھرچنے کی کوشش بھی کرو تو درد کی خلش اور بڑھ جاتی ہے۔ بھلا یادیں بھی کبھی مٹ سکتی ہیں؟ وہ تو چاند کے داغ کی طرح ہمیشہ انمٹ ہوا کرتی ہیں۔ زندگی بیت جاتی ہے لیکن زندگی کی رہگزر پر بیتا ہوا کوئی ایک لمحہ صدیوں پر بھاری ہو جاتا ہے۔ وقت بھی کتنا ظالم ہے۔ کسی کی آنکھوں میں سجے ہوئے سپنے بکھر جائیں، کسی کے ارمانوں کی نگری لُٹ جائے یا کوئی اس کی وادی میں بھٹکتے بھٹکتے دم توڑ دے مگر وقت کی گردش سدا جاری رہتی ہے۔ اس وقت کے بھی عجب کرشمے ہیں۔ کسی وقت زندگی میں مسرتوں کے پھول بکھیر دیتا ہے تو کبھی روح پر ایسے گہرے گھاؤ اور زخم لگاتا ہے جو زندگی بھر نہیں بھرتے۔ رشید مرحوم کی اچانک موت اور پھر جواں سالی کی

Marfat.com

موت بھی ایسا ہی گہرا گھاؤ ہے۔عزیز! زندگی بھی طویل اور کٹھن ہے۔طرح طرح کے ہمسفر ملتے ہیں۔کسی کا ساتھ دیر تک رہتا ہے کوئی جلدی بچھڑ جاتا ہے اور کسی کی جدائی زندگی کو غم واندوہ سے ہمکنار کر دیتی ہے۔

بہر حال این ماتم سخت است کہ گویند جواں مرگ

ترجمہ: یہ ایک سخت صدمہ ہے کیونکہ یہ جوان موت کا صدمہ ہے۔

لیکن تمام نیکیوں کا نچوڑ اور مشکلات ومصائب و آلام وحوادث کا حل صرف صبر اور صبر۔مردانِ خدا کا طریق سوائے اس کے کچھ نہیں۔فصبرٌ جمیل

میں اور میرے گھر کے تمام افراد آپ کے اس غم میں برابر کے شریک ہیں۔ مولوی عبدالعزیز صاحب ($) اس وقت میرے پاس تشریف رکھتے ہیں۔انہیں بھی یہ سن کر دکھ ہوا۔ان کی طرف سے بھی تعزیت۔ہم سب کی دعا ہے، اللہ تعالیٰ عزیز کو جوارِ رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبرِ جمیل۔بس یہ دنیا کیا ہے؟ مولانا عالم نوری فرماتے ہیں ع

ایہہ دنیا کوچ مقام ہے راہیاں دا

کیسے کیسے پیارے دوست چلے جا رہے ہیں۔بلکہ جوانوں، بوڑھوں، بچوں اور عورتوں کا ایک سیلاب ہے۔جو قبرستانوں کی طرف بہتا جا رہا ہے۔

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ﴿٢٦﴾ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ ﴿٢٧﴾ [الرحمٰن ؛26]

ترجمہ: جو کچھ زمین پر ہے فنا ہونے والا ہے۔اور صرف آپ کے رب کی ذات ہی باقی رہے گی جو بڑی عظمت اور شان والا ہے۔

جن بچوں کو اس وقت یتیمی کا داغ لگا ہے اور جس عزیزہ کو بیوگی نے آگھیرا ہے اس یاس کے عالم میں اس کا وہی کارساز و مددگار ہے جو خالق حقیقی اور مسبب الاسباب

Marfat.com

ہے۔ یہ مصائب اور حادثہ بھی اسی کی طرف سے آیا ہے اس کا مداوا بھی وہی کرے گا۔

مجھے آپ کے والد بزرگوار کا پتہ یاد نہیں رہا ورنہ انہیں بھی تعزیت کے لیے ایک خط تحریر کرتا۔ اگر خط لکھیں تو میری طرف سے بھی تعزیت کریں۔ ان کا یہ بڑھاپا اور یہ غم اور نا قابل برداشت صدمہ، لیکن ان کا تعلق باللہ بفضلہ تعالیٰ نہایت مستحکم اور مضبوط ہے اور وہ ان مردانِ خدا سے ہیں جو خیر و شر کو اللہ ہی کی طرف سے دیکھتے ہیں۔

مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ [التغابن: 11]

ترجمہ: کوئی مصیبت اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر نہیں آتی۔

کا مشاہدہ اگر حاصل نہیں تو وجدانی کیفیت انہیں حاصل ہے۔ تو بس یہ تلخ و شیریں ایک ہی ہاتھ سے آرہا ہے جو محبوب کا ہاتھ ہے۔ محبوب کی ذات اگر محبوب ہے تو پھر محبوب کا فعل بھی تو محبوب ہوگا۔ ان کو یہ باتیں بتانا لقمان کو لقمہ دینا ہے۔ نہ معلوم عالم غیب میں اس بلا پر صبر کرنے سے کتنے بلند درجات عنایت ہوں گے۔ استقامت بہ از کرامت (استقامت، کرامت سے بہتر ہے۔)

گھر میں عزیزوں کا کیا حال ہے؟ تمام بچوں کو دیدہ بوسی۔

ہر حال میں رجوع الی اللہ ضروری ہے۔

فقط والسلام

(*) جناب محمد عبدالخالق توکلی بمقام کھڈور صاحب؛ ضلع امرتسر؛ بھارت میں 2 جون 1937ء کو پیدا ہوئے۔ انہوں نے بی اے بی ایڈ؛ ایم اے اردو اور ایم اے اسلامیات کیا۔ تمام زندگی تعلیم و تعلم سے منسلک رہے اور گورنمنٹ کالج برائے تربیتی اساتذہ سمن آباد؛ فیصل آباد سے بحیثیت سینئر سبجیکٹ سپیشلسٹ ریٹائر ہوئے۔ توکلی صاحب، حضرت خواجہ صدیق احمد شاہ سیدوی قدس سرہ العزیز سے بیعت ہوئے۔ میٹرک میں بندۂ ناچیز کو ان کی شاگردی کا اعزاز بھی حاصل ہوا۔ آپ اس وقت تک تقریباً چالیس کتب لکھ چکے ہیں جن میں سے 23 شائع ہو چکی ہیں۔ آخری کتاب جو مکمل فرمائی ہے اور راقم اسے حتمی شکل دے رہا ہے وہ "رین بسیرا" کے مصنف کے بارے میں ہے اور "بشارتِ

Marfat.com

خواجہ توکل شاہ انبالوی المعروف بہ ذکر جمیل حضرت خواجہ صدیق احمد ہاشمی سیدوی" کے نام سے شائع ہونے والی ہے۔ انشاءاللہ۔

(#) رشید مرحوم، جناب عبدالخالق توکلی صاحب کے بہنوئی تھے۔

($) مولانا عبدالعزیز صاحب کا تعارف مکتوب نمبر 3 میں گذر چکا ہے۔

❀❀❀❀

مکتوب نمبر 56

جناب عبدالخالق توکلی صاحب کے نام

جناب عبدالخالق توکلی صاحب کی تین سالہ صاحبزادی سمیہ خانم چنیوٹ میں فوت ہوئی جس کی تعزیت کے لیے یہ مکتوب شریف لکھا گیا۔

عزیزم مخلصم جناب ماسٹر عبدالخالق صاحب حفظک اللہ تعالیٰ

اسلام علیکم! پہلے منی آرڈر وصول ہوا اور پھر اس کے بعد تیسرے روز خط موصول ہوا جس میں بچی کے فوت ہو جانے کی روح فرسا خبر تھی۔

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ﴿١٥٦﴾ [البقرة:156]

ترجمہ: ہم اللہ کے ہی ہیں اور ہمیں پلٹ کر اللہ ہی کی طرف جانا ہے۔

والدین کے لیے اولاد کی موت سخت غم کا باعث ہوا کرتی ہے۔ بسا اوقات ناقابل برداشت صدمہ ہوتا ہے۔ لیکن مومن تو مومن ہی ہوتا ہے۔ ایمان کے تقاضے کچھ اور قسم کے ہوتے ہیں۔ مومن کا یہ عقیدہ ہوتا ہے کہ جو کچھ ہوتا ہے دوست سے ہوتا ہے اور جو دوست کے ہاتھ سے ہو اسے شیریں سمجھتا ہے خواہ کتنا تلخ ہو اور یوں کہتا ہے۔

نشود نصیب دشمن کہ شود ہلاک سخت
سرِ دوستاں سلامت کہ تو خنجر آزمائی

ترجمہ: دشمن کی قسمت میں تو تیرے ہاتھ سے موت نہیں، دوستوں کے سر تیری خنجر آزمائی کے لیے

Marfat.com

حاضر ہیں۔

مومن کے لیے تو ایسے بچے کی موت ذخیرہ آخرت بن جاتی ہے۔کیا دعا ہے جو بچے کے جنازہ پر پڑھی جاتی ہے

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْھَا لَنَا شَافِعًا وَّ مُشَفَّعًا۔

ترجمہ: اور اس کو ہمارے لیے اجر اور سفارش کرنے والا اور سفارش قبول کیا گیا بنا دے۔

مومن کو تو کہیں بھی گھاٹا نہیں۔تاہم مصیبت خواہ صورتاً ہو بشریت کا متاثر ہونا ضروری ہے۔اس کا واحد حل سوائے صبر کے کچھ نہیں۔صبر جمیل۔جس نے یہ جان عزیز دی تھی لینے والا بھی وہی ہے۔ماں کی تو بے قراری دیکھی نہیں جاتی۔لیکن

اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ۝ [البقرۃ:153]

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

یہ چر کے کسے نہیں پہنچے۔اللہ تعالیٰ آپ کو اور اس کی والدہ اور تمام گھر والوں کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

والدۂ عزیزاں کی طرف سے بھی یہی سمجھیں۔آپ کا خط آیا جس میں پتہ درج تھا سنبھال کر رکھا لیکن پھر نہیں ملا۔بہت تلاش کیا۔مہربانی فرما کر پھر دوبارہ خط تحریر کریں جس میں آپ کا پتہ درج ہو۔دو خط لکھیں ایک سیدا شریف،ایک لاہور صوفی یار محمد (*) کے پتہ پر۔ان کا پتہ ہے لاہور ریلوے پولیس لائن کوارٹر نمبر 2؛صوفی یار محمد۔میں انشاء اللہ ضرور تعزیت کے لیے حاضر ہوں گا۔ 25 مئی (1973ء / 22 ربیع الثانی 1393ھ) کو بروز جمعہ بابا اللہ بخش صاحب (#) اپنے پیر مولانا حبیب اللہ کا عرس منا رہے ہیں،اگر ہو سکے تو شامل ہو جائیں۔

فقط والسلام

عزیزان کو پیار و دعائیں۔

Marfat.com

(*) صوفی یار محمد صاحبؒ کا تعارف مکتوب نمبر 22 میں گذر چکا ہے۔

(#) بابا اللہ بخشؒ کا تعارف مکتوب نمبر 13 میں گذر چکا ہے۔

❁❁❁❁

مکتوب نمبر 57

جناب عبد الخالق توکلی صاحب کے نام

مجی و مخلص فی اللہ حفظک اللہ تعالیٰ مع المتعلقین

اسلام علیکم! خیریت ہر دو جہاں مطلوب۔عرس شریف سے واپسی کے بعد سے آج تک آپ نے اپنے کوائف سے مطلع نہیں کیا، باعثِ فکر ہے، خدا کرے آپ مع الخیر ہوں۔دربار شریف کی مسجد کا حال تو آپ کے سامنے ہے اب اس کی شکستگی نہیں دیکھی جاتی۔اگرچہ مجھے مسجد بنانے سے اس کے آباد کرنے میں زیادہ دلچسپی ہے تاہم اب حالات کا تقاضا ہے کہ اسے بنایا ہی جائے سو اس کے لیے میں نے چالیس رکنی ایک کمیٹی تجویز کی۔مختلف مقامات کے مختلف احباب کو اس کے رکن منتخب کیے ہیں۔ان کو خطوط لکھ دیے گئے ہیں۔چنیوٹ سے آپ کو اور مجی فی اللہ مستری محمد شریف کو اس کا رکن منتخب کیا ہے۔اس کا پہلا اجلاس یکم نومبر (1973ء) 5 شوال (1393ھ) بروز جمعرات و جمعہ شریف بلایا ہے۔اس اجلاس میں کمیٹی کا چناؤ ہو گا اور طریق کا تعین کیا جائے گا کہ کن خطوط پر کام ہونا چاہیے۔یہ اس لیے کہ منظم اور تقسیم کار کے اصول سے ہر مشکل کام بھی آسان ہو جاتا ہے۔اس لیے آپ اور مستری محمد شریف (*) یکم نومبر (1973ء) 5 شوال (1393ھ) بروز جمعرات یہاں پہنچ جائیں اور شریکِ اجلاس ہوں۔واپسی خط ارسال ہے، اپنی آمد کی اطلاع دیں۔باقی دیگر حالات سے مطلع کریں۔گھر میں دعائیں بچوں کو پیار۔

Marfat.com

فقط والسلام

آپ کا صدیق احمد

(*) مستری محمد شریف جلاپور بھٹیاں ضلع حافظ آباد کے رہنے والے تھے اور اُس وقت کاروبار کے سلسلہ میں چنیوٹ میں رہائش پذیر تھے۔ ازحد مخلص انسان تھے۔ ان کی وفات سے چند دن قبل جلاپور بھٹیاں میں ان کے گھر پر میری ان سے ملاقات ہوئی۔ بہت زیادہ علیل ہونے کے باوجود انتہائی خوشی کا اظہار کیا اور بار بار حضرت صدیق احمدؒ کا ذکر کر کے آبدیدہ ہو جاتے۔

مکتوب نمبر 58

بنام عبدالخالق توکلی صاحب

یہ مکتوب توکلی صاحب کو 21 نومبر 1973ء کو وصول ہوا

عزیزم مخلصی فی اللہ حفظک اللہ تعالیٰ مع المتعلقین

اسلام علیکم! مزاج بخیر۔ آپ کا محبت نامہ موصول ہو کر کاشفِ مافیہا ہوا۔ کاپیاں برائے چندہ طبع ہو رہی ہیں۔ 24 اور 25 نومبر 1973ء کو گوجرانوالہ میں میٹنگ ہو رہی ہے جس میں مجھے بھی شامل ہونا ہے۔ اس وقت (مسجد کے عطیات کے لیے) کاپیاں طبع ہو کر آجائیں گی اور آپ کو بھی روانہ کر دی جائیں گی۔ انشاء اللہ۔ سلسلہ عالیہ کی زندگی میں یہ ایک تاریخی اور اہم کام کے لیے تاریخی اجلاس (یکم نومبر 1973ء / 5 شوال 1393ھ / جمعرات) ہوا جو بفضلہٖ تعالیٰ بہت کامیاب رہا۔ جس کی ابتدا یہ ہے تو انتہا کے بارے میں بہت ہی اچھی امید وابستہ کی جا سکتی ہے۔ کوئی اجتماعی کام بغیر اشتراکِ عمل اور تعاون کے سرانجام نہیں پا سکتا۔ تمام احباب کو یہ احساس دلایا گیا ہے اور وہ کام کر رہے ہیں اور جو نہیں کر رہے انشاء اللہ انہیں حرکت میں لایا جائے گا۔ آپ تو ماشاء اللہ ایک حساس دل رکھتے ہیں اس کا یہ نتیجہ ہے کہ آپ اپنے طریق عمل کو یوں

Marfat.com

وسعت دے رہے ہیں اور کاپیوں کا مطالبہ بھی اس غرض سے کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس عظیم کام میں عظیم ہمت کے مظاہرہ کی توفیق دے۔ اس سلسلہ میں آپ سے بہت کچھ امید وابستہ کیے ہوئے ہوں۔ اس کام کو تیز سے تیز تر کر دیں اور اپنا ذاتی چندہ بھیجنے کا جو ارادہ کیا ہے وہ نہایت لائق تحسین ہے۔

2۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ نے جس آزمائش میں آپ کی ہمشیرہ کو ڈالا ہے اس کڑی اور کٹھن آزمائش سے پورے استقلال و ہمت سے نکلنے کی بھی توفیق عطا فرمائے۔ توفیق اللہ تعالیٰ کی غیبی امداد کا نام ہے، اس کے بغیر کسی آزمائش سے عہدہ براہونا ناممکن ہے۔ میرے پاس سوائے دعا اور کچھ نہیں۔ دنیا کتنی بے ترس اور بے رحم ہے۔ خونی رشتے، جن پر دنیا ناز کرتی ہے، موجود ہوتے ہوئے بھی کتنے سنگدل ہیں نہ معلوم ان کے سینوں میں دل نہیں پتھر رکھے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنا رحم فرمائے۔

3۔ میرے متعلق یہ عقیدہ رکھنا کہ میں حاضر ناظر ہوں، میرے بارے میں ایسا عقیدہ رکھنے سے باز آؤ۔ میں کوئی حاضر ناظر نہیں۔ مجھے آپ کے اس عقیدہ سے دلی صدمہ پہنچا ہے میں جسمِ حضورِ انور (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کا ہرگز مصداق نہیں ہوں۔ آئندہ اگر آپ نے میرے بارہ میں یہ جاہلانہ عقیدہ رکھا تو آپ ذمہ دار ہوں گے، میں یہ لکھ کر بری ہو چلا ہوں۔ پیر اگر حاضر ناضر ہوتا، گناہوں اور فضول حرکتوں سے باز رکھنے کا سبب ہوتا تو مولا کریم کو حاضر ناظر اور علیم بذات الصدور ہیں وہ کیوں یہ کام نہیں کرتے اور لوگوں کو گناہوں سے بے حیائیوں سے کیوں باز نہیں رکھتے؟ یہ ذمہ داری بندوں پر کیوں ڈال رکھی ہے؟ بہرحال اور بہرصورت اپنا حساب آپ دینا ہے۔ پھر امتحان کس چیز کا نام ہے۔ وہ تو

نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ ﴿١٦﴾ [ق:16]

Marfat.com

ترجمہ: ہم تمہاری شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہیں۔

کی شان رکھتے ہیں وہ کیوں بندوں کا ہاتھ نہیں پکڑتے؟ انبیاء کرام کا اتنا عظیم الشان گروہ بنانے کا کیا مقصد، پھر انبیاء نے لوگوں کے ہاتھ نہیں پکڑے۔ بہر حال یہ عقیدہ آپ کا میرے متعلق سراسر غلط اور بے بنیاد ہے۔ اس سے توبہ کرو اور اپنی ہمت سے کام لو۔ زہر آپ کیوں نہیں کھاتے، جلتی آگ میں آپ کیوں ہاتھ نہیں ڈالتے، سانپ دیکھ کر کیوں بھاگتے ہو؟ کیا وہاں حاضر ناظر سمجھ کر بھاگتے ہو؟ ایسے ہی یہاں باز رہو۔

باقی رہا شہوت کا غلبہ۔ خدا کے بندے تمہارے پاس تو شہوت کا حل (بیوی) موجود ہے اگر نہ ہوتا پھر تو کوئی بات تھی۔ لیکن کیا تمہاری شہوت کی بھوک اور پیاس اتنی بھڑکی ہوئی ہے؟ تو پھر (شہوت کے غلبہ کو) اوراد و اشغال کے ٹھنڈے پانی سے سرد کر سکتے ہو لیکن تم کرنے کو تیار نہیں۔ صرف حاضر و ناظر کہہ کر اپنے آپ کو دھوکہ دینا چاہتے ہو۔ تمہیں ہمت ضرور کرنی ہوگی۔ اگر ایسا کر سکو تو مجھے اطلاع دو۔ تم ہمت کرو جو ہمت میرے پاس ہے وہ میں کروں گا۔ انشاء اللہ معاملہ درست ہونے کی امید کی جا سکتی ہے۔ نفس کی امارگی یوں باتوں اور محض خوش فہمیوں سے نہیں دور ہو سکتی۔

اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌۢ بِالسُّوْٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّيْ ؕ [یوسف:53]

ترجمہ: نفس تو بدی پر اکساتا ہی ہے سوائے اُن کے کہ جس پر میرے رب کی رحمت ہو۔

اسلام میں سور کا گوشت حرام ہے آپ کے دل میں یہ خیال کبھی نہ گذرا ہوگا۔ خواہشاتِ نفس کی تکمیل بھی سور کا گوشت ہیں اس سے بھی نفرت ویسی ہی درکار ہے۔ عزیزا! غلبہ محبت اور جوشِ شفقت سے یہ باتیں نکل گئیں ورنہ عزیز سے عداوت ہرگز ہرگز نہیں۔ ماں باپ بچے کو جو ڈانٹتے ہیں وہ عداوت نہیں بلکہ غلبہ شفقت و محبت سبب ہوا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو صحیح سمجھ عطا کرے آمین ثم آمین۔ حاضر و ناظر ہونا اور بات ہے اور گناہوں سے باز رکھنا اور بات ہے، یہ لازم و ملزوم نہیں۔

Marfat.com

میرے بچے آپ تمام احباب کی دعاؤں کے محتاج ہیں۔آپ احباب کی دعاؤں سے ان کی محنت کسی ٹھکانے لگے۔درمیانی مراحل کیسے نہ کیسے طے کرنے ہی پڑتے ہیں۔

کتابوں کے بارہ میں آپ کی کوششیں بارآور ہو سکتی ہیں۔یہ تعاون مندی آپ کے حصہ میں آئی ہو۔

❁❁❁❁

مکتوب نمبر 59

بنام عبدالخالق توکلی صاحب

عزیزم مخلصم فی اللہ حفظك اللہ تعالیٰ مع المتعلقین

اسلام علیکم! مزاج بخیر۔آپ کے تمام محبت نامے موصول ہوئے لیکن میں ایسی مصروفیتوں میں مشغول تھا کہ خط بھی نہ لکھ سکا۔سب سے زیادہ مصروفیت تعمیر (مسجد)(*) کے سلسلے میں رہی۔اس سلسلہ کی ایک کڑی گوجرانوالہ میں میٹنگ تھی جس میں آپ کے والد محترم کو بھی بلایا گیا۔ان دنوں سردی اور بارش کی بہت شدت تھی پھر لاہور اس سلسلہ میں کئی روز قیام کرنا پڑا۔بحمد اللہ وہ مجالس کامیاب رہیں۔تمام احباب اپنے اپنے کام میں مصروف ہیں اور اپنے حلقۂ اثر میں کام کر رہے ہیں اور ان کی رقوم برابر آ رہی ہیں لیکن یہ رقوم ان رقوم سے الگ ہیں جن کے مجلس سیدا شریف میں اعلان ہوئے تھے۔وعدے والے حضرات اب تک خاموش ہیں۔

غالباً آپ کو علم ہوگا۔ہوسکتا ہے میں نے آپ کے سامنے اس کا ذکر کیا ہوگا۔عرصہ پانچ چھ سال سے میری سالی محمد احمد کی خالہ (#) اس کی لڑکی ($) جو بی اے۔بی ٹی کرکے فروکہ قصبہ (ضلع سرگودہا) میں مڈل سکول کی انچارج لگی ہے۔نسباً سیدہ ہے۔

Marfat.com

وہ مجبور کر رہی تھی کہ وہ لڑکی میں نے تمہیں دے دی ہے۔سفارتی سطح پر مذاکرات ہو رہے تھے۔ہمیں دو عذر تھے۔ایک تو محمد اعظم (!) ان سے ناراض تھا اور اس کا راضی ہونا ہمارے بس سے باہر تھا۔وہ نہ راضی ہوتا تو ہم یہ رشتہ لے نہ سکتے تھے دوسرے محمد احمد ابھی زیرِ تعلیم ہے اس کا یہ سفر ذرا طویل ہے دونوں معقول عذر تھے۔میری سرگودھا والی برادری نے مجھے اور والدہ محمد احمد (^) کو بلایا۔ہمارا خیال تھا کہ محمد اعظم مانے گا نہیں سو ہم انکار کر کے واپس آجائیں گے۔(=) سلسلہ عالیہ کے کام سے فارغ ہو کر سرگودھا پہنچے وہاں تمام برادری اکٹھی ہوئی۔محمد اعظم نے بجائے انکار کے نہایت خلوص سے رشتہ کی پیش کش کر دی۔اس نے کہا کہ ہماری بچی سے کوئی اور فائدہ اٹھائے۔بہر حال یہ ہار ہمارے گلے ڈالا گیا۔پھر محمد احمد کی خالہ کے پاس گئے دوسرا عذر اس کے سامنے پیش کیا۔انھوں نے متفقہ طور پر کہا کہ نامزدگی ہو جائے تعلیم میں ہارج نہ بنیں گے۔چنانچہ واپس آگئے۔دسمبر کی دوسری تعطیل کو سرگودھا چلے گئے۔اعظم نے جو مناسب سمجھا خرید کر تمام برادری کے ہمراہ منگنی کی رسم ادا کی۔تمام برادری نہایت خوش تھی۔کافی رقم اٹھ گئی۔پھر انہیں یہاں آنا تھا۔گذشتہ اتوار کو تمام برادری تقریباً تیس پینتیس کے قریب عورتیں اور بچے تمام آگئے نہایت عمدہ دعوت کی گئی۔اِنھوں نے محمد احمد کو سوٹ پیش کیا اور دوسرے دن واپس چلے گئے۔

اس میں مصروفیت زیادہ تھی سو نہ لکھ سکا۔دو ماہ کا عرصہ ہوا میں نے ٹیکہ لگوایا وہ خراب ہو گیا۔وہ متورم ہو گیا، مادہ بن گیا، اسے ساتھ لیے پھرتا رہا۔تکلیف بہت زیادہ تھی۔اتوار کو فارغ ہوا تو پرسوں پھالیہ ہسپتال سے آپریشن کرایا۔مادہ نکل گیا، پٹی ہو رہی ہے۔سفر کے قابل نہیں ہوں۔آرام آنے پر کراچی کے سفر کا پختہ ارادہ ہے۔بس مختصر سی روداد تھی اس خوشی میں تصور سے تو آپ کو شریک کیا تھا مگر کمی محسوس ہوئی۔بس جو اللہ کو منظور ہو وہی ہوتا ہے۔انشاء اللہ آپ سے ملاقات ہو گی اور ضرور ہو گی۔کام بہر حال

Marfat.com

آپ کر رہی رہے ہیں۔ دوسرے اجلاس کا وقت قریب آ رہا ہے۔ یہ اجلاس کراچی کے سفر کے بعد ہی ہوگا۔

گھر میں دعائیں بچوں کو بہت بہت پیار۔

(*) سیدا شریف کی محبوبی مسجد کی تعمیر کی کاوشوں کا ذکر ہے۔

(#) افضل النساء المعروف افضل بی بی، میری خالہ محترمہ۔

($) سیدہ مہر النساء المعروف میمونہ (تفصیل میری کتاب ''پروارِ مجبوب'' میں ملاحظہ فرمائیں۔)

(!) محمد اعظم شاہ صاحب ساکن سرگودہا، حضرت مصنف کے داماد۔ تفصیل کے لیے ''پروارِ مجبوب'' ملاحظہ ہو۔

(^) محترمہ زبیدہ خانمؒ متوفیہ 3 صفر المظفر 1416ھ / 1 جولائی 1995

(=) اس فقرہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ مصنف (ابوالوفا صدیق احمدؒ) یہ رشتہ کرنا نہیں چاہتے تھے مگر مجبوری ایسی بنی کہ کرنا پڑ گیا۔

مکتوب نمبر 60

بنام عبدالخالق توکلی صاحب

عزیز گرامی قدر حفظک اللہ تعالیٰ مع المتعلقین

اسلام علیکم۔ خیریت ہر دو جہاں مطلوب

1۔ محبت کی فطرت قربانی و ایثار ہے۔ پہلی بار جب آنکھ لڑتی ہے تو محبوب کی توجہ اور رضا حاصل کرنے کے لیے سب کچھ لٹا دینے کو طبیعت چاہتی ہے۔

راقبؔ نے کیا خوب کہا ہے۔

جے سر دتیاں راقبؔ ملے اوہ پیارا بڑا سستا سودا خریدارنوں ہے

ترجمہ: راقبؔ! اگر سر قربان کرنے سے محبوب کا وصال میسر آجائے تو خریدار کے لیے بہت سستا سودا ہے۔

یہ صرف جذبہ کا اظہار ہے ورنہ تو یہ کسی منصور کا کام ہے، ہر کہ ومہ کے بس کا روگ

Marfat.com

نہیں۔ پھر وقت گذرنے کے ساتھ ساتھ محبت کا یہ کچا ابال سرد ہو کر محبت ختم ہو جاتی ہے اور کہیں ٹھنڈا ہو کر محبت پختہ سے پختہ تر ہو جاتی ہے۔ بفضلہٖ تعالیٰ یہ آپ پر انعام ہے کہ محبت پختہ ہوئی ہے۔

2۔ بار بار خیال آیا کہ اپنا کچھ حال لکھوں، مگر لکھوں تو کیا لکھوں؟ عزیز مکرم فقر سراسر امتحان ہے۔ صرف عبادت سے مقبولیتِ فقر نہیں۔ یہ سراسر اتحاد خیالِ ربی ہے اور بس۔ یہ رسوم و علوم کا پابند نہیں۔ اندر سراسر خلش اور باہر سراسر سکون دینے کے لیے اور دوسروں کے لیے روشنی۔ لاہوری درویش حضرت اقبال نے کن پیارے اور خوبصورت پیرائے میں مردِ درویش کا نقشہ کھینچا ہے۔

خاکی و نوری نہاد بندۂ مولا صفات
ہر دو جہاں سے غنی اس کا دل بے نیاز
اس کی امیدیں قلیل، اس کے مقاصد جلیل
اس کی ادا دلفریب، اس کی نگاہ دلنواز

لیکن اپنا حال اپنا اصل روپ ہے۔ جسم دین اور روح دنیا۔ دین کے ساتھ دنیا کی چمک دمک کی پوری پوری خواہش موجود اور ہمہ وقت بے قرار رکھتی ہے۔ جب انبیاء اور اولیاء اور اپنے مشائخ کی زندگیوں کا مطالعہ کرتا ہوں تو ان کے اندر اور باہر دین کے سوا اور کچھ نہ تھا۔ فاقے جیسی سختی نے بھی انہیں پریشان نہ کیا بلکہ اس عالم میں انوار و تجلیات کی بارش برستی۔ سبحان اللہ۔ اپنا یہ حال گھاٹے اور خسارے والا حال ہے۔ اللہ تعالیٰ رحم فرمائے۔

3۔ رمضان المبارک کی اٹھارہ تاریخ وبائی بخار کی لپیٹ میں آگیا، آٹھ روزے بھی قضا ہو گئے۔ پہلے تو سب افرادِ خانہ مبتلا رہے اب والدہ عزیزان صاحب

Marfat.com

فراش ہے۔

محمد احمد نے لاہور اسلامیہ کالج (سول لائنز) میں بی ایس سی کا داخلہ لے لیا ہے۔جو تاج محل تعمیر کیے تھے وہ تخریب میں تبدیل ہو کر رہ گئے۔

تری دنیا میں میں محکوم و مجبور
میری دنیا میں تری بادشاہی

وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰٓى اَمْرِهٖ۔ [سورۃ یوسف، 21]

ترجمہ: اللہ تعالیٰ ہر امر پر غالب ہے۔

الطاف محمود کو پھالیہ (گورنمنٹ انٹرمیڈیٹ) کالج ایف ایس سی میں داخل کیا۔بعض مصالح کی بنا پر ایسا کیا لیکن تاحال اِس مضمون (بیالوجی) کا پروفیسر نہیں آیا۔ اب سوچ رہے ہیں کہ گجرات داخل کر دیا جائے۔اِدھر لوگوں کے ذہن اعتدال سے اتنے دور جا چکے ہیں کہ بس نفسا نفسی کا عالم ہے۔امن امان تو بس خالی خواب سا ہو گیا۔ہر طرف فتنہ وفساد کی تاریکی پھیلتی جا رہی ہے،کیا کیا جائے۔آپ کا مشورہ درکار تھا آپ بھی بعض خوانگی مجبوریوں کی بنا پر نہیں آسکتے۔اُدھر آپ بھی بیمار ہیں کسی طرف سے کوئی خوشی کی خبر نہیں آتی۔گھر میں دعائیں بچوں کو پیار

آپ کی خدمت قبول،لیکن میرا یہ خیال ہے کہ آپ یہ تکلیف نہ کیا کریں۔یہ گرانی کا دور آپ کے وسائل کم،مصارف کی ذمہ داریاں بہت اور ناقابل برداشت ہیں۔

گھر میں دعائیں اور تمام بچوں کو پیار۔ان کے لیے دعاہائے صحت۔

وَاُفَوِّضُ اَمْرِيْٓ اِلَى اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ ﴿۴۴﴾

[المؤمن:44]

ترجمہ: اور میں اپنے (سارے) کام اللہ کے سپرد کرتا ہوں۔بے شک اللہ تعالیٰ (اپنے) بندوں کو دیکھنے والا ہے۔

گر تو خواہی زیستن با آبرو
یادِ اُو کن یادِ اُو کن یادِ اُو

Marfat.com

ترجمہ: اگر تو عزت کے ساتھ جینا چاہتا ہے تو اُس کی یاد کر۔اُس کی یاد کر۔اُس کی یاد۔

فقط والسلام

آپ کا صدیق احمد

❀❀❀❀

مکتوب نمبر 61

بنام عبدالخالق توکلی صاحب

عزیز گرامی قدر حفظك الله تعالیٰ مع المتعلقین

خیریت ہر دو جہاں مطلوب۔اسلام علیکم۔

سفر سے واپسی پر آپ کا مکتوب موصول ہو کر کاشفِ حال ہوا۔جواب دینے میں دیر ہوئی، دنیاوی الجھنوں میں الجھ گیا ذہن فارغ نہ تھا۔کاش کہ دنیا و مافیہا سے بے خبر ہو جاتا من وتو کی کچھ ہوش نہ رہتی۔دنیا سے اور نہ دنیا والوں سے کوئی تعلق نہ رہتا۔

نہ تو تُو رہا نہ تو میں رہا جو رہی سو بے خبری رہی

یہ حال طاری ہو جاتا۔مگر ایسے نصیب کہاں؟ اب تو یوں محسوس کر رہا ہوں جیسے ان دھندوں کے لیے ہی زندہ ہوں۔رمضان المبارک سایہ فگن ہے مگر سب کچھ اس کے فضل و کرم پر موقوف ہے۔عزیز! دعاہائے نیم شبی خصوصاً مقبولیت کے اوقات میں مجھے بھی دعاؤں میں شامل رکھیں۔اللہ تعالیٰ رمضان المبارک کی برکات سے سرفراز فرمائے۔آمین۔عزیز ذکر و فکر میں مشغول رہیں۔

کرم فرمائے من جناب سید یعقوب شاہ صاحب (*) نیز دوسرے مکرم و محترم حضرات کو والسلام

دنیا یوم چند آخرکار باخداوند جلشانہ

Marfat.com

فقط والسلام

آپ کا صدیق احمد

(*) گورنمنٹ ہائی سکول خوشاب میں ہیڈ کلرک تھے اور عبدالخالق توکلی صاحب کے ہمراہ سیدا شریف تشریف لائے۔

❁❁❁❁

مکتوب نمبر 62

جناب عبدالخالق توکلی صاحب کے نام

عزیز گرامی قدر حفظک اللہ تعالیٰ

اسلام علیکم

خیریت ہر دو جہاں مطلوب۔ مکتوب موصل ہوئے کئی دن گذر گئے لیکن بوجہ مصروفیات جواب نہ دے سکا۔ چند مصروفیات تو یہ تھیں۔

1۔ لنگر خانہ کی تعمیر بیس روز کے بعد ابھی کام مکمل نہیں ہوا۔ تاہم کمرہ اور برآمدہ تیار ہوگیا ہے۔ ابھی کچھ کام باقی ہے۔

2۔ محمد احمد میڈیکل میں رہ گیا ہے۔(*) دوبارہ اپلائی کرنے کے لیے راولپنڈی گیا ہے۔

3۔ چھوٹی بچی (#) کی آنکھ میں شدید تکلیف ہوگئی ہے۔ اسے جلالپور جٹاں مشن ہسپتال ($) میں داخل کیا ہے۔ اس کی والدہ اس کے ہمراہ ہے۔ اس کی دیکھ بھال میں کوئی آرہا ہے کوئی جارہا ہے، تاہم پہلے سے کچھ افاقہ ہے۔

جہاں تک میری کوششوں اور دعاؤں کا تعلق ہے، جو میرا کام ہے وہ کر رہا ہوں نتائج اپنے دائرہ اختیار میں نہیں ہیں، وہ اللہ کے سپرد ہیں اور بس۔ آپ کا یہ کہنا کہ دوست کوئی نہ بنا، ہر کسی کو ہر جگہ، ہمیشہ رہا ہے اور رہے گا۔ یہ جنس پہلے تو کمیاب تھی اب نایاب ہے، تو اس کا گلہ نہ کیجیے۔ یہ گلہ بھی اس لیے کہ جب توقعات وابستہ ہوں اور اس

Marfat.com

کے سراسر خلاف پیش آئے تو نہایت رنج اور افسوس ہوتا ہے۔ سو توقع کسی سے نہ رکھیں۔ آپ تین سال کی بات کر رہے ہیں یہاں عمر بیتی جا رہی ہے لوگوں کی بیگانگی بڑھتی جا رہی ہے۔ اس لیے یہ افسوس ختم کریں۔

4۔ آپ کی تبدیلی کے لیے میں نے بھی کوشش شروع کر دی ہے۔ بہر حال جہاں تک تدبیر اور کوشش کا تعلق ہے وہ کر ہی رہا ہوں، نتائج میرے دائرہ اختیار سے باہر ہیں۔ اگر میرے اختیار میں ہوتے تو میں اپنے بچوں کو کہاں کہاں نہ پہنچا دیتا بلکہ کوشش ہی غالباً مانع ثابت ہو رہی ہے۔ بچوں کی تعلیمی حالت اور ان کی ناکامی سے خود حیران ہوں کہ کیا کروں؟

سرمایہ داری کا بیڑا غرق۔ سو عرض ہے گھبرائیں نہیں۔ یہ ایسا آسان کام نہیں۔ ہو گا اور ضرور ہو گا۔ ایسی بگڑی ہوئی اور اتنی بگڑی ہوئی قوم اور پھر ایسے ناموافق حالات میں اتنی آرزو بھی بڑی بات ہے۔ ابھی تو چھوٹا سا قدم اٹھا ہے۔ منزل بہت دور ہے، راستہ کٹھن ہے۔ (!) ملاح طوفانوں اور بادِ مخالف کے تند و تیز تھپیڑوں میں گھرے ہوئے ہیں لیکن مسافر کو صرف اپنا ہی خیال ہے اور بس۔ تمام حالات پر نظر رکھ کر بات کیا کریں (اور) اپنے کام میں مصروف رہیں۔

یہ لوگ محض لیڈر ہیں، نہ نبی ہیں نہ ولی ہیں بلکہ متقی بھی نہیں ہیں۔ جیسے کیسے ہیں انہی سے کام لینا ہے اور انہی نے ہی کام کرنا ہے۔ آپ ایک چھوٹے سے سکول میں رہ کر وہاں کے عملہ کو اپنا ہم خیال نہیں بنا سکے یہ تو بہت بڑا کام اور معاملہ ہے حتیٰ کہ آپ اپنا ایک دوست بھی نہ بنا سکے۔

بچوں کو گھر میں دعائیں۔ آپ نے میرے سپرد کیے میں سب کو اللہ کے سپرد کر کے اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔

فقط والسلام

Marfat.com

(*) آرمی میں کمیشن کے لیے ہونے والے میڈیکل میں foot flat ہونے کی بنا پر reject ہو گئے۔

(#) حضرت مصنفؒ کی چھوٹی صاحبزادی قمر النساء۔ تفصیل' پروارِمجبوب'' میں ملاحظہ فرمائیں۔

($) ایک وقت میں آنکھوں کا بہترین ہسپتال تھا۔

(!) یہ ذوالفقار علی بھٹو مرحوم کا دورِ اقتدار تھا۔

❁❁❁❁

مکتوب نمبر 63

جنابِ عبدالخالق توکلی صاحب کے نام

محبی و مخلصی فی اللہ حفظك اللہ تعالیٰ

اسلام علیکم! مزاج گرامی۔آپ کا مکتوب موصول ہو کر کاشفِ حال ہوا۔ثابت یہی ہوا کہ دنیا ایک چکی ہے جو ہمارے لیے آٹا پیستی رہتی ہے اور ایک دن ہم کو پیس ڈالتی ہے۔کبیرؔ نے کیسے پیارے انداز میں اسی مضمون کو نبھایا ہے۔

چلتی چکی دیکھ کر دیا کبیرا رو

دو پاٹوں کے بیچ میں ثابت رہا نہ کو

سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ دنیا ایسی مصیبتوں اور ایسی موتوں کا مجموعہ ہے جو سخت تکلیف دہ اور غیر مختتم (*) ہیں۔پھر بھی آپ کے لیے دعاؤں میں مشغول رہتا ہوں اللہ تعالیٰ آپ کو اپنے فضل و کرم اور اپنے محبوبوں کے طفیل جملہ آلام و مصائب سے نجات دے کر سراسر مستغرق راحت فرمائے آمین ثم آمین

کالی کھانسی کے لیے ایک نسخہ ارسال ہے۔استعمال کریں۔امید فائدہ کی ہے۔ہری چھال کیلا کا چھلکا اتار کر اسے کتر لیں اور ایک مٹی کی ڈولی میں بند کر کے چولہے کی آگ میں دبا دیں۔صبح کو اس کی راکھ نکال کر محفوظ کر لیں۔ایک ایک رتی منقہ میں رکھ کر رات کو سوتے میں بچوں کو کھلا دیا کریں۔چند روز یونہی استعمال کریں۔

الطاف محمود ہسپتال سے آنے کے بعد پھر سے درد سر اور گھٹنوں کے درد میں مبتلا ہو گیا ہے۔ سرگودھا میں ڈاکٹر ابوالحسن کے زیر علاج ہے اور زیب النساء (#) کے پاس ہے۔ ٹیلی فون پر بات چیت سے معلوم ہوا کہ اسے اب آرام ہے۔ 4 جون تک واپس آئے گا۔ ادھر چھوٹی لڑکی کا بایاں جبڑا جام ہو رہا ہے۔ نہ معلوم یہ کیا مرض ہے کچھ لوگ کہتے ہیں کہ یہ لقوہ کی ایک قسم ہے۔ اب اسے سرگودھا بھیجنے کا خیال ہے۔ بس یہ چکر ختم ہونے میں نہیں آرہا۔

گرمی نہایت شدت سے بڑھ رہی ہے، سفر برداشت نہیں کر سکتا۔ ادھر باباجی اللہ بخش صاحب ($) ہفتہ سے یہیں مقیم ہیں اور غالباً جمعہ شریف یہیں ادا کریں گے۔ لاہور کی گرمی سے یہاں پناہ لینے آئے ہیں۔ والدہ عزیزاں بیمار ہے۔ بہر حال اور بہر صورت رجوع الی اللہ ضروری ہے۔ اس کے سوا کیا چارہ ہے۔ اجابت من اللہ ہے۔ یہ سن کر کہ آپ کو تعطیلات نہیں ہوئیں میں ملاقات سے مایوس ہو گیا ورنہ تو آپ آہی جاتے۔

اچھا! گھر میں والدہ عزیزاں کو دعائیں اور بچوں کو پیار

فقط والسلام

دعا گو صدیق احمد

(*) کبھی ختم نہ ہونے والے۔

(#) ابوالوفا صدیق احمدؒ کی بڑی صاحبزادی۔ تفصیل "پروازِ مجذوب" میں ملاحظہ فرمائیں۔

($) بابا اللہ بخشؒ کا تعارف مکتوب نمبر 13 میں گذر چکا ہے۔

❀❀❀❀

مکتوب نمبر 64

جناب عبدالخالق توکلی صاحب کے نام

محترمی! اسلام علیکم۔ مزاج گرامی۔

Marfat.com

یاد آوری کا شکریہ۔ حسب الحکم دو عدد خیرالخیر (*) جو ابھی چھپ کر آئی ہیں ارسالِ خدمت ہیں۔ پانچ عدد شجرہ شریف کتابوں کے اندر ورقوں میں دے دیے گئے ہیں تاکہ گر نہ جائیں وہ بھی نکال لیں۔

2۔ تنویر الابصار (#) ختم ہے، طبع ہونے پر ارسال کی جاسکے گی۔

3۔ معراج شریف نہایت اعلیٰ پیمانے پر چھپ رہا ہے۔ پندرہ روز تک چھپ کر آجائے گا۔ ارسالِ خدمت کر دیا جائے گا۔ آج کل لاہو پریس میں ہے۔ معراج نامہ کا نام رکھا گیا ہے "شبِ حسین برعرشِ بریں" یہ نام ٹائٹل پر ہے۔ دوسرا نام "اسراءِ جمیل الیٰ رب الجلیل" ($) یہ نام اندر کے صفحہ پر ہے۔

(*) "خیرالخیر" نقشبندی اور مجددی سلوک پر خواجہ محبوب عالمؒ کی مستند، انتہائی قابل اعتماد اور خوبصورت تحریر ہے۔

(#) تنویر الابصار کا تعارف مکتوب نمبر 12 میں پیش کیا جاچکا ہے۔

($) حضرت خواجہ محبوب عالمؒ کی یہ کتاب معراج شریف کے موضوع پر نہایت عمدہ اور مفصل تحریر ہے۔ مجھے والد ماجدؒ کے وصال (10 مئی 1974ء) کے کچھ عرصہ بعد اپنے والد گرامی کی لائبریری میں اس کا قلمی نسخہ پڑھنے کا اتفاق ہوا۔ اس مکتوب سے اندازہ ہو رہا ہے کہ حضرت خواجہ محبوب عالمؒ اپنی زندگی میں اس کتاب کا نام موزوں نہیں کر پائے تھے اور اس کا نام آپ کے صاحبزادے ابوالوفا صدیق احمدؒ نے تجویز فرمایا۔ اس کتاب کا عربی نام "اسراءِ جمیل الیٰ رب الجلیل" اور اردو نام "شب حسین برعرشِ بریں" ہے۔ میں اسلامیات اور علم الحدیث میں مہارت رکھنے اور ان میں تحقیقی کام میں دلچسپی رکھنے والے طالبعلموں سے درخواست کرتا ہوں کہ اس کی تخریج پر کام کریں۔ اس بارے ضروری معلومات کے لیے مجھ سے رابطہ کر سکتے ہیں۔ الطاف محمود ہاشمی، رابطہ نمبر 0300-5570547

Marfat.com

مکتوب نمبر 65

جناب عبدالخالق توکلی صاحب کے نام

عزیز گرامی قدر

اسلام علیکم۔ مزاج بخیر۔ قبل ازیں جو لفافہ ارسال کیا ہے اس میں شبینہ کی تاریخ غلط لکھی گئی ہے۔ شبینہ بروز منگل لکھا ہے اصل اور صحیح تاریخ یہ ہے۔ بیس رمضان المبارک بروز بدھ رات شبینہ۔(*) اطلاعاً عرض کیا ہے۔

فقط والسلام

آپ کا صدیق احمد

(*) کیلنڈر کے مطابق 20 رمضان المبارک کو بدھ کا دن 1393ھ /17 اکتوبر 1973ء کو بنتا ہے۔ ایک رات میں قرآن پاک مکمل کرنے کو شبینہ کہا جاتا ہے۔ ابوالوفا صدیق احمدؒ کے دور میں خواجہ محبوب عالمؒ کے یومِ وصال پر 20 رمضان المبارک کی افطاری کے بعد شبینہ شروع ہو جاتا اور 21 رمضان المبارک کی صبح قرآنِ پاک مکمل کر کے ایصالِ ثواب کیا جاتا تھا۔

❀❀❀❀

مکتوب نمبر 66

جناب عبدالخالق توکلی صاحب کے نام

عزیزم مخلصم فی اللہ حفظك الله تعالیٰ

السلام علیکم۔ خیریت ہر دو جہاں مطلوب۔ آپ کے دو لفافے موصول ہو کر کاشفِ حال ہوئے۔

یکساں حال سوائے مولا کریم ذوالجلال والاکرام کسی دوسرے کو محال ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ہر کام میں کوئی نہ کوئی حکمت ہوتی ہے۔ ہوسکتا ہے آپ سے وہاں ہی کوئی کام لینا ہو جس پرزے کی جہاں ضرورت ہو کاریگر وہاں ہی اسے فٹ کرتا ہے۔ اس

Marfat.com

لیے پریشان نہ ہوں۔ ویسے میں دعا گو ہوں اللہ تعالیٰ اپنے کرم اور اپنے محبوبوں کے طفیل اپنی مساعی میں کامیاب فرما کر مستغرقِ راحت فرمائے۔

فقط والسلام

دعا گو سیدوی

❀❀❀❀

مکتوب نمبر 67

جناب عبدالخالق توکلی صاحب کے نام

عزیز گرامی قدر حفظک اللہ تعالیٰ

اسلام علیکم

خیریت ہر دو جہاں مطلوب۔ آپ کا مکتوب موصول ہو کر کاشفِ حال ہوا۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم اور اپنے مقبولوں کے طفیل آلام و مصائب سے نجات دے کر سراسر مستغرق راحت فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

الطاف محمود سلمہٗ تعطیلات ختم ہوتے ہی اسلام آباد چلا گیا ہے فری ہونے پر حسبِ پروگرام عمل کیا جائے گا۔ بجائے سیدا شریف اسلام آباد یا خوشاب مناسب ہے کیونکہ ہر دو مقام پر پریکٹیکل کا کام بھی ہو سکتا ہے۔ سیدا شریف میں یہ آسانی میسر نہیں۔ بہر صورت وقت آنے پر آپ جو مشورہ دیں گے اس پر عمل کرنے کی کوشش کی جائے گی۔

میری صحت ظاہری حالات کا نہایت جلدی اثر قبول کرتی ہے۔ اچھے حالات ہوں تو صحت ورنہ تو..........

یہ کیفیت تو آتی جاتی رہتی ہے۔ حالات پر قابو نہیں حاصل کر سکا۔ بظاہر ٹھیک ہے۔ یہ میں محسوس کرتا ہوں۔ بس ایک حال سوائے مولا کریم ذوالجلال کسی کو حاصل نہیں۔

بس اک ثبات حاصل ہے تغیر کو ایک زمانے میں

غفلت اور نفس کی امارگی اور اس کے اثرات تو بشری اور طبعی چیزیں ہیں اس میں تو کسی ہمت اور تکلف کی ضرورت نہیں۔ باقی اُس کی یاد اور عمدہ خصائل، یہ صرف اس کی توفیق پر موقوف ہیں کیونکہ یہ چیزیں بغیر تکلف اور اہتمام نصیب نہیں ہو سکتیں کیونکہ یہ بشری خصائل نہیں بلکہ ملکوتی خصائل ہیں۔ اس لیے دعا، اپنی ہمت اور تکلف مجلس کے ضروری رکن ہیں۔ بہرحال رجوع الی اللہ ضروری ہے۔ آپ کے لیے دعاگو رہتا ہوں کہ وہ اس سلسلہ میں اپنی خاص توفیق سے نوازے۔

گھر میں دعائیں اور بچوں کو پیار۔ ہوسکتا ہے کہ سرگودھا آؤں تو کچھ دیر کے لیے آپ کے پاس بھی حاضر ہوں۔

فقط والسلام

آپ کا سیدوی

❁❁❁❁

مکتوب نمبر 68

جناب عبدالخالق توکلی صاحب کے نام

عزیز گرامی قدر زادو الا! اسلام علیکم

مزاج بخیر۔کل محبت نامہ موصول ہو کر کاشفِ حال ہوا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اپنے فضل و کرم اور اپنے محبوبوں کے صدقے جملہ آلام و مصائب سے نجات دے کر سراسر مستفرق راحت فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

عزیزہ (چھوٹی صاجزادی قمر النساء) کی آنکھ اب بالکل ٹھیک اور تندرست ہے اور اس نے اپنی تعلیم بھی شروع کر دی ہے۔ باقی بحمداللہ سب ٹھیک ہے۔ محمد احمد

Marfat.com

نے گورنمنٹ اسلامیہ کالج (سول لائنز) لاہور میں بی ایس سی میں داخلہ لے لیا ہے وہ لاہور (میں) زیرِ تعلیم ہے۔

رمضان المبارک سر پر سایہ فگن ہے۔ 21،20 رمضان المبارک اتوار، سوموار کی درمیانی شب کو (حضرت خواجہ محبوب عالمؒ کا) یومِ وصال ہے۔ شبینہ بھی انشاء اللہ ہوگا۔ ایک بات یاد رکھیں تمام اوراد و وظائف میں دو (2) ورد اِس پایہ کے ہیں کہ ان سے بڑھ کر کسی ورد کو یہ مقام حاصل نہیں۔ تلاوتِ کلامِ مجید اور درود شریف۔ تھوڑے سے تھوڑا کچھ نہ کچھ ضرور کیا کریں۔ ایک آدھ رکوع، ایک آدھ تسبیح درود شریف باوضو، باادب کیا کریں۔

دنیا یوم چند ہے۔ آخر کار خداوند جلشانہٗ۔ اللہ بس، باقی ہوس۔

والدہ عزیزان کو دعائیں بچوں کو پیار۔

❁❁❁❁

مکتوب نمبر 69

جناب محمد عبدالخالق توکلی صاحب کے نام

عزیز گرامی قدر حفظك الله تعالىٰ

اسلام علیکم

خیریت ہر دو جہاں مطلوب۔ آپ کے ہر دو مکتوب موصول ہوئے۔ ایک تو وہ جس میں عزیز الطاف محمود کی تعلیم کے متعلق تجویز تھی اور دوسرا یہ جو آج کل میں موصول ہوا مگر اپنی ذہنی الجھنوں اور مصروفیتوں کی وجہ سے کوئی جواب نہ دے سکا۔ مجھے اپنی اس کوتاہی کا اقرار ہے کہ جواب نہ دے سکا اور آپ کو انتظار کی تکلیف اٹھانا پڑی۔

1۔ الطاف محمود سلمہٗ کی تعلیم کے سلسلہ میں جو تجویز آپ نے پیش کی نہایت عمدہ تجویز تھی۔ جو محبت اور شفقت عزیز سے آپ کو ہو سکتی ہے اور کسی کو نہیں ہو سکتی۔

Marfat.com

جذبہ کی کوکھ سے سب باتیں جنم لیتی ہیں۔ مگر صرف اس وجہ سے یہ تجویز شرمندۂ تعبیر نہ ہوسکی کہ الطاف محمود اور تم دونوں سے ایک سا تعلق ہے جس کی بنیاد خلوص پر مبنی ہے۔ کچھ ڈر سا لگ گیا کہ یہ بچہ ہے اور سود و زیاں سے قطعاً نابلد ہے۔ کہیں اسے آپ سے کوئی شکایت ہوگئی تو میرے اور آپ کے تعلقات میں کوئی دراڑ نہ پیدا ہوجائے جس کا انجام اچھا نہ ہوگا۔ یہ سوچ، تجویز کی تکمیل میں مانع رہی ورنہ کوئی بات نہ تھی۔ اب صرف آپ سے یہ توقع ہے کہ تعطیلات موسمِ گرما میں اپنا کچھ قیمتی وقت عزیز کے لیے نکال سکیں تو بہت اچھا ہوگا۔ آج کل عزیز الطاف بیمار ہے مگر گھر پر ہی ہے اور زیرِ علاج ہے۔ تندرست ہونے پر واپس سکول چلا جائے گا۔

2۔ آپ کی کتاب پورے طور پر تا حال نہیں دیکھ سکا۔ کچھ اپنی ذہنی الجھن حائل رہی۔ موسمِ گرما ایبٹ آباد میں گذاروں گا، اس وقت یہ کام ہوسکے گا۔

3۔ میری تعریف یا میرے بارے میں کچھ لکھنے سے پرہیز فرمایا کریں، ہم دونوں کے لیے یہ کام اچھا نہیں، خصوصاً میرے لیے نقصان دہ ہے۔ سالک انسان کو مدح و ذم میں گرفتار نہ ہونا چاہیے۔

4۔ لاہور میں حضرت بابا اللہ بخش صاحب (*) سخت بیمار ہیں، صاحب فراش ہیں۔ پرسوں لاہور سے واپس آیا ہوں۔ اُن کے لیے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ انہیں صحتِ کاملہ عطا کرے اور متوسلین کے سر پر ان کے سایہ قائم رکھے۔ گندم کی کٹائی تو ہوچکی، آج کل گہائی میں مصروف ہیں۔ موسم غیر یقینی سا رہتا ہے۔ اپنے ذکر و فکر میں جیسے کیسے مشغول رہیں۔ دوام ذکر و فکر سے اس کے اثرات مرتب ہونے کی امید کی جاسکتی ہے۔ بچوں کو دعائیں۔ خدا حافظ

Marfat.com

فقط والسلام

آپ کا صدیق احمد سیدوی

(*) بابا اللہ بخشؒ کا تعارف مکتوب نمبر 13 میں گذر چکا ہے۔

❀❀❀❀

مکتوب نمبر 70

جناب عبدالخالق توکلی صاحب کے نام

مخلصم فی اللہ حفظك اللہ تعالیٰ

اسلام علیکم۔خیریت ہر دو جہاں مطلوب۔مکتوب گرامی موصول ہو کر کاشفِ حال ہوا۔اللہ تعالیٰ آپ کو اپنے فضل و کرم اور اپنے مقبولوں محبوبوں کے طفیل جملہ آلام و مصائب سے نجات دے کر سراسر مستغرقِ راحت فرمائے۔آمین۔ثم آمین۔بہرحال رجوع الی اللہ ضرور ہے۔والی اللہ المشتکی ختم خواجگان بہت ہی بابرکت ہے مگر اس میں مداومت (ہمیشگی) ضروری ہے۔اگر ہمت پاتے ہوں تو شروع کر دیں۔چند روز تکلف کرنا پڑتا ہے پھر وہ ورد طبع ثانی بن جاتا ہے۔''ذکرِ خیر'' کا سننا اور سنانا صحبتِ معنوی حضور ابنالویؒ ہے۔سب کو خصوصاً ہم اہلِ سلسلہ کو تو بہت مفید ہے۔تمام احباب وہاں ایک وقت مقرر کر کے اکٹھے ہو کر یہ بزم کرایا کریں، ہر قسم کے فوائد کی حامل ہے۔یہ خیال آپ کا بہت پسند آیا۔ہر عمل جو شروع کیا جائے استقامت اور مداومت کے ساتھ شروع کیا جائے۔

ہر دو برخورداروں کی تعلیم کا مجھے بے حد احساس ہے اور جو میری طاقت ہے اس کے مطابق کوشش کروں گا۔جملہ احباب دعا کیا کریں۔

گھر عزیزہ کو دعائیں، بچوں کو پیار۔ہر حال میں اس کی ذرہ بھر پرواہ نہ کریں،

Marfat.com

گھبراہٹ اچھی نہیں۔استقامت بہ از کرامت پھر فضل ہی فضل ہے۔

❁❁❁❁

مکتوب نمبر 71

جناب عبدالخالق توکلی صاحب کے نام

عزیز گرامی حفظك الله تعالٰی مع المتعلقین

اسلام علیکم! مزاج بخیر۔آپ کے ہر دو خط موصول ہو کر کاشفِ مافیہا ہوا۔ دوسرا خط تو پرسوں ہی ملا۔یہ جو دوستوں کے بارے میں آپ نے بطور شکایت لکھا ہے کہ وہ چندہ کے سلسلہ میں پورا تعاون نہیں کرتے، اصل بات یہ ہے کہ ذہن چونکہ فطری طور پر مختلف ہیں اس لیے ان کی سوچ بھی مختلف ہے۔ذوق وفہم کے اختلاف سے عمل اور سوچ بھی مختلف ہو جاتی ہے۔جو ذہن آپ کا اللہ تعالیٰ نے بنایا وہ دوسرے ساتھیوں کا نہیں۔کیا اچھا ہوتا کہ تمام دوستوں کے ذہن متحد ہوتے۔دوستی کا مزا بھی تو تب ہے جب ذہن بھی متحد ہوں مگر ایسا ہونا ناممکن ہے۔نیز کام کرنے والے سب نہیں ہوتے کام کی لگن تو چند اور قلیل افراد کو ہوتی ہے سو الحمدللہ کہ آپ کو لگن ہے۔اللہ تعالیٰ آپ کو استقامت عطا فرمائے۔بس آپ کام کیے جائیں کسی سے مت کچھ کہیں ورنہ تو شکایتیں اور حکایتیں بڑھ جائیں گی۔اس راہ میں بہت کچھ سننا پڑے گا۔بس پرواہ کیے بغیر بڑھتے چلے جائیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو برکت عطا فرمائے۔آمین ثم آمین۔

2۔ رہا کراچی کا سفر سو اس کے لیے خیال تو یہ ہے اور یہ خیال اس لیے ہے کہ اس سفر میں معمول سے زیادہ سامان ساتھ ہوگا۔علاوہ زادِ راہ صوفی کالے خاں (*) کے لیے گھی کا ایک ٹین، کتابوں کے ایک دو بنڈل وغیرہ وغیرہ، ان کو لے کر چلنا اور سفر، راہ میں اتارنا چڑھانا میرے لیے مشکل ہے۔خیال یہی ہے کہ

یہاں سے لاہور اور وہاں سے سیٹیں ریزور کرا کے سیدھا کراچی۔لیکن اگر سامان کسی دوست کے ہاتھ پہلے لاہور بھیج دیا گیا تو پھر ممکن ہے کہ لاہور تک کا سفر آپ کی طرف سے ہوتے ہوئے ہو جائے۔ بہر حال جیسا مولا کریم کو منظور ہوا ہو جائے گا۔ ورنہ واپسی میں تو ضرور حاضر ہوں گا۔

3 ذکر خیر، ذکر محبوب (#) کسی نہ کسی صورت پہنچائی جائیں گی ورنہ تو جب آپ لاہور آئیں گے وہاں سے یہ کتابیں لے لیں۔لاہور صوفی یار محمد ($) کو دے دی جائیں گی۔

4۔ یہ تعمیری پروگرام جو بنایا گیا ہے ہمارے سلسلہ میں ایک عظیم تاریخی کام ہے اس لیے اس میں ہم سب کو بہت محنت اور جدو جہد کرنی ہو گی۔ کراچی کا سفر بھی اسی پروگرام کی ایک کڑی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے یہ سفر ظفر ہو۔ آمین ثم آمین۔

گھر میں دعائیں بچوں کو بہت بہت پیار۔ دیگر احباب کے السلام علیکم۔

غریب ہمیشہ مخلص ہوتے ہیں مگر مفلس، تاہم کچھ نہ کچھ کر ہی جاتے ہیں۔اب ذرا ہمت کر کے بڑے لوگوں سے بھی رابطہ قائم کریں۔ ہر جماعت میں کوئی نہ کوئی اللہ کا بندہ موجود ہوتا ہے ہوسکتا پانی پیتے پیتے آبِ حیات پر ہی پہنچ جائے۔ پھرتے پھراتے کسی سخی کا دروازہ بھی آجاتا ہے۔ بس گھرائیں نہیں۔ میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے یہ راہ بہت کٹھن ہے۔ بہت کچھ سننا پڑتا ہے۔ صبر و تحمل اور توکل پر کام کیے جائیں کسی دوست کی منت سماجت کی قطعاً ضرورت نہیں اور نہ منت سماجت سے کام ہوا کرتا ہے۔گھبرا کر اگر مایوس ہو کر بیٹھ رہے تو پھر کام کیسے چلے گا۔ اللہ تعالیٰ آپ کا حامی و ناصر ہو۔

(*) خواجہ محبوب عالمؒ کے نہایت محنتی، چہیتے اور مجتہد خلیفہ سید اصغر علی شاہؒ عرف جرنیل صاحب (متوفی 9 ذوالحجہ 1348ھ / 8 مئی 1930ء) کے خلیفہ تھے اور کراچی میں سکونت پذیر تھے۔ ہم دونوں

Marfat.com

بھائیوں کو جناب صوفی صاحبؒ نے اپنے سلسلہ کی دستارِ خلافت عطا فرمائی۔صوفی صاحبؒ از حد نیک اور صاحب کشف آدمی تھے۔انہوں نے 27 رجب المرجب 1399ھ /22 جون 1979ء کو بروز جمعۃ المبارک رات تقریباً 12 بجے کراچی میں انتقال فرمایا۔

(#) تنویر الابصار اور ذکر خیر میرے جد امجد خواجہ محبوب عالمؒ کی کتب ہیں۔اللہ تعالیٰ نے اِس کم ترین سے دونوں کتابوں پر خوبصورت کام کروادیا ہے اور یہ کتابیں شروع میں دیے گئے پتوں پر دستیاب ہیں۔ذکر محبوب ابوالوفا صدیق احمدؒ کی تصنیف ہے اور خواجہ محبوب عالمؒ کے حالات پر مبنی ہے۔

($) صوفی یار محمد صاحبؒ کا تعارف مکتوب نمبر 22 میں گذر چکا ہے۔

❀❀❀❀

مکتوب نمبر 72

جناب عبدالخالق توکلی صاحب کے نام

عزیزم گرامی حفظك الله تعالىٰ مع المتعلقين

اسلام علیکم! مزاج گرامی۔عین اس روز آپ کا محبت نامہ موصول ہوا۔بفضلہٖ تعالیٰ حسبِ سابق تقریب یوم وصال خواجہ عالم قدس سرہٗ (21 رمضان المبارک) بحسن و خوبی انجام پذیر ہوئی اور جملہ احباب کے لیے دعا کی گئی۔اجابت من اللہ ہے۔اللہ تعالیٰ آپ کو اس گردشِ ایام سے جلد از جلد نجات اور خلاصی عطا کرے۔آمین ثم آمین۔ جمعرات ہی پانچ شوال (یکم نومبر 1973ء / 5 شوال 1393ھ بروز جمعرات) کو (مسجد کمیٹی کے اجلاس میں) آپ کا انتظار ہوگا۔

چنیوٹ سے گزرا تھا لیکن وہ سیلاب سے پہلے گزرا تھا بلکہ میرے گزرنے کے بعد فوراً چنیوٹ میں بھی سیلاب آگیا(*) اس کے بعد اس راہ سے نہیں گذرا بلکہ گجرات کے راستہ سے لاہور گیا تھا۔الطاف محمود کو ایم اے او کالج (لاہور) میں فرسٹ ائر میڈیکل میں داخل کر دیا اور رہائش کا انتظام ہوسٹل میں ہوگا۔محمد احمد اسلامیہ کالج (سول لائنز) میں ہے۔آپ کو اس کا علم ہے،جو تدبیر ہو سکتی ہے کر دی ہے۔نتائج،وہ

Marfat.com

اللہ کے سپرد ہیں۔صحت کے بارے میں آپ نے پوچھا ہے بس کام چل رہا ہے۔گھر میں دعائیں۔

(*) 1973ء میں پاکستان اور بالخصوص پنجاب میں شدید سیلاب آیا، یہاں اسی کا ذکر ہے۔

❁❁❁❁

مکتوب نمبر 73

جناب عبدالخالق توکلی صاحب کے نام

عبدالخالق توکلی صاحب کی ٹرانسفر چنیوٹ سے خوشاب ہوئی تو انہوں نے بہت واویلا کیا۔اس موقع پر تحریر فرمایا گیا۔

مخلصم فی اللہ حفظک اللہ تعالیٰ

اسلام علیکم! خیریت ہر دو جہاں مطلوب۔آپ کے تمام خطوط موصول ہو کر کاشفِ مافیہا ہوا۔تمام خطوط میں ایک ہی بات مشترک ہے کہ میرا تبادلہ کیوں ہوا اور اگر ہوا تو پھر یوں ہونا چاہیے۔

عزیز! آپ ایک صاحبِ طریقت ہیں، بجائے اسباب کے مسبب پر نظر رکھنا از حد ضروری ہے۔حکیمِ مطلق کا کوئی فعل خالی از حکمت نہیں ہوتا۔ہماری سمجھ میں آنا ضروری نہیں اور ہماری سمجھ ہے بھی کیا؟ اگر کوئی بات سمجھ آ ہی جائے تو یہ بھی ان کی عین مہربانی اور کرم ہوا کرتا ہے۔ بہر حال ہوسکتا ہے یہاں آپ سے کوئی کام لینا ہو اور وہاں سے یہاں کام کرنے کا موقع بہتر ہو اور یہاں آپ کی زیادہ ضرورت ہو۔اگر آپ کو یہ مصیبت نظر آتی ہے تو صبر ضروری ہے اور اگر مصیبت نہیں تو پھر شکر کا موقع ہے۔مومن کے حق میں دونوں کا نتیجہ بہتر ہے۔جناب محترم ملک حبیب الرحمان صاحب (*) کی خدمت میں سلام مسنون پیش فرمائیں۔یہ سنگت آپ کے لیے بہتر ہے۔عزیز کی کامیابی کے لیے آپ بھی دعا کریں اور ملک صاحب سے بھی دعا کروائیں۔باقی میں

دعا گو ہوں اللہ تعالیٰ آپ کو اپنی مساعی میں کامیاب و کامران فرمائے۔ پہلے خط کا بھی میں نے جواب تحریر کر دیا ہے۔ملک صاحب سے فائدہ اٹھائیں وہ ایک اچھے کی اچھی نشانی ہیں۔

فقط والسلام

دعا گو سیدوی

(*) ملک حبیب الرحمن مرحوم، حضرت محمد عمر بیر بلویؒ کے مرید تھے اور جناب عبدالخالق توکلی صاحب کے ہمراہ سروس کرتے تھے۔

❀❀❀❀

مکتوب نمبر 74

جناب عبدالخالق توکلی صاحب کے نام

عزیزم مخلصم فی اللہ حفظك اللہ تعالیٰ

اسلام علیکم! خیریت ہر دو جہاں مطلوب۔تمام خطوط موصول ہوتے رہے۔ جوابی خط نہ لکھنے کی وجہ ناراضگی نہ تھی۔ ہاں تعلق کی کمی تو ہو سکتی ہے، ناراضگی نہیں۔ویسے طبعی طور پر میں بھی خط وکتابت میں نہایت سست واقع ہوا ہوں۔

آج لکھنے کا ارادہ کیا اس ارادہ کی ایک چیز محرک بھی تھی۔اب خیال تھا کیا لکھوں؟ غور و فکر کے دو ایک جام چڑھائے اور چند حروف نوکِ قلم سے آنے لگے۔ عزیزم! محبت ایک معنوی حقیقت ہے، وہ ایک ذوقی اور وجدانی چیز ہے کوئی مادی شے نہیں۔لیکن اس کا اظہار اور اس کا ثبوت ظاہری اعمال سے ملتا ہے جو محبت کا نتیجہ ہوتے ہیں اور محبت کی گواہی دیتے ہیں۔جس عالم میں انسان زندگی بسر کر رہا ہے وہ صورت اور معنی کا مرکب عالم ہے۔یہاں پر معنی صورت کا جامہ پہن لیتے ہیں۔خدا سے محبت اگر محض فکری اور معنوی حیثیت میں رہتی تو پھر نماز، روزہ وغیرہ عبادات کی کوئی

Marfat.com

ضرورت نہ ہوتی۔ دیکھیے دوست ایک دوسرے کو تحفہ دیتے ہیں جو مادی اشیاء ہوتی ہیں حالانکہ محبت مادی نہیں۔ حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بھی باہم تحفے دینے کی تلقین فرمائی تا کہ محبت بڑھے اور عداوت دور ہو۔ مادی چیزیں اور جسمانی اعمال اگرچہ عام طور پر محبت کے شاہد ہوتے ہیں لیکن اس امر کو بھی فراموش نہیں کرنا چاہیے کہ گواہ کبھی جھوٹے بھی ہوتے ہیں اور کبھی سچے، اسی لیے مخلص انسان منافق دوستوں سے دھوکہ کھا جاتا ہے، اسی لیے ریاکاری کے اعمال کس طرح خدا کی محبت کے شاہدِ عادل ہو سکتے ہیں؟ خالی لسی پی کر مخموروں کی طرح جھومنے لگے اور دوستوں کو سمجھانے کی کوشش کرے کہ یہ بھی مست اور پیے ہوئے ہے، کتنی غلطی اور خود فریبی ہے۔

معنی اور صورت کا باہمی تعلق: عام طور پر صورت معنی کی ترجمان اور اس کی غماز ہوتی ہے لیکن کہیں کہیں صورت سے دھوکہ بھی لگ جاتا ہے۔ اس لیے مردِ عاقل کو ہشیار رہنا ضروری ہے۔

خط لکھنے کی جو چیز محرک بنی وہ یہ ہے کہ میں اپنے اعلیٰ حضرت قبلہ عالم (خواجہ محبوب عالم) سیدویؒ کے سوانح عرصہ بیس سال سے تیار کرنے میں مصروف تھا۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ کہ ذکر محبوب طباعت سے آراستہ پیراستہ ہو کر آ گئی پہلی بار صرف پانچ صد جلد طبع کرائی تھیں۔ تین سو جلد نکل چکی ہے۔ آپ اپنے احباب اور حضرت مولانا اللہ رکھا صاحبؒ (*) کے گھر اور ان کے متوسلین میں جو اہل طریقت اور اہل محبت ہیں (ان تک پہنچائیں) کیونکہ اہل کے لیے یہ آبِ حیات اور اندھیرے میں چراغ کا حکم رکھتی ہے۔ لہٰذا آپ واپسی اطلاع دیں کہ کتنی جلد درکار ہیں۔ یہ سلسلہ عالیہ اور طریقت کی بہت بڑی خدمت ہے۔ آپ کم از کم طریقت کی یہی خدمت کر گزریں، یہی آپ کے احساس اور دردِ دل کی بہت بڑی شہادت ہوگی۔ نری خط وکتابت اور کاغذ سیاہ کرنے سے کیا فائدہ۔ اب یہ ایک کام تھا سو عزیز کو آگاہ کر دیا ہے۔

Marfat.com

قیمت فی جلد پانچ روپیہ؛ صفحات 279؛ ٹائیٹل نہایت عمدہ؛ کاغذ کتابت طباعت اس گرانی کے زمانہ میں کتاب کی اشاعت ہمت کا ثبوت ہے۔

سیرت کی کتاب صاحب طریقت کے تعارف کا باعث ہوتی ہے جیسے قرآن پاک خداوند قدوس کے تعارف کا باعث ہے۔ یہ مطالعہ مسرت بے مصرف ہے۔

فقط والسلام

نیازمند فقرا   صدیق احمد

(*) اللہ رکھا خواص پوریؒ، حضرت خواجہ محبوب عالمؒ کے بڑے خلفاء میں سے تھے اور تقسیم ہند کے نتیجے میں میاں چنوں، ضلع خانیوال میں آباد ہو کر 26 رجب المرجب 1368ھ /26 مئی 1949ء بروز جمعرات جہانِ فانی سے رخصت ہوئے۔ تفصیل کے لیے اس بندۂ ناچیز کی کاوش ''چراغِ محبوب'' ملاحظہ ہو۔

❀❀❀❀

مکتوب نمبر 75

جناب عبدالخالق توکلی صاحب کے نام

عزیزم مخلصم فی اللہ حفظك اللہ تعالیٰ

اسلام علیکم! خیریت ہر دو جہاں مطلوب۔ محبت نامہ موصول ہو کر کاشفِ حال ہوا۔ گھبراہٹ اچھی نہیں استقامت بہ از کرامت۔ بلا (یعنی مصیبت) غلطیوں کا کفارہ اور رجوع الی اللہ کی دستاویزات ہوا کرتی ہے۔ پریشان حال ہونے کی ضرورت نہیں، جو ہوا بہتر ہوا اور جو ہوگا بہتر ہوگا۔ آپ کے ہمراہ جو ماسٹر صاحب تشریف لائے تھے ان کو سلام۔ نیز ملک (حبیب الرحمٰن) صاحب کو تحفہ مسنون پیش کریں۔ توکلی ہو کر حرف شکایت کسی صورت مناسب نہیں۔

فقط والسلام

دعاگو   صدیق احمد

Marfat.com

مکتوب نمبر 76

جناب عبدالخالق توکلی صاحب کے نام

عزیزم مخلصم فی اللہ حفظک اللہ تعالیٰ مع المتعلقین

اسلام علیکم ۔خیریت ہر دو جہاں مطلوب ۔مکتوب موصول ہو کر کاشفِ حال ہوا۔ پرچہ جات کو نمبر دے دیے گئے ہیں ۔اسے خود بھی احساس ہے اور میں بھی ہر ممکن طریق سے محنت کرنے کی ترغیب دیتا رہتا ہوں ۔ایک کو ملازم کر دیا گیا ہے اور وہ اپنے کام پر ہے اس سے تواحسن طریق سے فارغ ہوا ہوں ۔

مفتی غلام رسول نوری آئے تھے ان کو دعوت کوئی نہ تھی ۔جو آجائے تو ہم فقراء کا کام نہیں کہ سے دھتکارا جائے، اور بس ورنہ ان کے بغیر کوئی خلا نہ تھا اور نہ ہی ہوگا، انشاء اللہ ۔اگر کچھ وقت نکال کر کسی وقت آجائیں اور عزیز کی مزید رہنمائی کر جائیں تو بہت اچھا۔ دست بدعا ہوں کہ خدا تعالیٰ اپنے فضل و کرم اور اپنے مقبولوں اور محبوبوں کے طفیل آپ کو جملہ آلام و مصائب اور تفکرات سے اور شرِ اعدا سے و شرِ نفس و شیطان سے محفوظ رکھے ۔آمین ثم آمین ۔احباب کی دعاؤں سے بفضلہٖ تعالیٰ پہلے سے روبصحت ہوں اور توانائی آتی جا رہی ہے ۔علاج بدستور ہو رہا ہے ۔مزید دعاؤں کی ضرورت ہے ۔گھر میں عزیز ان کو پیار ۔

فقط والسلام

آپ کا دعا گو　　　سیدوی

Marfat.com

مکتوب نمبر 77

جناب عبدالخالق توکلی صاحب کے نام

عزیز گرامی قدر حفظك الله تعالیٰ

اسلام علیکم! مزاج بخیر۔ مستدعی صحت و عافیت بخمس الاوقت

آپ کا مکتوب گرامی موصول ہو کر کاشفِ مافیہا ہوا۔ ابھی تک محمد احمد سلّمہٗ کا رولنمبر وغیرہ بورڈ سے موصول نہیں ہوا۔ اسی کا انتظار تھا کہ رول نمبر آجاتا تو پھر خط تحریر کرتا، اسی لیے دیر کی۔ بچی کے زیادہ مرض سے تشویش ہوئی اس بیماری کے لیے سردی کا موسم اچھا نہیں ہوتا۔ کسی قابل حکیم یا کسی ڈاکٹر سے ضرور رجوع کریں تاکید مزید تاکید ہے۔

میرا حال

کدی اٹھ اٹھ بہنواں کدی بہہ بہہ روواں
بھیڑی رات فراق دی مکدی نئیں

ترجمہ: کبھی اٹھ کر بیٹھتا ہوں اور کبھی بیٹھ کر روتا ہوں، مگر ہجر کی بری رات ختم ہونے میں نہیں آتی۔

بس یکساں حال سوائے مولائے کریم ذوالجلال والاکرام کے کسی کو نصیب نہیں۔ بہر کیف و بہرحال رجوع الی اللہ ضروری ہے۔ دھن اگر پختہ ہو تو پھر فضل ہی فضل۔ اپنا آپ بھی حجاب ہے۔

تو مباش اصلاً کمال این است و بس
تو درو گم شو وصال این است و بس

ترجمہ: اصل کمال یہ ہے کہ تُو نہ رہے (بلکہ میں ہو جاؤں)، اور اصل وصال یہ ہے کہ تو اس میں گم ہو جا۔

جد دل پریت پیارے لائی میں وچہ میں نہ رہ گئی کائی

ترجمہ: جب سے محبوب نے محبت کی ہے، مجھ میں "میں" بالکل نہیں رہ گئی۔

Marfat.com

رمضان المبارک سایہ فگن ہے اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اس کی رحمتوں سے ہم سب کو مستفیض فرمائے ۔ آمین ۔ شبینہ مورخہ بیس (رمضان المبارک) بروز منگل بعد غروب آفتاب شروع ہو گا ۔ دن بیس (20) شب اکیس (21) ۔ گھر میں سب کو دعائیں اور جس وقت بھی رول نمبر موصول ہوا اطلاع دی جائے گی ۔

آپ کا

صدیق احمد سیدوی

❀❀❀❀

مکتوب نمبر 78

جناب عبدالخالق توکلی صاحب کے نام

عزیز گرامی قدر حفظک اللہ تعالیٰ

اسلام علیکم ۔ آپ کا لفافہ موصول ہوا ۔ قبل ازیں ایک لفافہ ارسال کر چکا ہوں امید ہے پہنچا ہو گا ۔ اس میں تفصیل سے لکھا گیا ہے ۔ جو رقم آپ نے (تعمیرِ مسجد کے لیے) مختص کر کے رکھ دی ہے اگر شادیوال (*) کے پتہ پر بھیج دیں تو اچھا رہے گا ، آپ بھی فارغ ہو جائیں گے ۔ اس امر کی بھی خوشی ہے کہ چندہ کی کوشش جاری ہے ۔ خدا آپ کا حامی و ناصر ہو ۔ کسی وقت ضرور حاضر ہوں گا ۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جملہ مصائب سے نجات دے کر سراسر مستغرقِ راحت فرمائے ۔ گھر میں دعائیں ۔ بچوں بچیوں کو بہت پیار ۔ اللہ تعالیٰ ان کے معاملات بحسن وخوبی سرانجام دے ۔

فقط والسلام

آپ کا صدیق احمد

(*) مرزا محمد رفیق کا تعارف مکتوب نمبر 26 میں ملاحظہ ہو ۔

❀❀❀❀

Marfat.com

مکتوب نمبر 79

جناب عبدالخالق توکلی صاحب کے نام

کرم فرماءِ من جناب ماسٹر صاحب زاد والا (*)

السلام علیکم! خیریت دو جہاں مطلوب۔کل بھی آپ کا لفافہ موصول ہو کر کاشفِ حال ہوا اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم اور اپنے محبوبوں اور مقربوں کے طفیل جملہ آلام و مصائب اور امراض سے نجات دے کر سراسر مستغرق راحت فرمائے آمین ثم آمین ۔

دکھ سدا سکھ گاہ بگاہے دکھاں توں سکھ وارے

بندہ پچھلی جمعرات کو اسلام آباد گیا تھا محمد احمد کے پرچے تھے۔دو پرچے جمعرات اور جمعہ کو تھے اور دو پرچے 4 دسمبر کو، پریکٹیکل 12 دسمبر کو۔ پریکٹیکل کا سنٹر گارڈن کالج (راولپنڈی)، دوسرے پرچوں کا سنٹر اسلامیہ ہائی سکول (راولپنڈی) افسوس اور بہت افسوس کہ مجھے رول نمبر یاد نہیں رہا ورنہ وہ بھی ضرور لکھتا۔اسلام آباد خط لکھ رہا ہوں وہ آپ کو رول نمبر ارسال کر دے گا۔الطاف محمود سلمہٗ کی صحت بفضلہ تعالیٰ بالکل ٹھیک ہے۔تعطیلات دسمبر میں وہ یہیں آجائے گا۔باقی اہلِ خانہ کو دعائیں اور بچوں کو پیار۔

(*) حضرت اکثر توکلی صاحب کو ماسٹر صاحب کہہ کے پکارا کرتے تھے۔

❁❁❁❁

مکتوب نمبر 80

جناب عبدالخالق توکلی صاحب کے نام

عزیزم مخلصم فی اللہ حفظك اللہ تعالیٰ

اسلام علیکم۔خیریت ہر دو جہان مطلوب۔کل آپ کا تار پہنچا۔بفضلہٖ تعالیٰ الطاف محمود سلمہٗ اب روبصحت ہے۔ہسپتال سے واپس آگئے ہیں۔ڈاکٹر کے زیر علاج ہے

ادویہ استعمال ہو رہی ہیں۔کوئی فکر نہ کریں۔جمعہ شریف پر اعظم (*) سرگودھا سے آیا پتہ چلا آپ نے وہاں بھی اطلاع کر دی۔خیر 14 جون کو تعطیلات ہو رہی ہیں۔اللہ تعالیٰ فضل فرمائے۔ہر قضاو شر سے محفوظ رکھے بحرمت سید الابرار ﷺ

گھر میں دعائیں اور بچوں کو پیار اور دعائے صحت عافیت۔حضور سید المرسلین ﷺ کا ارشاد ہے کہ ”میں لوگوں کے گھروں میں بلیات اور فتنوں کا بارش کی طرح نزول دیکھ رہا ہوں“ بس اب وہی وقت آ گیا ہے۔تاریکی بڑھ رہی ہے، غفلت کے سائے دراز ہوتے جا رہے ہیں۔ذکر و فکر جو ان کا اُپا (حل) تھا وہ سستی کی نذر ہے۔اللہ تعالیٰ رحم فرمائے۔آمین ثم آمین۔

(*) محمد اعظم شاہ صاحب ساکن سرگودہا، حضرت مصنف کے داماد اور بڑی صاحبزادی زیب النساء کے شوہر نامدار۔

صدیق احمد

❀❀❀❀

مکتوب نمبر 81

جناب عبدالخالق توکلی صاحب کے نام

عزیز گرامی قدر حفظك الله تعالیٰ مع المتعلقین

اسلام علیکم! مزاج بخیر۔کل بروز جمعہ شریف عین جمعہ شریف کے وقت آپ کا مکتوب موصول ہوا۔وہاں حاضر ہونے کے لیے پا بہ رکاب ہوں اور ضرور حاضر ہوں گا۔

عزیزہ زیب النساء (*) ہسپتال میں داخل ہے اور زیر علاج ہے۔

2۔ عزیز الطاف محمود سلمہٗ بیمار ہے، علاج ہو رہا ہے۔بخار اور معدہ میں درد ہے۔کل ہسپتال پھالیہ میں داخل کرنے کے لیے بھیجا عطا محمد ہمراہ تھا۔پہلے تو ڈاکٹر نے لاہور کا مشورہ دیا پھر اس نے گولیاں اور جلاب دے کر واپس بھیج

دیا۔ گولیاں کل اس نے کھالی تھیں اور جلاب اِس وقت دینا ہے اور جلاب دینے کے لیے لنگر خانہ جارہا ہوں ۔کمزور ہوگیا ہے۔صرف اس وجہ سے دیر ہوگئی۔ دوسرے الطاف محمود کو آرام آگیا تو پھر زیب النساء کی تیمارداری کے سلسلے میں سرگودھا آؤں گا تو اس وقت ضرور حاضر ہوں گا۔ اگر لائل پور (موجودہ فیصل آباد) تبادلہ ہوسکتا ہوتو بہت اچھا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم اور اپنے محبوبوں کے طفیل جملہ اہل خانہ و عزیزوں کو ہر قسم کے رنج و آلام سے نجات دے کر سراسر مستغرقِ راحت فرمائے۔آمین ثم آمین۔ ہر وقت دعا میں مشغول ہوں۔ اجابت من اللہ ہے۔موسم خراب ہے ابھی تک گندم باہر پڑی ہے۔عبدالغفور (#) کالڑکا ہفتہ سے سخت بیمار ہے۔ڈاکٹر نے جواب دے دیا ہے۔وہ ادھر مشغول ہے۔

(*) ابوالوفا صدیق احمدؒ کی بڑی صاحبزادی صاحبہ۔

(#) عبدالغفور کا تفصیلی تعارف مکتوب نمبر 23 میں ملاحظہ فرمائیں۔

❀❀❀❀

مکتوب نمبر 82

جناب عبدالخالق توکلی صاحب کے نام

عزیز مکرم

اسلام علیکم۔ مزاج بخیر۔ آج آپ کا لفافہ موصول ہوا۔ آپ کا کوئی خط مجھے موصول نہیں ہوا، صرف آج ہی لفافہ ملا ہے۔ یکم اپریل سے تابارہ اپریل یہاں نہ مل سکوں گا۔ میں دو دن تک سرگودہا آرہا ہوں، کتابیں ہمراہ لاؤں گا اور کسی کو دے کر آپ تک چنیوٹ پہنچا دی جائیں گی۔ آپ سکول ہی میں انتظار کریں ایسا نہ ہو کہ سفر سقر ہو۔ طریقت کی علمی اشاعت بھی طریقت کی خدمت ہے اور طریقت کی خدمت عین اسلام کی

خدمت ہے۔طریقت اسلام کی روح ہے۔روح کے بغیر جسم بھی زندہ نہیں۔

❀❀❀❀

مکتوب نمبر 83

بنام صاجزادہ سید محمد اسلامؒ زیدی بخاری؛ ساکن تلمبہ؛ خانیوال (*)

786

عزیز گرامی قدر جناب صاجزادہ صاحب

حفظك الله تعالىٰ مع المتعلقين و دیگر عزیزانِ گرامی

اسلام علیکم

1۔ خیریت ہر دو جہاں مطلوب۔لفافہ موصول ہو کر کاشفِ حال ہوا۔سست عناصر حضرات کا علاج پہلے خط میں تحریر کر چکا ہوں غور کیجیے، روز پڑھیے۔ جدو جہد سے گھبرانے والے حضرات کسی راہ میں کامیاب نہیں ہو سکتے۔محض رسمی دعاؤں کا سہارا لینے والے خود اسی مرض کا شکار ہیں۔میرے خط کو اگر غور سے بار بار پڑھیں گے تو آپ کے نفسیاتی شبہات کا اس میں پورا پورا جواب مل جائے گا۔شعر واشعار رسمی وخوشامدی آداب کو بالائے طاق رکھ کر واقعات و حقائق کی دنیا میں آئیں تو پھر نفع کی امید ہوسکتی ہے۔ورنہ تو نہیں۔

علم وفنون اور تزکیۂ نفس:

دنیا میں ہر قسم کے علوم وفنون کے حصول کے لیے استاد اور مرشد کی ضرورت ہے۔شاگرد و مرید کو استاد و مرشد کے سامنے سرِ تسلیم خم کرنا لازم ہے۔حلم کے بغیر علم حاصل نہیں ہوسکتا۔کبر و ناز کو برطرف کر کے ہی کچھ حاصل ہوتا ہے۔متکبر اور خود بین جہل مرکب میں مبتلا رہتا ہے۔اگر کوئی چمڑا رنگنے والا کام کے وقت کوئی پھٹا پرانا کپڑا پہن

Marfat.com

لیتا ہے تو اس سے اس کی خواجگی میں کیا فرق آتا ہے؟ اسی طرح اگر لوہار بھٹی کو دھونکتے وقت پیوند والا کرتا پہن لیتا ہے تو اس سے لوگ اس کو ذلیل وقلاش تو نہیں سمجھ لیتے ۔ سعیِ حصول وکمال میں جامۂ افتخار واستکبار کو اتار دینا چاہیے ۔ کیونکہ خود کمال انسان کا بہترین لباس ہے ۔

تمام نظری علوم قولی ہیں مگر جسے حرفت یا صناعی کہتے ہیں وہ محض سننے یا پڑھنے سے نہیں آتی یہ کرنے سے ہوتی ہے ۔فن زرگری کی کتاب پڑھنے سے کوئی زرگر نہیں بن سکتا ۔اس کے لیے عمل مسلسل کی ضرورت ہے ۔لیکن جس کو درویشی یا فقر (#) کہتے ہیں اور جس کا مقصد تنویر وتزکیۂ باطن ہے اس میں اصل فیضان کسی اہلِ دل کی صحبت سے ہی حاصل ہوتا ہے ۔اگر کسی شخص کو علم بھی حاصل ہو اور اس کے اعمال بھی اچھے ہوں مگر کسی برگزیدہ روحانی انسان کی صحبت اسے نصیب نہ ہوئی ہو تو اسے فقر کا کوئی اعلیٰ درجہ حاصل نہیں ہوسکتا ۔اگر علم وعمل اور صحبتِ اولیاء تینوں چیزیں میسر آجائیں تو زہے قسمت ۔ فیضانِ صحبت سے جب انشراحِ صدر ہوتا ہے تو خود انسان کے اندر سے آبِ حیات کا چشمہ پھوٹ پڑتا ہے ۔ یاد رکھیے! روحانیت سینوں سے سینوں میں منتقل ہوتی ہے ۔ یہ علمِ سینہ ہے، علمِ سفینہ نہیں ہے ۔

اگر انسان اپنی جہالت کو دور کر کے اپنی خودی کے لامتناہی اور لامحدود قوتوں سے آگاہ ہو جائے تو اسے اس جہان میں کوئی محتاجی محسوس نہ ہو ۔ ایسے غافل انسان کی مثال ایسی ہے کہ کوئی شخص روٹیوں کا ٹوکرا اٹھائے لیے جا رہا ہے مگر وہ اس کو بھولے ہوئے در در پر ٹکڑوں کے لیے گداگری کر رہا ہے ۔غافل انسان خدایا بے توفیق کے دروازے کھٹکھٹاتا پھرتا ہے ۔کاش کہ اگر وہ اپنے درِ دل پر دستک دیتا تو اس دروازے پر اس کو وہ کچھ مل جاتا جو اس کو دنیا و مافیہا سے بے نیاز کر دیتا ۔

حسن کا گنج گراں مایہ تجھے مل جاتا
تو نے فرہاد نہ کھودا ویرانۂ دل

دل کا دروازہ خدا کے گھر کا دروازہ ہے، کیسا غافل ہے وہ انسان جو گھٹنوں تک پانی میں کھڑا ہو لیکن پیاس سے نڈھال ہو کر دوسروں سے پانی مانگ رہا ہے۔ مصائب سے گھبرا کر اتنا حواس باختہ ہو گیا ہے یا مصائب بھی آنکھوں سے غفلت کا پردہ نہیں ہٹا سکے کہ میں سوال کے لیے کسی کے دروازہ پر کھڑا ہوں۔ بعض لوگ عینک لگائے ہوئے عینک ڈھونڈتے ہوتے ہیں۔ خود ناشناسی اور خدا ناشناسی اسی طرح چشمِ دل کے سامنے حجاب بن جاتی ہے جیسے موتی سیپ کے اندر سمندر ہی میں ہوتی ہے لیکن سیپ اس کے لیے سدِ حجاب ہے۔ اگر موتی میں شعور ہو اور وہ پوچھے کہ سمندر کہاں ہے، تو اس کی کیفیت غافل انسان کی ہوگی۔ روحانی بصیرت کا فقدان خود ایک اندھاپن ہے جس نے اس کو اندھا کر دیا ہے۔

2۔ دنیا کے دھندے خصوصاً فکرِ روزگار دل و روحانیت کو مجروح اور زخمی کر دیتے ہیں۔ حرص اور فکرِ روزگار کی پریشانی جتنی زیادہ ہو گی اتنی ہی روح مجروح ہوتی ہے۔ اس لیے صاحبزادہ صاحب! جو تجویز آپ کے لیے شفاعت صاحب کی ہے وہ امید ہے بہتر رہے گی۔ میں اپنے تجربے کی بنا پر عرض کرتا ہوں کہ سید شفاعت علی صاحب سے بہتر آپ کو مشیر نہ ملے گا۔ وہ بھائی بھی ہے اور دوست بھی، ان پر اعتماد کریں۔ شہر دیہات کی کوئی حقیقت نہیں۔ روٹی اور عزت جہاں ملے وہ مقام کشمیر ہے۔ بندۂ مومن کو شہر دیہات میں نہ الجھنا چاہیے۔ اگر خدا کو جنگل میں ہی اپنا جلوہ دکھانا منظور ہو تو پھر (اسی لیے) ابراہیمؑ کو بے آب و گیاہ جنگل میں بھیجا گیا۔ خیر گھبرائیں نہیں۔

3۔ زندگی دکھ سکھ کے مجموعہ کا نام ہے۔ پھر دکھ زیادہ ہیں سکھ گاہ بگاہ۔

Marfat.com

دکھ سدا سکھ گاہ بگا ہے دکھاں تو سکھ وارے

دکھ قبول محمد بخشا جے راضی رہن پیارے

لیکن عموماً انسان پر رنج وغم طاری ہوتا ہے تو وہ ایک طرح کی پستی محسوس کرتا ہے۔ لیکن یہ بھی یاد رکھیے کہ اگر درد وغم اور رنج والم نہ ہوتے تو انسان اس مادی زندگی میں مست ہو کر نہ کبھی اپنی روح کی گہرائیوں میں غوطہ لگاتا نہ اس میں دوسروں کے لیے دردِ دل پیدا ہوتا نہ اسے صبر سے تکمیل نفس کی مشق ہوتی۔ جن لوگوں کو مادی اسبابِ حیات کی فراوانی اور دنیاوی کامیابی سے ہمیشہ مسرت ہی محسوس ہوتی ہے ان لوگوں کا شعور نہایت سطحی ہوتا ہے اور وہ اسرارِ حیات سے بیگانہ ہوتے ہیں محرومی وناکامی سے دل پر چوٹ لگتی ہے۔ جو چشمِ بصیرت کو وا کرتی ہے۔ چوٹ کھائے ہوئے دل زیادہ بصیر وعلیم ہو جاتے ہیں اور درجۂ حیات میں ان کی قیمت بڑھ جاتی ہے۔

تو بچا بچا کے نہ رکھ اسے تیرا آئینہ ہے وہ آئینہ

جو شکستہ ہو تو عزیز تر ہے نگاہِ آئینہ ساز میں

غم کی پستی بھی انسان کو بلند کرنے کا ایک لازمی ذریعہ ہے۔ زندگی بحر آلام میں ڈوب کر ابھرتی ہے۔ غم ایک گنجینہ ہے اور رنج ومحنت اور جفاکشی کے اندر جواہرِ حیات کی کان ہے لیکن بچوں کو یہ بات کون سمجھائے، زیادہ تر انسان عقل کے لحاظ سے نابالغ ہی ہیں۔ بہت کچھ لکھ گیا ہوں۔

کچھ تو سمجھے خدا کرے کوئی

عزیزم مکرم! مذموم بصورت محمود ہی کا کیا گلہ خود غرض آدمی تو کسی کا بھی دوست نہیں ہوتا، نہ خالق کا نہ مخلوق کا، نہ وہ کسی کا مرید ہوتا ہے، وہ صیاد (شکاری) بھی ہوتا ہے اور صید (شکار) بھی۔

سیدا شریف کا طویل سفر اختیار کرنے کی فی الحال ضرورت نہیں آپ اپنا معاملہ

Marfat.com

درست کرنے کی کوشش کریں۔ دیگر کوائف کا علم تو جواب آنے پر ہی پتہ چلے گا۔

فقط والسلام

جملہ احباب کو السلام علیکم

(*) صاجنرادہ سید محمد اسلامؒ زیدی بخاری کا تعارف مکتوب نمبر 13 میں ملاحظہ فرمائیں۔

(#) فقر کے متعلق مکتوب نمبر 1 میں اظہارِ خیال کر دیا گیا ہے۔

❀❀❀❀

مکتوب نمبر 84

بنام میر سید شفاعت علی زیدی بخاریؒ؛ ساکن بھگوان پور؛ دیپالپور

باسم اللہ رَبِّی اللہ حسبی اللہ

عزیز گرامی حفظک اللہ تعالیٰ مع المتعلقین

السلام علیکم

1۔ خیریت ہر دو جہاں مطلوب۔ عرصہ دراز کے بعد پرسوں لفافہ موصول ہو کر کاشفِ حال ہوا۔ یاد آوری کا شکریہ۔ اس سے پہلے کوئی خط موصول نہیں ہوا۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم اور اپنے مقبولوں کے طفیل جملہ مصائب سے نجات دے کر سراسر مستغرقِ راحت فرما دے۔ آمین ثم آمین۔ اجابت من اللہ [قبولیت اللہ کی طرف سے] ہے۔ چند پریشان خیال اور افکار ذہن میں آرہے ہیں۔ شاید وہ دینی زندگی میں مفید ثابت ہوں اس لیے درج کر رہا ہوں۔

2۔ عزیز الکرما۔ خدا کی راہ پر چلنا اگرچہ تن آسان اور نازک مزاج لوگوں کا کام نہیں، بلند مقاصد کے حصول میں بہت زحمتیں اٹھانی پڑتی ہیں، بہت زخم کھانے پڑتے ہیں۔ سست عناصر لوگ شیرِ خدا نہیں بن سکتے۔ تاہم کسی اہلِ دل کی صحبت میں اپنے آپ کو جذب اور ختم کرنے سے صفات اور

خصائل انسانی میں تبدیلی ضرور پیدا ہو جاتی ہے اور یہ (جذب اور ضم) تبدیلی کے لیے پیدا ہوتی ہے۔ اس کی مثال ہلیلہ کا مربّہ ہے۔ ہلیلہ کی اپنی ذات میں نہایت درجہ تلخی ہوتی ہے لیکن جب قند کے مرتبان میں ایک عرصہ رکھ کر اس کی رگ وپے میں شکر کو سمو کر اس کا مربہ بن جائے تو دیکھنے میں اب بھی ہلیلہ ہلیلہ ہی معلوم ہوتا ہے۔ لیکن ذائقے میں لذت اور شیرینی آجاتی ہے۔ لوگ کریلے کا مربہ بھی بناتے ہیں اور کریلے جیسی تلخ چیز مربہ بن جانے کے بعد اپنی صورت کو قائم رکھتے ہوئے بھی شیرینی میں لب دوز مٹھائی بن جاتی ہے۔ مثل مشہور ہے ع

مربی بیاد مربّہ بخور

ترجمہ: اے میرے مربی! (میرا خیال چھوڑ) اور مربہ کھانے میں مصروف ہو جا۔

اگر کسی شخص کو روحانی مربی کی صحبت سے فیض پہنچ جائے تو وہ بھی اپنی سیرت میں اخلاقی شیرینی پیدا کر لیتا ہے۔ کاش کہ کوئی سمجھے۔ مندرجہ ذیل سطور صاحبزادہ احمد اسلام صاحب سلمہٗ (*) کی طرف ہیں۔ خصوصی طور پر ان سے خطاب ہے۔

آپ کے پاس نقل مکانی سے بہت خوشی ہوئی۔ آپ نے جس حسنِ سلوک کا مظاہرہ کیا ہے وہ آپ کی فرض شناسی کا آئینہ دار ہے۔ ان کا یہ اقدام مجھے بہت پسند آیا ہے۔ ان کی ساری زندگی میں بس یہ اقدام ہی ان کا درست اور مناسب ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنا فضل فرمائیں اور خیر و برکت سے مالا مال کریں۔ صرف اتنی ضرور گذارش کروں گا کہ انسان کی ماہیت شعور و ادراک یا نظر ہے۔ باقی رہا جسم لحم و شحم تو وہ گدھے کے پاس بھی ہے۔ یاد رکھیے انسان کی چربی سے کوئی شمع بھی روشن نہیں ہوتی، اس کے گوشت سے کسی شرابی کے لیے کباب بھی نہیں بنتے۔

اگر اپنی ماہیت کو پہچانوں اور انسانیت میں ترقی کرنا چاہو تو نظر پیدا کرو۔ البتہ

نظر بھی دو قسم ہے۔ایک تنگ نظر ہوس پرستوں کی جو تھوڑی دور تک دیکھ سکتی ہے اور دوسری نظر وہ جو دونوں جہانوں کے علاوہ خدا کا دیدار کر سکتی ہے۔انسان کے اندر قوت و ہمت کا سرچشمہ جمعیتِ خاطر ہے۔جن افراد میں جمعیت خاطر نہیں ہوتی ان میں حوصلہ مندی نہیں رہتی اور اپنے اوپر اعتماد کے فقدان کی وجہ سے ہمت کے کام نہیں کر سکتے۔صرف اس طاقت کے نہ ہونے سے حافظ محمود جیسے ذلیل انسان کے دروازے پر ذلیل وخوار ہونا پڑا۔کاش کہ صاجنزادگان میں یہ نظر ہوتی تو یہ طریقت کو محمود کے دروازے پر ذلیل نہ کرتے۔یہ صاجنزادہ صاحب کی ذلت نہیں۔طریقت کی ذلت ہے۔کاش کہ وہ محمود ہوتا تو طریقت کو یوں مذموم نہ کرتا۔مگر جب نظر ہی نہ ہو تو پھر تمیز کہاں؟

3۔ جمعیتِ خاطر کا تعلق جسمانی طاقت سے نہیں۔انسان کے اندر خود اعتمادی اور جمعیت خاطر تمام حیوانات سے زیادہ ہے اسی لیے وہ شیروں ہاتھیوں پر قابو پالیتا ہے۔اگر کسی قوم کے افراد میں اعتمادِ نفس اور جمعیت خاطر ناپید ہو جائے تو وہ خوف میں مبتلا ہو کر غلامی اور ذلت کی زندگی پر راضی ہو جائے۔ چوہوں سے بلی خوفزدہ نہیں ہو سکتی خواہ تعداد میں ہزاروں تک کیوں نہ ہوں۔یہ صاجنزادگان تو شیر تھے مگر صرف نظر نہ ہونے سے چوہوں کے مقام پر آگئے ہیں اور بلی سے خوف کھا رہے ہیں۔اے اللہ ان چوہوں کے دلوں میں جمعیت خاطر عطا فرما۔اعتمادِ نفس پیدا کر تاکہ یہ شیر بلی کی آنکھیں نکال لیں۔یہ کتنا بڑا المیہ اور حادثہ ہے کہ شیر ہو کر کوتاہ نظری سے بلی سے لرز رہے ہیں اور ذلیل ہو رہے ہیں۔

عزیزم! خدارا ان حرکات سے توبہ کرو اور خدا سے جمعیتِ خاطر، خود اعتمادی اور حوصلہ مانگو ورنہ اس کے بغیر تم دنیا سے اور ظالموں سے اسی طرح کانپتے رہو گے۔جیسا کہ آپ محمود، درحقیقت مذموم سے خوف زدہ ہو رہے ہو۔یہ چند الفاظ عرض خدمت کیے ہیں

Marfat.com

غور کریں۔ بار بار پڑھیں شاید مفید ثابت ہوں۔

آئندہ محمود کے دروازہ پر جانا تو درکنار اس کا خیال بھی دل سے نکال دیں۔ صاحبزادگان کی ذلت طریقت کی ذلت ہے۔آپ طریقت کو کیوں ذلیل کرتے ہیں؟ بگڑی قسمتیں وظائف سے درست نہیں ہوا کرتیں تاوقتیکہ خود درست نہ ہو۔بس آپ جم کر کام کریں۔اللہ تعالیٰ برکت دینے والا ہے۔ یہ چند حروف کسی جذبہ سے متاثر ہو کر لکھے گئے ہیں۔ ورنہ میرے اور صاجزادگان کے تعلق اس مقام پر نہیں کہ انہیں مخاطب کر سکوں۔افسوس وہ محض رسمی دعاؤں کے طالب ہیں یا کسی کرشمہ کے۔

فقط والسلام

نیازمند درویشاں سیدوی

(*) پیر سید رحمت علی شاہؒ ساکن تلمبہ کے صاجزادے ہیں اور غالباً کراچی میں مدفون ہیں۔

❀❀❀❀

مکتوب نمبر 85

بنام سید رشید احمد زیدی صدیقی بھگوان پور؛ تحصیل دیپالپور؛ ضلع اوکاڑہ

786

وعلیکم السلام۔مکتوب موصول ہوا

میرا اور تمہارا کوئی ذاتی تعلق نہ تھا اور نہ ہے۔آپ نے اپنے ارادہ سے فقر اور طریقت سے تعلق پیدا کیا۔طریقت اور فقر ایک معاملہ ہے۔تم نے فقر اور طریقت سے بدمعاملگی کی ہے۔فقر و طریقت سے معاملہ درست کرو۔بس معاملہ کی درستگی کا نام ہی معافی ہے۔تم نے میرا ذاتی کوئی جرم نہیں کیا۔اپنا محاسبہ کرو کیونکہ محض الفاظ و القاب کی بھرمار سے معاملہ درست نہیں ہوا کرتا۔

Marfat.com

طریقت میں صداقت کی ضرورت ہے۔ اگر کر سکتے ہو تو کرو ورنہ یہ معاملہ خدا کے سپرد۔

لَا حُجَّةَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ ۖ اَللّٰهُ يَجْمَعُ بَيْنَنَا ۚ وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ﴿۱۵﴾ [الشوریٰ:15]

ترجمہ: ہمارے اور تمہارے درمیان کسی بحث کی ضرورت نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو جمع کرے گا اور (سب نے) اسی کی طرف پلٹنا ہے۔

فقط والسلام

دعاگو سیدوی

مکتوب نمبر 86

بنام سید رشید احمد زیدی صدیقی بھگوان پور، تحصیل دیپالپور، ضلع اوکاڑہ

اسلام علیکم۔ عزیز! طریقت کی بنیاد لین دین نہیں بلکہ ہر تعلق کی جان اور روح اعتماد ہوا کرتا ہے جسے تم کھو چکے ہو۔ کھو کر پانا کچھ اور ہے اور پا کر کھو دینا یہ کتنا المیہ اور حادثہ ہے۔ تم اعتماد بحال کرو کیونکہ اعتماد سے عقیدت اور عقیدت سے جذبہ جنم لیتا ہے۔ ہزار سال طول وطویل تقاریر اور مطالعہ کتب اور عجیب وغریب نکتہ آفرینیاں پیدا کرنے سے گناہ معاف ہونے کی کوئی امید نہیں۔ دل گدازی کا ایک آنسو ہزار سال کے گناہ معاف کرانے کے لیے کافی ہیں۔ حاضری کی اتنی ضرورت نہیں بلکہ یگانگی اور وحدتِ ذہن کی ضرورت ہے۔ اتحادِ ذہن اور یگانگی ہی حقیقی حاضری ہے۔ حاضری سے بیگانگی اور بڑھے تو کیا فائدہ۔

حاضری کے لیے بے قراری کی ضرورت نہیں۔

Marfat.com

فقط والسلام

دعاگو خادم الفقراء سیدوی

❀❀❀❀

مکتوب نمبر 87

بنام سید رشید احمد زیدی صدیقی بھگوان پور، تحصیل دیپالپور، ضلع اوکاڑہ

عزیزم مخلصم فی اللہ حفظك اللہ تعالیٰ

اسلام علیکم۔کل صوفی بشیر احمد صاحب (*) میلسی سے آئے تو تمام حالات سے آگاہ کیا۔اسی دوران تمہارے اس جذبہ کی جو اس سلسلہ میں تم نے ظاہر کیا ہے سن کر بہت خوشی ہوئی۔ یاد رہے میں اپنی ذات کے لیے تم سے کبھی ناراض نہیں ہوا۔

اَلْحُبُّ لِلّٰہِ وَالْبُغْضُ لِلّٰہِ۔

ترجمہ: محبت بھی اللہ تعالیٰ کے لیے اور دشمنی بھی اللہ تعالیٰ کے لیے۔

تمہاری غلط روش جو تمہارے لیے کسی صورت مناسب نہ تھی، نیز جہاں تمہیں پہنچنا تھا یا پہنچانا تھا اس راہ میں سراسر ایسی حرکتیں سخت مانع بلکہ مہلک تھیں۔تم اگر سمجھ گئے اور یہ ایثار اور جذبہ اس امر کی دلیل ہے کہ تم بفضلہٖ تعالیٰ وہم سے نکل چکے ہو تو ٹھیک۔تم یہ کام کرو اور جس جذبہ سے ابتدا ہوئی تا انتہا یہ جذبہ کارفرما رہے۔سلسلۂ عالیہ کی زندگی میں یہ کام بہت اہم اور ضروری ہے اور جو اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے گا انشاء اللہ وہ بھی اہم ہو جائے گا۔اللہ تعالیٰ تم سب کا حامی و ناصر ہو۔تمہاری طرف سے صوفی بشیر احمد نے ہر قسم کا اطمینان دلایا ہے اور اپنی ضمانت دی اور تمہاری پرزور سفارش کی ہے لہٰذا اس کی سفارش قبول کی جاتی ہے۔

Marfat.com

فقط والسلام

دعا گو سیدوی

(*) ان کا تعلق میلسی سے ہے اور ابوالوفا صدیق احمدؒ سے تعلق خاطر رہا مگر ہزار کوشش کے باوجود آپؒ نے انہیں بیعت نہیں کیا۔ حضرتؒ کے وصال کے بعد ان کی تعلیمات پر کار بند نہ رہ سکے۔ میں نے اس بارے میں انہیں ایک خط بھی لکھا تھا جو میری تحریر "الطاف نامے" میں شامل ہے۔

❁❁❁❁

مکتوب نمبر 88

بنام سید رشید احمد زیدی صدیقی بھگوان پور، تحصیل دیپالپور، ضلع اوکاڑہ

عزیزم راحت من سلامت باشد

اسلام علیکم۔ خیریت ہر دو جہاں مطلوب۔ چند روز ہوئے یا کافی دن گذر چکے ہیں کہ خط موصول ہو کر کاشفِ حال ہوا۔ لیکن مختلف نوع کی مصروفیتوں اور مشاغل کی بنا پر جواب نہ دے سکا۔

عزیز! مقصودِ حیات بلند ترین مقامات کی طرف پرواز ہے۔ جن کا منتہا خدائے ذوالجلال کی ذات ہے۔ "منزل ما کبریِ ماست" حرص وشہوت سے اس پرواز میں کوتاہی پیدا ہوتی ہے۔ روح کے پَر و بال حرص، مال، شہوت، حب جاہ کے بوجھ سے محروم پرواز ہو جاتے ہیں۔

اے طائرِ لاہوتی اس رزق سے موت اچھی
جس رزق سے آتی ہو پرواز میں کوتاہی

لیکن جب کمند عشق روح کے پر و بال بن جاتے ہیں تو انسان کو کھینچ کر اور اڑا کر کوئے دوست میں پہنچا دیتی ہے۔ عشق کبھی وہبی ہوتا ہے اور کبھی کسبی۔ بہر حال ان تینوں چیزوں کی ہمہ وقت ضرورت ہے۔ ان کے بغیر کوئے یار میں پہنچنا محال ہے:

Marfat.com

(1) عبادت (2) اطاعت رسول ﷺ (3) خدمتِ خلق

عرس شریف 5 اور 6 ستمبر کو حسبِ سابق ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے مقبولوں کے طفیل صراطِ مستقیم پر گامزن فرمائے۔ آمین ثم آمین۔ بے تکلف ان حقائق کو اپنانے کی سعی کرو تا کہ پھر بے تکلف ہو کر صحیح عبادت کا مقام حاصل کریں۔

❁❁❁❁

مکتوب نمبر 89

مرزا محمد شریف کے نام

عزیزم بعافیت سلامت باشد

السلام علیکم۔ فقیر آپ کی دین و دنیا کی فلاح وصلاح دارین کی دعا میں مصروف ہے (مگر) اجابت من اللہ [قبولیت اللہ کی طرف سے] ہے۔ مجھے تمہارا خط آنے سے پہلے ہی اس واقعہ اور حادثہ کی اطلاع مل چکی ہے۔

مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ط [التغابن:11]

ترجمہ: کوئی مصیبت اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر نہیں آتی۔

بہت صدمہ ہوا۔ اللہ تعالیٰ اپنا خاص فضل فرما کر انہیں صحت کاملہ وعاجلہ عطا فرمائے آمین۔ نیز آج سترہ اٹھارہ روز گذر چکے ہیں کہ عزیز ضیاء الرحمن (*) سات روز سخت بیمار رہ کر ہم سب کو تڑپتا چھوڑ کر اپنی ضیاء پاشیوں سے محروم کر کے شب ہفتہ بوقت ڈیڑھ بجے ہم سب کو داغ مفارقت دے گیا۔

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ۝۱۵۶ [البقرۃ:156]

ترجمہ: ہم اللہ کے ہی ہیں اور ہمیں پلٹ کر اللہ ہی کی طرف جانا ہے۔

میں نے بھی صبر کیا آپ بھی صبر سے کام لیں۔

Marfat.com

والسلام

صدیق احمد سیدوی

مورخہ 11 نومبر 1951ء

(*) صاحبزادہ ضیاء الرحمٰن، حضرت صاحبؒ کے فرزند تھے جو ایک سال اور چند ماہ کی عمر میں 19 محرم الحرام 1371ھ /20 اکتوبر 1951ء / ہفتہ کو وفات پاگئے۔

❁❁❁❁

مکتوب نمبر 90

بنام مرزا محمد شریف مرحوم ساکن مال چک

[غالباً خواتین کے تمباکو فیکٹری میں مزدوری کرنے پر استفسار کا جواب]

786

اللہ حافظ عزیزم سلمک اللہ

السلام علیکم۔ خط موصول ہو کر کاشف حال ہوا۔ اللہ تعالیٰ اپنے احکام پر عمل کرنے کی توفیق، ہمت، استقامت عطا فرمادیں آمین۔ اصل کار ایں باقی ہمہ ہیچ۔

صرف مزدوری کرنا تو کوئی برا کام نہیں بلکہ مزدوری مباح اور بعض صورتوں میں مستحب اور پھر واجب بھی ہے، حالات کے مطابق۔ اور پھر ایسی صورت میں جبکہ ان کے گذارے کی اور کوئی صورت نہ ہو اور کوئی کام نہ ملنے پر اس بات کا بھی سخت اندیشہ ہو کہ بوجہ افلاس اور بھوک ایسے کاموں اور فعلوں میں مبتلا نہ ہو جائیں جو از روئے اخلاق وشرع ممنوع ہوں تو اس صورت میں ان کی اعانت اور امداد ہر صورت میں نہایت عمدہ اور اچھا فعل ہے۔ ہاں البتہ اگر اس مزدوری کرنے میں دوسری خرابیوں کا شبہ اور احتمال ہو تو ان کا سد باب یعنی ان خرابیوں کا دور کرنا ضروری ہے۔ اگر غیرت مند قوم کے غیور افراد بوجہ غیرتِ قومی قوم کی بیٹیوں کو اس حال میں دیکھنا پسند نہیں کرتے تو پھر قوم

Marfat.com

پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ ان کے نان نفقہ کا انتظام کرے پھر انہیں پردہ میں شریف عورتوں کی طرح بٹھائیں تو چشم ماروشن دل ماشاد۔ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِالصَّوَاب

دوسرا سوال بابت تراویح۔ یہ کام علماء کا ہے کہ حنفی علماء کی کمی نہیں۔ اگر اس فرقہ کے لوگوں کو شبہ ہو تو وہ ان سے دریافت کر کے تسلی کر سکتے ہیں، مگر افسوس اس دور میں حق طلبی تو ختم ہو گئی حق تلفی رہ گئی۔ مختصر طور پر عرض کیے دیتا ہوں تاکہ عزیز کو یہ خلجان نہ پیدا ہو جائے کہ ہمارے پاس بلا ثبوت ہی یہ فعل ہے۔

تمام دنیا میں خصوصاً ہندوستان اور اب پاکستان میں جتنی تعداد احناف کی ہے (*) جس میں بڑے بڑے علماء، صلحا، اولیاء اور مشائخ اپنے اپنے وقت کے امام گذرے ہیں اتنی بڑی جماعت کے پاس تو ثبوت کوئی نہ ہو اور ان چند افراد کے پاس ثبوت ہو۔ یہ بات کوئی نہیں سمجھتا کہ آٹھ رکعتیں جو حدیث میں آئی ہیں وہ تو تہجد کی رکعتیں ہیں۔ تہجد اور چیز ہے اور تراویح اور چیز۔ تراویح کی بیس رکعتیں ہی ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ہزارہا صحابہ کرامؓ موجود تھے۔ اس زمانے سے لے کر آج تک کسی نے بیس رکعت کا انکار نہ کیا، کوئی حجت نہ نکالی مگر آج کل ایسے ان پڑھ عالم پیدا ہوئے ہیں کہ انہوں نے حضرت عمرؓ اور صحابہؓ کی ہی غلطی نکالی۔ سُبْحَانَ اللہ یہ منہ اور مسور کی دال۔

باقی یہ کہنا کہ حضرت عمرؓ سے پہلے بیس رکعتیں نہیں پڑھتے تھے۔ یہ خیال خام ہے بیس رکعتیں تو پہلے ہی پڑھتے تھے البتہ حضرت عمرؓ نے اس کا ذرا اہتمام شروع کر دیا۔ کسی بات کا اہتمام کرنا یہ اور بات ہے اور سرے سے کسی امر کا نہ ہونا اور پھر یہ ایجاد کرنا یہ اور بات ہے۔ حضرت عمرؓ اور ان کے زمانہ کے تمام صحابہؓ کو کہنا کہ سب کے سب بدعتی تھے یعنی (انہوں نے) رسول اللہ ﷺ کی سنت کو مٹا دیا اور اپنی سنت جاری کر دی مَعَاذَ اللہ۔

حضرت عمر اور اصحاب رضی اللہ عنہم کو برا سمجھنے والا کون ہے؟ حضرت عمر اور اصحابؓ کی پیروی کا حکم صحیح حدیثوں میں موجود ہے۔

ایک حدیث:

عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِيْ وَسُنَّةُ الْخُلَفَآءِ الرَّاشِدِيْنَ مِنْ بَعْدِيْ۔

ترجمہ: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں لازم پکڑو میری سنت کو اور میرے بعد میرے خلفاء راشدین کی سنت کو۔

دوسری حدیث:

اِقْتَدُوْ بِالَّذِيْنَ مِنْ بَعْدِيْ۔

ترجمہ: میرے بعد ابوبکر اور عمر کی اتباع کرو۔ (کنز العمال فی سُنَن القوال والافعال للعلامہ علاءُ الدین علی المتقی)

تیسری حدیث:

اَصْحَابِيْ كَالنُّجُوْمِ فَبِاَيِّهِمْ اِقْتَدَيْتُمْ اِهْتَدَيْتُمْ

ترجمہ: میرے صحابہؓ ستاروں کی طرح ہیں، جس کی بھی تابعداری کرو گے ہدایت پاؤ گے۔ (مشکوٰۃ المصابیح)

یعنی سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ میرے اصحاب مثل ستاروں کے ہیں ان میں سے جس کی تم نے پیروی کی تم ہدایت یافتہ ہو گے۔ حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی رضوان اللہ علیہم اجمعین کے دور بابرکت میں بیس رکعتیں ہی تراویح کی پڑھتے رہے۔ تعجب اور حیرت کی بات ہے کہ جنھوں نے سرکار دو عالم خواجہ کون و مکان سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت بابرکت میں رہ کر جملہ علوم و اعمال کو سیکھا ان کو تو یہ بات سمجھ نہ آئی

ورآج کل کے اِن اَن پڑھ ملانوں کو حقیقت حال سے آگاہی ہوئی۔

بیس رکعت تراویح سنت موکدہ ہیں بلا عذر قضا نہ ہوں۔ قرآن سننا بھی سنت ہے۔ نیز کسی آٹھ رکعت پڑھنے والے کے پیچھے تمہاری نماز نہ ہوگی۔ معاملہ دینی میں بہت احتیاط کی ضرورت ہے۔ حضور خواجہ کون ومکان ﷺ نے بیس رکعت پڑھی ہیں مگر بوجہ مصلحت، مشقت یا امر دیگریوں اہتمام نہ فرمایا۔ بعد میں اہتمام ہوا، ایجاد نہیں ہوا اور اہتمام چونکہ صحابہ کے قول و فعل سے ہوا اس لیے بوجہ احادیث مذکورہ صحابہؓ کی اطاعت بھی ہم پر واجب ہے کیونکہ ان کی اطاعت بھی سرکار دو عالم ﷺ کی اطاعت ہے۔

اپنے ذکر و فکر میں مشغول رہو۔ دنیا یوم چند ہے آخر کار خداوند جلشانہ۔ اللہ بس باقی ہوس۔

(*) عالم اسلام میں 70 فیصد سے زائد آبادی حنفی مسلک رکھتی ہے جبکہ 95 فیصد سے اوپر مسلم آبادی 20 رکعت نماز تراویح کی قائل ہے۔ الطاف

(#) اِقْتَدُوْا بِالَّذِیْنِ مِنْ بَعْدِیْ اَبُوْبَکْرٍ وَ عُمَرَ۔

❀❀❀❀

مکتوب نمبر 91

بنام مرزا محمد شریف مرحوم ساکن مال چک

عزیزم بعافیت سلامت باشد

عزیز کا راحت نامہ موصول ہو کر کاشف حال ہوا

جہاں تک ہو سکے روزے اور تراویح میں سستی سے کام نہ لیں۔ (دنیاوی کاروبار کے ساتھ) والدہ کی خوشنودی اور رضامندی ضروری ہے۔ مولائے کائنات ﷺ کا ارشاد ہے

الجنۃ تحت اقدام امہات۔

Marfat.com

ترجمہ: جنت ماں کے قدموں کے نیچے ہے۔

ہر نماز کے بعد دس دفعہ سورۃ اخلاص یعنی قل هو الله ساری سورۃ اور ہر بار سورۃ کے بعد لا حول ولا قوة الا بالله العلی العظیم ہر نماز کی دعا مانگنے کے بعد پڑھ لیا کریں اور بس اتنا ہی کافی ہے۔ پنج وقت نماز تو بہر کیف ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ عزیز و عزیزہ کو جملہ مصائب و آلام سے نجات دے کر سراسر مستغرق راحت فرمائے۔ اجابت من اللہ [قبولیت اللہ کی طرف سے] ہے۔ گرفتارِ اسباب تو اسباب مہیا ہونے پر ہی مطمئن ہوسکتا ہے۔

اللہ بس باقی ہوس۔

❀❀❀❀

مکتوب نمبر 92

عزیزم مکرم حفظك الله الارحم۔

اسلام علیکم!

آج مدت کے بعد آپ کا مکتوب گرامی موصول ہو کر کاشفِ حال ہوا۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم اور اپنے مقبولوں کے طفیل تمام مقاصد میں کامیاب فرما کر اعمال صالح کی توفیق عطا فرماوے۔ اور اعدا اور شرِ نفس و شیطانی سے مامون و محفوظ فرمائے۔ آمین۔

13 ستمبر (1965ء) بروز سوموار دن کے گیارہ بجے جنابہ قبلہ والدہ مکرمہ کاملہ کا سایہ ظل ھما ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اٹھ گیا۔ انا لله و انا الیه راجعون۔ جس حادثہ جانکاہ کا یہ مسکین فقیر شکار ہوا۔ یہ میرے لیے ناقابل برداشت تھا، مگر میں نے بھی صبر کیا اور آپ بھی صبر کریں۔

فَصَبۡرٌ جَمِيۡلٌ ؕ وَاللّٰهُ الۡمُسۡتَعَانُ ۔ [یوسف ؛18]

ترجمہ: اچھا صبر کروں گا اور اللہ سے مدد مانگوں گا۔

آپ اتنا دور دراز سفر کی تکلیف نہ فرماویں، وہیں سے ایصال ثواب کر دیں۔ آپ کا ایصال ثواب عُرس پاک خواجہ عالمؒ پر اکٹھا ہو گا۔ انشاء اللہ۔

❁❁❁❁

مکتوب نمبر 93

جناب عبدالخالق توکلی صاحب کے نام

بزم توکلیہ: گلی نمبر ا گوجرانوالہ

عزیز مکرم

اسلام علیکم! خیریت ہر دو جہاں مطلوب۔ بندہ کل لاہور کے سفر سے واپس آیا تو آپ کا لفافہ موصول ہو کا شف حال ہوا۔ لاہور سے براستہ ٹرین سرگودھا آیا کیونکہ اس روز ٹریفک بند تھی۔ چنیوٹ کا اسٹیشن آیا تو آپ یاد آئے لیکن اترنے کا پروگرام نہ بنا سکا۔ عرس شریف تک کئی بار مجھے لاہور جانا پڑے گا لیکن تاریخوں کا تعین نہیں کر سکتا ویسے مجھے عزیز محمد احمد سلمہٗ کے بارے میں آپ سے ایک ضروری مشورہ کرنا ہے۔ یہ مشورہ تو ملاقات چاہتا ہے ملاقات پر مشورہ کر سکوں گا۔ دسمبر کی تعطیلات اگر یہاں گزارنے کا پروگرام بنائیں تو کیا ہی اچھا ہو۔ بہر حال یہ ضروری ہے۔ اس وقت عرس شریف کے انتظامات میں مصروف ہوں۔ حضرت کی توجہ اور دعا سے یہ تقریب بحسن وخوبی گذر جائے۔ آمین! اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم اور اپنے مقبولوں کے طفیل اپنے خاص فیوضات سے مجھے اور آپ کو نوازے۔ اعمال صالح کی توفیق عطا فرما کر حسن خاتمہ نصیب فرمائے۔

Marfat.com

(6) مصارفِ عرس مبارک:

اس عرس شریف کے مصارف میں اگر بھرپور حسبِ توفیق حصہ لیں تو یہ آپ کا فرض بھی اور فرض شناسی بھی اور طریقت کی اشاعت میں بھرپور تعاون اور خواجگان کی محبت کا ثبوت بھی۔

دنیا یوم چند آخر کار با خداوند جل شانہ

اللہ بس باقی ہوس ۔ گھر میں دعائیں

آپ کا سیدوی

❁❁❁❁

مکتوب نمبر 94

عزیزم مخلصم فی اللہ حفظك اللہ تعالیٰ

اسلام علیکم! مزاج بخیر

نومولود مسعود کی ولادت باسعادت کی خوشبو میں یہ فقیر بھی آپ کی خوشیوں میں شریک ہے ۔ فقیر دست بدعا ہے ۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اپنے مقبولوں کے طفیل نومولود کو والدین کے خوابون کی صحیح تعبیر بنائے آمین ثم آمین ۔

عزیز! ہمیشہ اس ارشاد پاک کو مدنظر رکھا کریں ۔

اَلدُّنْیَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ۔

ترجمہ: دنیا مومن کے لیے قید خانہ ہے ۔

قید خانے میں آرام و راحت کہاں اور اس کی تلاش فضول ۔ تاہم میری یہی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو تما آلام مصائب سے نجات دے کر سراسر مستغرق راحت فرمائے آمین ۔ زمین ہمیں مل چکی ہے جو بقیہ دفتری کاروائی ہے وہ ہو رہی ہے ۔ آج

Marfat.com

پھر تاریخ ہے لیکن آپ جیسے شخص کے لیے یہ بارِ گراں اٹھانا کیسے ہو گا۔ یہ کام تو نہایت درجہ کی محنت اور جفاکشی چاہتا ہے۔ اچھی طرح سوچ سمجھ لیجیے۔

آپ کا صدیق احمد

❀❀❀❀

مکتوب نمبر 95

بنام مرزا محمد شریف

نوٹ: پورا خط میسر نہ ہو سکا، چند اقتباسات عبدالخالق توکلی صاحب سے دستیاب ہوئے جو یہاں نقل کیے جا رہے ہیں۔

بسفر رفتند مبارکباد بسلامت روی و باز آئی

ترجمہ: سفر پر جانا مبارک ہو۔ سلامتی سے جاؤ اور خیریت سے واپس آؤ۔

2۔ جہاں تک ہو سکے اپنی والدہ کے مشورہ اور حکم پر چلنے کی کوشش کریں اسی میں سعادت دارین ہے ورنہ خسران ہی خسران (نقصان ہی نقصان) ہے۔

3۔ اعمالِ صالح کو اپنا شیوہ بناؤ۔ بندوں کے خوف سے حق سبحانہٗ کے خوف کو مقدم سمجھو۔

4۔ سرکار دو عالم ﷺ کا اتباع ہی صراط مستقیم ہے اور اسی پر نجات کا دارو مدار ہے۔

5۔ یہ زمانہ فتنہ و شر کا زمانہ ہے۔

6۔ رمضان المبارک اپنی نوعیت میں برکات و خیرات کے لحاظ سے بے مثل و بے نظیر مہینہ ہے اس کی ایک ایک ساعت اپنے اندر خیر و برکات کے سمندر پنہاں کیے ہوئے ہے۔ جس کا یہ مہینہ جمعیت اور اطمینان میں گزرا سمجھ لو (اس کا) سارا سال ہی جمعیت سے گذر گیا۔ قرآن اور رمضان کا آپس میں خاص

Marfat.com

تعلق ہے۔ اسی مناسبت سے رمضان المبارک میں قرآن پاک کا سننا بصورت تراویح سنت قرار دیا گیا۔

7۔ خدا کی رضامندی والدین کی خدمت میں ہی مضمر ہے۔

8۔ زندگی دکھ سکھ اور کُلفت (تکلیف) و راحت کے مجموعہ کا نام ہے بلکہ غم ہی زندگی کی حقیقت ہے۔ آرام تو اتفاقی اور عارضی چیز ہے۔

اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا۔

ترجمہ: بے شک ہر تنگی کے بعد فراخی ہے۔ (الم نشرح: 6)

(*) آرام کی خواہش ہی تمام غموں کی بنیاد ہے۔

رنج سے خوگر ہوا انساں تو مٹ جاتا ہے رنج
مشکلیں مجھ پر پڑیں اتنی کہ سب آساں ہوگئیں غالبؔ

کوئی مصیبت خود بخود نہیں آتی۔ کوئی اس پردہ ہستی کے پیچھے زبردست ارادہ ہے جو بزور ہی طبعی تقاضوں کو توڑتے ہوئے اور ان کے سراسر خلاف اپنی حکمت کے مطابق کام کر رہا ہے۔ ارشادِ باری ہے

مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِیْبَۃٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰہِ ط [التغابن: 11]

ترجمہ: کوئی مصیبت اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر نہیں آتی۔

اور آخری منزل صبر جمیل۔ عام نگاہیں صرف مصیبت کو دیکھتی ہیں اور پریشان ہوتی ہیں لیکن اگر کسی کی نگاہ مصیبت سے گزر کر اس ہاتھ پر ہو جس سے وہ آ رہی ہے اور ہاتھ بھی محبوب کا ہو تو پھر شکایت کی کہاں گنجائش ہے؟ کوئی فعل بغیر فاعل نہیں ہوا کرتا۔ آرام و راحت بھی ایک فعل ہے جو بغیر فاعل نہیں تو اس حال میں صورۃً تو پریشانی ہوگی مگر حقیقتاً تو آرام ہی ہوگا۔ جیسے ایک شخص تیز مرچ مسالہ والا پکا ہوا سالن کھا رہا ہو بوجہ تیزی سی سی بھی کر رہا ہے آنکھوں سے اور ناک سے پانی بھی جاری ہے مگر یہ بھی کہتا

Marfat.com

ہے اگرچہ مرچیں تیز ہیں مگر نہایت لذیذ ہے اور کھا بھی رہا ہے تو بظاہر تکلیف بھی ہے صورتاً پریشان بھی ہے مگر حقیقت میں آرام ولذت حاصل کر رہا ہے۔ درد بھی اس کا دیا ہوا ہے درماں بھی وہی خود ہے: ع

کارسازِ ما بفکرِ کار ما فکر ما در کار ما آزار ما

ترجمہ: میرے کارساز کو میرے کاموں کی فکر ہے۔ اپنے کاموں کی فکر کرنا تکلیف کا باعث ہے۔

دکھ اور تکلیف یہ سنتُ اللہ ہے۔ سکول کی تکلیف ایک بچے کے دل سے پوچھیے کتنی تکلیف دہ ہے مگر بظاہر اس کی کم فہمی ہے۔ حقیقتاً سکول کی ہر تکلیف کسی راحت کا پیامِ ابدی ہے۔ عزیزا! بہت قدم ایسے ہیں اگر ان کو ٹھوکر نہ لگے تو پاؤں میں چستی نہ آئے۔ ہزاروں بار گرتا ہے تب جا کر شہسوار بنتا ہے۔ بچہ جب چلنا سیکھتا ہے تو اٹھتا ہے پھر گرتا ہے اور گرنے سے جو چوٹ لگتی ہے تو رو پڑتا ہے لیکن والدین خوش ہوتے ہیں ہنستے ہیں لیکن بچہ روتا ہے۔ والدین سمجھتے ہیں کہ اس کے حق میں چوٹ کھانا ہی عین راحت ہے۔ بہر حال انسان اس دھوکہ میں مبتلا ہے کہ ہمارا معاملہ ہمارے ہاتھ میں ہے سو بار اس کے خلاف تجربہ کرتا ہے مگر تمام عمر اس وہمی احاطہ سے باہر نہیں نکلتا۔ عزیزا! حقیقت یہ ہے کہ یہاں اپنا کچھ ہے ہی نہیں، نہ زندگی اپنی نہ موت اپنی، نہ خوشی اپنی نہ غمی اپنی، پھر کیا دکھ اور کیسی راحت؟ یہ سگریٹ کے تمباکو کو کتنے سخت مراحل طے کرانے کے بعد بلکہ کسی ہاتھ کے سینکڑوں بل کھانے کے بعد منہ تک پہنچتا ہے۔ بس انسان بھی کسی کے ہاتھ میں ہے۔ روپیہ بظاہر حقیقتاً راحت نظر آتا ہے مگر یہ بھی دھوکہ ہے۔ سامانِ راحت تو ہے حقیقت میں راحت نہیں ہے۔ روپیہ ہوتے ہوئے بھی چین حاصل نہیں ہوتا اور کچھ نہ ہونے پر بھی ایک جھونپڑی میں بوریا نشین کو وہ چین نصیب ہو سکتا ہے بلکہ ہوتا ہے مخمل کے بسترے میں چین نصیب نہ ہوگا۔ فلک بوس عمارت میں وہی بیقراریاں دیکھیں گے۔ رقم بھی میری بے حالیوں کا علاج نہیں۔ گھبراہٹ کسی حالت

Marfat.com

میں اچھی نہیں۔

جہاں تک ہو سکے اپنے ذکر و فکر میں مشغول رہو۔ اسی میں سعادت دارین ہے۔ دنیا روزے چند است۔ آخر کار باخداوند جل شانہٗ۔ یہ دنیا مقامِ فنا ہے۔ ارشادِ مولا کریم ہے:

كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ؕ [آل عمران:185]

ترجمہ: آخر کار ہر شخص کو مرنا ہے۔

اللہ حافظ　　　　دعا گو و دعا جو

(*) اس موضوع پر بندۂ ناچیز کا مضمون ''ہاتھوں کی کمائی'' کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔ اسے پڑھ کر انسان ہر قسم کی پریشان بھول کر پرسکون ہو جاتا ہے۔ یہ مضمون میری کتاب ''الطاف کے مضامین'' میں بھی شامل ہے۔

❁❁❁❁

مکتوب نمبر 96

بنام عبدالرزاق صاحب مرحوم منڈی بہاؤالدین (*)

مجی فی اللہ جناب عبدالرزاق صاحب

السلام علیکم۔ خیریت ہر دو جہاں مطلوب۔ عرسِ اولیاء اللہ یہ فقر و تصوف کے اجلاس ہوا کرتے ہیں۔ اللہ والوں کا ایک خوبصورت اور پیارا ہجوم ہوا کرتا ہے۔ ذکر کی کثرت کا نمونہ آنکھوں سے دیکھنے کا موقع ملتا ہے۔ پھر اولیاء اللہ اور امام الانبیاء (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کے مدح و ثنا اور نعت خوانوں کی خوش الحانی اہلِ درد کے دلوں کو درد و سوز و گداز سے نوازتی ہے۔ اللہ کی خصوصی رحمت کا نزول ہوتا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ ایسے مواقع پر شرکت سے رحمت کے نزول سے دل کی کلی کھل جائے لیکن آپ اکثر ایسے مواقع سے نہ معلوم کیوں گریز کر جاتے ہیں؟ اس کی وجوہ مختلف ہو سکتی ہیں، خدا کرے کوئی معقول

Marfat.com

وجہ ہی ہو۔نزدیک رہ بھی دور رہے، کوئی اچھی بات نہیں۔

2۔ آج یہ رقعہ ایک خصوصی رقعہ ہے۔ مسجد تو کلی محبوبی سیدا شریف کی خستگی اور شکستگی تو آپ نے دیکھی ہی ہے پھر امسال کثرتِ باراں کے سبب تو مسجد کی حالت ناگفتہ بہ ہوگئی۔ حالات سے مجبور ہو کر مسجد بنانے کا بیڑا اٹھالیا ہے۔ تنظیم اور تقسیمِ کار کے مدنظر اکتالیس رکنی ایک کمیٹی کی تجویز کی ہے جس کا پہلا اجلاس یکم نومبر 5 شوال بروز جمعۃ المبارک (#) بلایا ہے۔ احباب کو چٹھیاں لکھ دی گئی ہیں۔ احباب کے آنے کی امید رکھتا ہوں آپ کو بھی اس کا رکن تجویز کیا ہے۔ احباب کے مشورہ سے کمیٹی کا چناؤ ہوگا پھر طریق کار کا تعین اور پھر تقسیمِ کار کے تحت کام سپرد کیے جائیں اس لیے مجھے آپ سے صرف توقع نہیں بلکہ یقین ہے کہ میری دعوت پر ضرور اس میں شامل ہوں گے۔ جمعرات کی عصر تک آپ یہاں پہنچ جائیں۔ واپسی اپنی آمد سے مجھے مطلع کریں۔ آپ کے والد محترم جناب مولوی عبدالوہاب صاحب کو السلام علیکم

آپ کا

صدیق احمد

(*) جناب عبدالرزاق صاحب انڈیا کے ضلع انبالہ میں یکم جنوری 1941ء کو پیدا ہوئے اور 3 دسمبر 2003ء کو منڈی بہاؤالدین میں وفات پائی۔ گورنمنٹ پوسٹ گریجوایٹ کالج منڈی بہاؤالدین میں لائبریرین تھے اور نیک انسان تھے۔

(#) یہ 1973ء کا سال تھا جس کے مطابق تاریخ یوں بنتی ہے: یکم نومبر 1973ء/5 شوال 1393ھ بروز جمعرات۔ میرا اندازہ یہ ہے کہ تمام احباب کو جمعرات کو پہنچنے کا کہا گیا تھا (جیسا کہ آگے ذکر بھی کیا گیا ہے) اور اجلاس جمعۃ المبارک کی صبح کو رکھا گیا تھا، تاریخ اسی حساب سے لکھی گئی۔

Marfat.com

مکتوب نمبر 97

بنام عبدالرزاق صاحب مرحوم منڈی بہاؤالدین

عزیزم مخلصم فی اللہ حفظک اللہ تعالیٰ مع المتعلقین

اسلام علیکم۔خیریت موجو دخیریت مطلوب۔میری اور سلسلہ محبوبیہ کی زندگی میں جو تاریخی اجلاس بلایا گیا تھا جس میں تمہیں بھی خصوصی طور پر شمولیت کی دعوت دی گئی تھی۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ ثُمَّ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہ اس اجلاس میں سوائے تمہارے سب ہی دوست شامل ہوئے۔صوفی عبدالکریم صاحب بھی شامل ہو گئے تھے۔اجلاس کی دو نشستیں ہوئیں جو بہت ہی کامیاب رہیں۔ دیگر اصول وضوابط کے فوری طور پر اور ذاتی عطیات ساڑھے 26 ہزار روپے جمع ہو گئے۔ پرسوں عزیز سید علی ڈھٹی آئے لیکن تم ان کے ساتھ بھی نہیں آئے۔اس کا پس منظر مجھے معلوم نہیں کہ ایسا کیوں ہوا اور ایسا کیوں ہے؟ اس کی دو ہی وجوہ ہو سکتی ہیں، یا تو کوئی ایسی مجبوری ہے جو ہمیشہ ہمیشہ تمہیں مانع رہی ہے یا پھر میرے کلام اور بات کی تمہارے ذہن میں کوئی اہمیت نہیں، خدا کرے ایسا نہ ہو۔ جہاں تک مجبوریوں کا مسلہ ہے وہ کون ہے جسے دنیا اور پیٹ کے دھندے اور پھندے نہیں۔ پیٹ کے دھندوں میں پھنس کر اصل مقاصد کو بھولنا نہ چاہیے۔میرے مزاج سے شاید تم واقف نہیں، اتنے عرصہ میں بھی اگر تم مزاج شناس نہیں ہوئے تو پھر وہ وقت کب آئے گا۔جب کوئی میرے ذہن سے نکل جاتا ہے یا نکال دیا جاتا ہے تو پھر یاد کرنے اور یاد کرانے سے بھی یاد نہیں آیا کرتا۔ یہ سنگ تو وہ سنگ ہے جتنی اس کی یہاں ضرورت ہے ایسی ہی بلکہ اس سے بھی بڑھ کر مرنے کے بعد بھی ضرورت ہے۔ کسی بزرگ سے کسی نے پوچھا کہ عقلمند کون ہے؟ انہوں نے فرمایا جس کے سامنے دو اچھے کام پیش ہوں تو وہ یہ پہچان لے کہ ان میں سے اولیت کس کو ہے۔اس لحاظ سے تم

Marfat.com

عقلمند ثابت نہیں ہوئے۔ ہر علم جو خدا اور رسول اور اس کے مقبول و محبوب بندوں کی پہچان کا سبب نہ بنے وہ علم نہیں بلکہ جہالت ہے۔تمہارے متعلق مجھے اتنی باتیں لکھنے کی ضرورت نہ تھی۔میرے سامنے ہیری پھیری سے باز آؤ۔

نہ ہر جائے مرکب تواں فاختن

ترجمہ:گھوڑا ہر جگہ نہیں دوڑایا جاسکتا۔

تمہاری مرضی ہے آؤ یا نہ آؤ۔یہ کام تمہارے میرے نہیں،یہ تو تمہاری سعادت مندی ہے کہ تمہیں یاد کرلیا جاتا ہے اور بس

فقط والسلام

❁❁❁❁

مکتوب نمبر 98

عزیزم مخلصم فی اللہ حفظک اللہ تعالیٰ مع المتعلقین

اسلام علیکم۔مزاج بخیر۔ابھی ابھی آگ تاپ رہا تھا کہ آپ کی چٹھی موصول ہوئی۔گذارش ہے کہ قربانی کے چرم تعمیرِ مسجد پر نہیں لگ سکتے۔البتہ متعلقاتِ مسجد جیسے ڈول وغیرہ پر خرچ کیے جاسکتے ہیں۔یہ تو تھا شرعی مسلہ۔اس کی ایک صورت ہوسکتی ہے وہ یہ ہے کہ چرمہائے قربانی فروخت کر کے اس کی قیمت کسی مستحق کی ملکیت کر دیے جائیں اور وہ پھر اپنی طرف سے تعمیرِ مسجد کے لیے پیش کر دے۔یوں تو خرچ کیے جا سکتے ہیں براہِ راست یعنی ڈائریکٹ نہیں خرچ کیے جاسکتے۔بعض اوقات مجھے ایسا ہی کرنا پڑا۔ہمیں (مسجد کے لیے) لاؤڈ سپیکر لینا تھا،لوگوں کا لگاؤ اس طرف بہت کم ہے۔یہ چرم انہیں دینے ہی ہوتے ہیں تو میں نے چرمہائے قربانی اکٹھے کر کے اپنے ہی کسی درویش کی ملکیت کر کے ان سے اس مد میں دلا دیے۔مدارس و مکاتیب میں اکثر ایسا

ہی ہوتا ہے کیونکہ ایک فقہی اصول ہے تبدیل ملکیت سے حقیقتِ ملکیت تبدیل ہو جاتی ہے۔بس یہ ایک اصول ہے اگر آپ یوں کر سکتے ہوں تو پھر ضرور کیجیے ورنہ تو پھر خیر۔ ایک صورت یہ بھی ہو سکتی ہے کہ یہ رقم الگ رکھی جائے اور اسے مسجد پر نہیں بلکہ متعلقاتِ مسجد پر خرچ کیا جائے۔ان دو صورتوں کے علاوہ اور کوئی صورت نہیں۔بہر حال اگر دوست اس نظریہ کو تسلیم کرلیں اور شک وشبہ کو جگہ نہ دیں تو پھر ضرور کریں۔

2۔ یہ مادی دنیا ہے اس میں کچھ عقل و دانش سے کام لینا ضروری ہے۔مثلاً یہاں مختصر سا درسِ قرآن ہے۔مقامی وغیر مقامی بچے پڑھتے ہیں۔اگر اس نام پر چمڑے اکٹھے کرلیں پھر اسے منتقل کیا جا سکتا ہے۔بہر حال جو امکانی صورتیں تھیں عرض کر دی ہیں،اللہ تعالیٰ آپ کا حامی و ناصر ہو۔

3۔ ڈاکٹر مشتاق احمد صاحب (*) میرے ہمراہ ہی آئے۔ابھی وہ میرا علاج کر رہے ہیں۔سنا ہے وہ آپ کے مضافات میں پریکٹس کا ارادہ رکھتے ہیں۔ان کے مکان اور دکان کا بندوبست آپ کے ذمہ ہے اور آپ اپنی ذمہ داری کا شدید احساس کرتے ہوئے ان کے مکان اور دکان کا جلد از جلد بندوبست کریں۔اگر کوئی میرا حال پوچھے تو اس کو السلام علیکم کہہ دیں ورنہ خیر۔

عزیزہ نسیم اختر اور میرے دوسرے بچوں کو بہت بہت دعائیں۔ان کی تعلیم و تربیت کا خاص خیال رکھیں۔

(*) ڈاکٹر صاحب پشتو بولنے والے،خوبصورت انداز میں باتیں کرنے اور باتیں بنانے والے انسان تھے۔جب اباجی کا انجکشن خراب ہوا تو انہوں نے بہت خدمت کی اور سفر و حضر میں ان کے ساتھ رہے اور مرہم پٹی کرتے رہے۔

Marfat.com

مکتوب نمبر 99

بنام پیر محمد احمد و الطاف محمود

عزیز بعافیت سلامت باشد

اسلام علیکم! بعد دعا و ترقی درجات کے واضح ہو کہ ہم اسلام آباد سے رخصت ہو کر بخیریت تمام قریب العشا پھالیہ اور صبح گھر پہنچ گئے۔ بفضلہٖ تعالیٰ سب طرح خیریت ہے۔

عزیز آپ میں محبت و اتفاق سے رہ کر مثالی ثبوت دیں لوگوں کو تماشا نہ دکھائیں۔ تمہارے پاس ہونے سے سب کو خوشی ہوئی۔ ابھی تک نمبروں والا پرچہ یہاں نہیں پہنچا خدا کرے تم بورڈ کے امتحان میں بھی اعلیٰ کامیابی سے ہمکنار ہو۔ الطاف محمود کو واضح ہو کہ وہ بھی بھائی جان کے کہنے پر عمل کرے اور سکول کا کام نہایت محنت سے کرے۔ نماز کبھی قضا نہ کریں۔ سستی کو پاس نہ پھٹکنے دیں۔ کچھ نہ کچھ ورزش کیا کریں۔ بہترین ورزش صبح کی سیر ہے۔ سیر کے لیے اسلام آباد کی فضا اور ہوا بہت اچھی ہے۔ کل کے ایک اخبار کا یہ تراشہ بھیج رہا ہوں۔ یہ تمہارے لیے مفید ہوگا اور مفید سمجھ کر ہی بھیج رہا ہوں۔ مجھے یہ پسند آیا تم بھی اسے غور سے پڑھو۔ اسے غور سے پڑھیں تو امتحان میں کام دے گا۔

کفایت شعاری کو معمول بنائیں فضول پیسے خرچ نہ کریں۔ خود کپڑے دھو کر خشک کر لیا کریں۔ شبیر (*) کو واضح ہو کہ دونوں بھائیوں میں پھوٹ ڈالنے کی ہرگز کوشش نہ کرے بلکہ ان کے درمیان محبت پیدا کرنے میں مدد دے کیونکہ الطاف اس کی بات بہت زیادہ مانتا ہے۔ بہاولپور جا رہا ہوں۔ پھر کسی وقت آؤں گا۔ رشید آئے تو اسے چائے یا شربت پلائیں۔

(*) شبیر کا تعارف مکتوب نمبر 15 میں ملاحظہ ہو۔

❀❀❀❀

Marfat.com

مکتوب نمبر 100

پیر محمد احمد والطاف محمود کے نام

از سید اشریف

عزیزم سلامت باشد

اسلام علیکم

اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم اور بطفیل خواجگان اپنے مقاصد میں کامیاب فرمائے۔آمین ثم آمین۔

یکصد روپیہ رشید احمد لاہوری (*) تمہیں بذریعہ منی آرڈر آج کل روانہ کرے گا۔وصول کرلیں۔پچاس روپیہ میں بھیج دوں گا۔یہ ڈیڑھ صد روپیہ تمارے خرچ کا ہے۔جو آئندہ ماہ 10 مارچ سے شروع ہو کر 10 اپریل تک ختم ہوگا۔وصول کرلیں۔اطلاعاً خط لکھ دیا ہے۔

عزیز اپنے نصب العین کو مدنظر رکھیں۔امید ہے عزیزم سراج الاسلام (#) واپس آچکے ہوں گے۔ان کو عزیزم بدرالاسلام صاحب (#)، عبدالمالک صاحب ($) و عزیزم توصیف صاحب (#) کو اسلام علیکم۔

(*) موضع رچند، تحصیل فاروق آباد، ضلع شیخوپورہ کا رہنے والا تھا۔اس کی اولاد نہ تھی۔تعلیم کے لحاظ سے منشی فاضل تھا۔لوگ اسے رشید جھلا کہتے تھے۔ایک بار رمضان المبارک میں سید اشریف آیا اور مسجد میں سگریٹ پینے لگا۔اس پر اباجی نے اسے ڈانٹا تو جواباً یہ شعر پڑھ دیا۔

مسجد میں بیٹھ کر پینے دے ساقی یا وہ جگہ بتا جہاں خدا نہ ہو

لاہور میں کوئلہ کا کاروبار کرتا تھا۔عجیب و غریب خط لکھا کرتا۔اباجی اس کے خط اکثر چولہے میں ڈال دیا کرتے۔

(#) سید سراج الاسلام، سید بدرالاسلام اور توصیف صاحب کا تعارف مکتوب نمبر 28 میں ملاحظہ ہو۔

($) سید عبدالمالک کا تعارف مکتوب نمبر 15 میں گذر چکا ہے۔

Marfat.com

مکتوب نمبر 101

بنام محمد احمد و الطاف محمود

عزیزان سلامت باشد

اسلام علیکم!

خیریت ہر دو جہاں مطلوب ہم تم سے رخصت ہو کر عوامی ایکسپریس سے سوار ہو کر بخیریت تمام قریب العصر گھر پہنچ گئے۔ رشید لاہوری (*) نے ایک سو روپیہ بھجوایا ہے امید ہے تمہیں آج کل مل جائیں گے۔ یہ سو روپیہ پہنچتے ہی میرے پاس روانہ کر دیں کیونکہ ساڑھے تین صد روپیہ تمہیں پورا خرچہ دے دیا گیا ہے ایسا نہ ہو کہ وصول کر کے خرچ کر دو اور ہمیں حساب دکھا دو کہ وہاں وہاں خرچ ہو گیا ہے۔ ساڑھے تین سو روپیہ ایک معقول رقم ہے جب کہ آٹا وغیرہ وغیرہ گھر سے بھیجا جاتا ہے۔ بہر حال یہ سو روپیہ یہاں بھیج دیں اور اگر تم نے خرچ کر لیا تو اگلے حساب میں یہ روپیہ کاٹ کر باقی خرچ دیا جائے گا۔

(*) رشید لاہوری کا تعارف مکتوب نمبر 100 میں ملاحظہ فرمائیں۔

فقط والسلام

دعا گو صدیق احمد سیدوی

❀❀❀❀

مکتوب نمبر 102

بنام محمد احمد و الطاف محمود

عزیزان! اسلام علیکم۔

خیرت ہر دو جہاں مطلوب۔ تم نے یہاں سے جا کر کوئی خط نہیں لکھا۔ فکر رہا۔

Marfat.com

13 فروری (1970ء) کو تاریخ (*) کے لیے شام کو عطا محمد تمہارے پاس گیا تھا۔ رات کو کسی وقت تمہارے پاس پہنچا ہوگا مگر اس وقت تک عطا محمد یہاں نہیں پہنچا۔ تم اپنے جملہ کوائف سے فوراً مطلع کرو کہ تاریخ پر کیا ہوا؟ داخلہ امتحان دے دیا گیا یا نہیں۔ اگر دے دیا گیا ہے تو رول نمبر اور نمبر داخلہ فارم لاہور بھیجا ہے یا نہیں، اگر نہیں بھیجا تو فوراً یہاں بھیجو۔ یہ تمہیں معلوم ہوگیا ہوگا کہ باباجی قادرآباد والے (ابوالوفا حضرت صدیق احمدؒ کے ماموں سید محمود اخترؒ (#) انتقال فرماگئے ہیں۔

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ﴿۱۵۶﴾ [البقرۃ:156]

ترجمہ: ہم اللہ کے ہی ہیں اور ہمیں پلٹ کر اللہ ہی کی طرف جانا ہے۔

بہت تکلیف سے تھے۔ تمام مصائب سے رہا ہوئے اور ابدی راحت نصیب ہوگئی۔ امید ہے عزیز معصوم علی ($) بھی آج یا صبح پہنچ گئے ہوں گے۔ بہر حال خط میں دیر نہ کیا کرو۔ میں اور تمہاری والدہ کل صبح سرگودھا جارہے ہیں۔

عزیز ہم تو اپنی غلطیوں سے جن مصائب کا شکار ہوئے ہیں سو ہوئے لیکن تم میرے تجربات سے فائدہ اٹھانا کہ تم اس زندگی میں کسی ایسی مصیبت میں گرفتار نہ ہونا جن میں ہم ہوئے ہیں۔

1۔ عزیز بری مجلس اور برے ماحول سے ہمیشہ دور رہو۔
2۔ کسی کو اپنا رازِ دل نہ بتاؤ اور نہ کسی پر اعتماد کرو۔
3۔ اپنی منزل پر پہنچنے کے لیے سخت جدوجہد کی ضرورت ہے سو محنت کرو۔

جواب فوراً دیں۔

دعاگو سیدوی

(*) 1970ء کی ایک شام راولپنڈی میں کوئی جلوس تھا۔ برادرِ مکرم محمد احمد ٹیوشن سے واپس آرہے تھے کہ پولیس نے تین اور طلبا کے ہمراہ انہیں بھی دھر لیا۔ بعد ازاں ضمانت ہوئی اور کچھ عرصہ مقدمہ چلا

Marfat.com

جس کی تاریخ کا یہاں ذکر ہے۔

(#) آپ کا تعارف مکتوب نمبر 21 پر ملاحظہ ہو۔

($) ابوالوفا صدیق احمدؒ کے ماموں سید محمود اخترؒ کے تین صاجزادے تھے جن میں سے سب سے بڑے سید معصوم علی زیدی واسطی تھے جنہوں نے 12 مئی 1982ء/18 رجب المرجب 1402ھ / بدھ کو منڈی بہاؤالدین میں وفات پائی۔

❁❁❁❁

مکتوب نمبر 103

بنام جناب طالب حیدری (*) وحافظ رحمت اللہ صاحب (#) ساکنان دریا خان، ضلع بھکر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کرم فرماءِ من جناب حیدری صاحب وحافظ رحمت اللہ صاحب! عافیت سلامت باشد

السلام علیکم۔خیریت موجود عافیت مطلوب۔آپ کا نوازش نامہ اور نوائے وقت کا اشتہار دونوں موصول ہوئے۔شکریہ اور پھر شکریہ۔آپ کے جانے کے بعد تادمِ تحریر اس عرصہ میں کوئی خط موصول نہیں ہوا کہ (سیدا شریف کی مسجد کی تعمیر کے سلسلے میں) جو تحریک شروع کی گئی تھی وہ کیسے پروان چڑھ رہی ہے۔اس سلسلہ میں میری اور سلسلہ عالیہ کی پوری زندگی میں یہ عظیم اجتماع 5 شوال (یکم نومبر 1973ء / 5 شوال المکرم 1393ھ / بروز جمعرات) کو (سیدا شریف میں) منعقد ہوا جس کی کاروائی آپ کی موجودگی میں مکمل ہوئی اور جہاں تک میرا خیال ہے بفضلہٖ تعالیٰ یہ اجلاس بہت کامیاب رہا۔جس کی ابتداء ایسی ہے تو انتہا کے متعلق اچھی امیدیں وابستہ کی جاسکتی ہیں۔اجلاس کے بعد تمام دوستوں سے اس سلسلہ میں رابطہ قائم ہے۔تمام دوست اپنے حلقہ اثر میں اس تحریک کو وسعت دے رہے ہیں۔وعدہ والی رقوم بھی وصول ہو رہی ہیں۔اسی سلسلہ میں 28-29 نومبر کو گوجرانوالہ میں ایک میٹنگ ہو رہی ہے جس میں

Marfat.com

مجھے شامل ہونا ہے۔ لیکن دریا خان کے احباب کے متعلق کچھ بھی معلوم نہیں ہو سکا کہ ان کے اس بارہ میں کیا تاثرات ہیں اور کہاں تک دلچسپی لے رہے ہیں، یا دلچسپی لے بھی رہے ہیں یا نہیں؟ بعض دوستوں کے خط آئے ہیں لیکن ان خطوط میں اپنی مشکلات کے لیے دعاؤں کے لیے تو نہایت خشوع و خضوع اور تاکید مزید سے التجائیں کی گئی ہیں لیکن اس بارہ میں اشارۃً یا صراحۃً اس تحریک کے بارہ میں ذکر تک نہیں کیا گیا۔ نری پری خامشی کیوں اختیار کی جا رہی ہے؟ یا اگر سب دوست حرکت میں ہیں تو اس کا ذکر کیوں نہیں کیا گیا تاکہ تسلی ہو کہ کچھ نہ کچھ کام ہو رہا ہے۔ بہر حال کوئی اطلاع آنی ضروری ہے تاکہ اس سلسلہ میں رابطہ قائم رہے۔ اور کسی کو یہ شک و شبہ ہو کہ حضرت صاحب چونکہ پیر ہیں اس لیے ہو سکتا ہے آپ ہی ہڑپ کر جائیں۔ اس کی تسلی آپ کر بھی سکتے ہیں اور آپ کو یقیناً اطمینان ہوگا کیونکہ جو طریق اپنایا گیا ہے اس میں اس کا شبہ تک نہیں ہو سکتا۔ اور اگر وہ اطمینان کرنا چاہیں تو ہر طور سے اطمینان کر سکتے ہیں۔

میں تو ایک بار اس سلسلہ میں انفرادی طور پر تعمیر مزار کے لیے دوستوں سے اپیل کی تھی تو اس سلسلے میں ڈاکٹر رفیق صاحب نے یکصد (100) روپیہ دیا تھا لیکن انفرادی طور پر یہ کام ہونے والا نہ تھا۔ بعد میں سمجھا کہ یہ کام جب ہوگا اجتماعی طور پر ہوگا اس لیے اس عظیم کام کی ابتدا بھی نہ ہو سکی۔ اتفاق سے ڈاکٹر رفیق صاحب اپنے کسی کام سے منڈی بہاؤالدین آئے تو وہ مجھ سے ملنے سید اشریف بھی آئے۔ غالباً وہ جائزہ لینے آئے تھے کہ ان کا یکصد روپیہ کہاں خرچ ہوا ہے یا نہیں۔ انہوں نے اس وقت اشارۃً بات کہی تھی۔ اس کے بعد سے وہ کچھ نہیں بلکہ بہت بہت کھچے کھچے رہتے ہیں، رسمی طور پر ملنے میں گویا نہ ملنے کے برابر۔ یا یہ وجہ ہو سکتی ہے کہ انہوں نے اولاد کے بارہ میں دعا کے لیے کہا، دعا کی بھی لیکن اس کا ظہور نہ ہوا۔ ہو سکتا ہے یہ بھی کھچے کھچے رہنے کا سبب ہو،

Marfat.com

بہر حال کچھ سبب ضرور ہے۔ اگر یکصد روپیہ حائل ہے تو ان سے عرض کر دیجیے کہ جب روضہ شریف کی تعمیر شروع ہوگی تو اس فنڈ میں آپ کا یہ سو روپیہ شمار کر لیا جائے گا۔ جیسا کہ کچھ فنڈ جمع بھی ہوگیا ہے اس میں آپ کا سو روپیہ بھی جمع کر دیا جائے گا، فکر نہ کریں۔

ایسے اگر دوسرے احباب کی خاموشی کی بھی اسی طرح کی کوئی وجہ ہو سکتی ہو تو مجھے مطلع کریں تاکہ اس قسم کے فضول شبہات کو ختم کیا جا سکے۔ یا یہ ہو سکتا ہے کہ احباب کے ذہن میں اس کی اہمیت ہی نہ ہو یا اتنی نہ ہو جتنی ہونی چاہیے۔ تو اس بارہ میں عرض ہے کہ اگر دریا خان میں توکلی مسجد اور توکلی مدرسہ اور توکلی عرس ہونے کی اہمیت ہے اور بہت زیادہ ہے تو سیدا شریف میں اس کی اہمیت کیوں نہ ہونی چاہیے؟ تمام دوستوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ کسی روایت کو قائم رکھنے کے لیے بہت سے امور کی ضرورت ہے، ان میں سے ایک یہ بھی ہے۔ ایسے کام کسی قوم یا کسی جماعت کے زندہ ہونے کی دلیل ہے۔ دریا خان میں توکلی مسجد، مدرسہ، عرس ہونے کا یہ مطلب ہے کہ توکلی ماشاءاللہ زندہ ہیں اس لیے آپ کو زندہ ہونے کا ثبوت اس صورت میں دینا ہے۔ لہٰذا واپسی مجھے اطلاع آنی چاہیے کہ آپ کس خیال میں ہیں؟ حافظ رحمت اللہ صاحب کو اپنا وعدہ پورا کرنے کی جلدی کوشش کرنی چاہیے۔ تمام احباب کو السلام علیکم۔ بزمِ توکلیہ قائم کرنے کا ایک مقصد یہ بھی تھا کہ آپ کو اجتماعی کام میں حصہ لینا آسان ہو۔

فقط والسلام　　　صدیق احمد

(*) طالب حسین حیدری اور حافظ رحمت اللہ 1947ء میں موضع بوڑیا، تحصیل جگادھری، ضلع انبالہ، ہندوستان سے ہجرت کر کے دریا خان، ضلع بھکر میں آباد ہوئے۔ یہ غریب اور سادہ طبیعت لوگ تھے۔ طالب حیدری بہت اچھے شاعر اور دریا خان کے معروف اور بااثر صحافی تھے۔ 4 ربیع الاول کو دریا خان میں منعقدہ سالانہ عرس حضرت توکل شاہ انبالویؒ کا تمام انتظام ان کے ذمہ ہوتا۔ ہمارے قیامِ دریا خان کے دوران ایک رات مشاعرے کا اہتمام کرتے۔ نہایت مخلص، اعلیٰ منتظم اور مرنجاں مرنج

Marfat.com

شخصیت کے مالک تھے۔انہوں نے اپنی زندگی میں بزمِ توکلیہ دریا خان کو عروج پر رکھا۔بعض احباب نے ان کی شخصیت کو متنازعہ بنانے کی ارادی کوششیں کیں۔انہوں نے 20 مارچ 1985ء/28 جمادی الثانی 1405ھ/بروز بدھ/دریا خان میں انتقال کیا۔ان کے بعد سے آج تک بزمِ توکلیہ دریا خان برائے نام رہ گئی اور سالانہ عرس کی رونقیں بحال نہ ہو سکیں۔

(#) حافظ رحمت اللہ دریا خان میں توکلی سلسلہ کی رونق اور روحِ رواں تھے۔ان کے انتقال پرملال (28 جنوری 1994ء/16 شعبان المعظم 1414ھ/بروز جمعۃ المبارک/دریا خان) کے بعد سلسلہ اور بزمِ توکلیہ دریا خان کے دل کی دلی ایسی اجڑی کہ پھر نہ بسی۔

Marfat.com

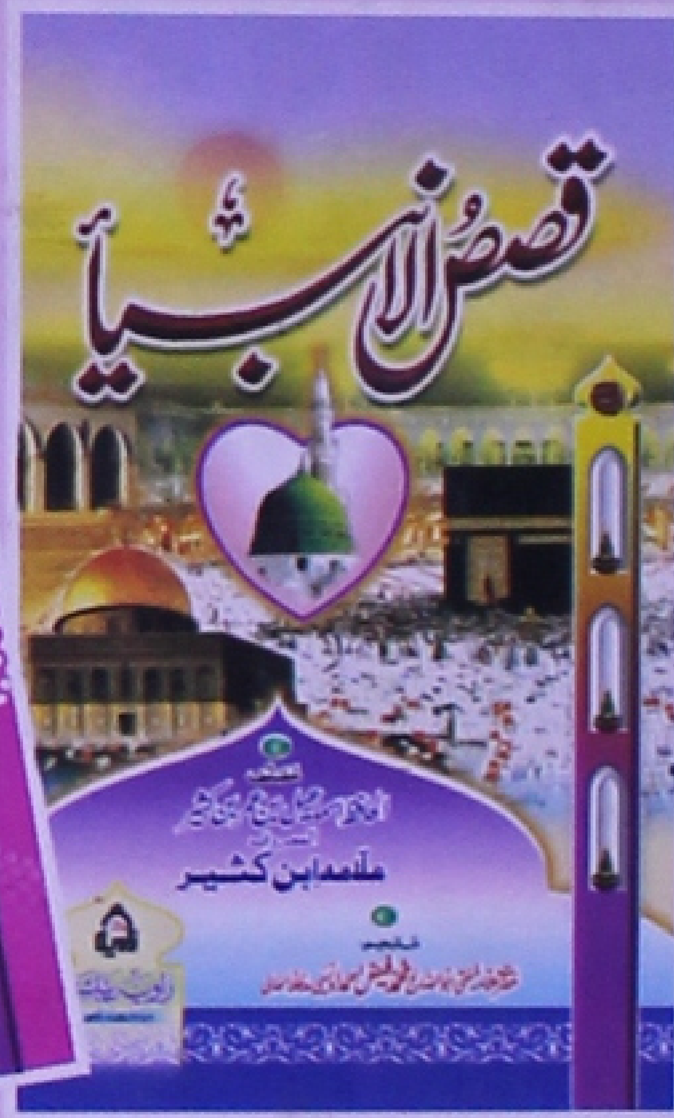

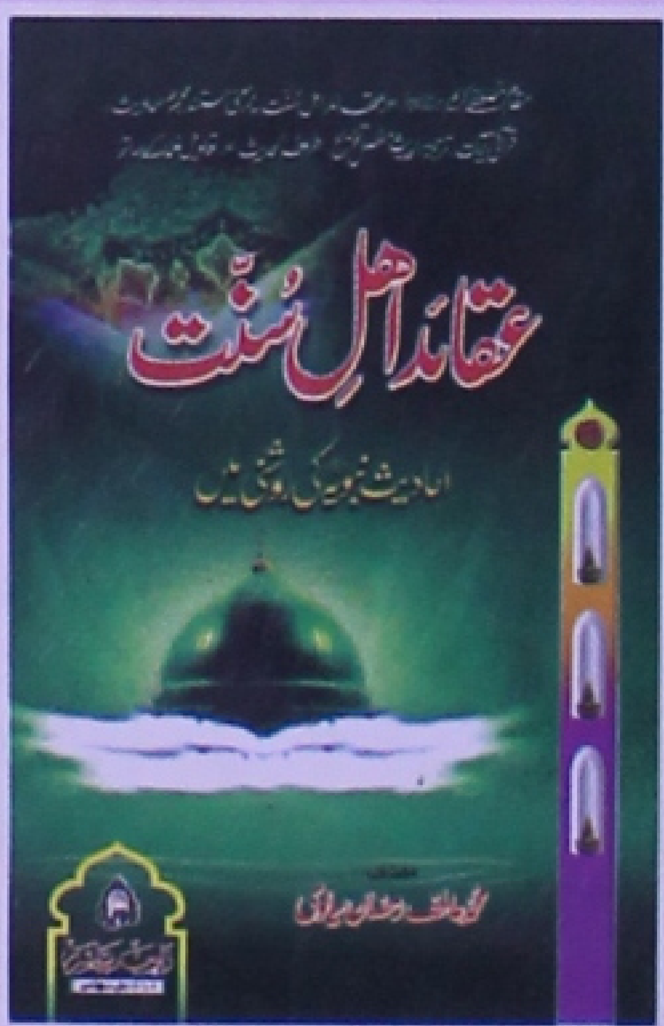

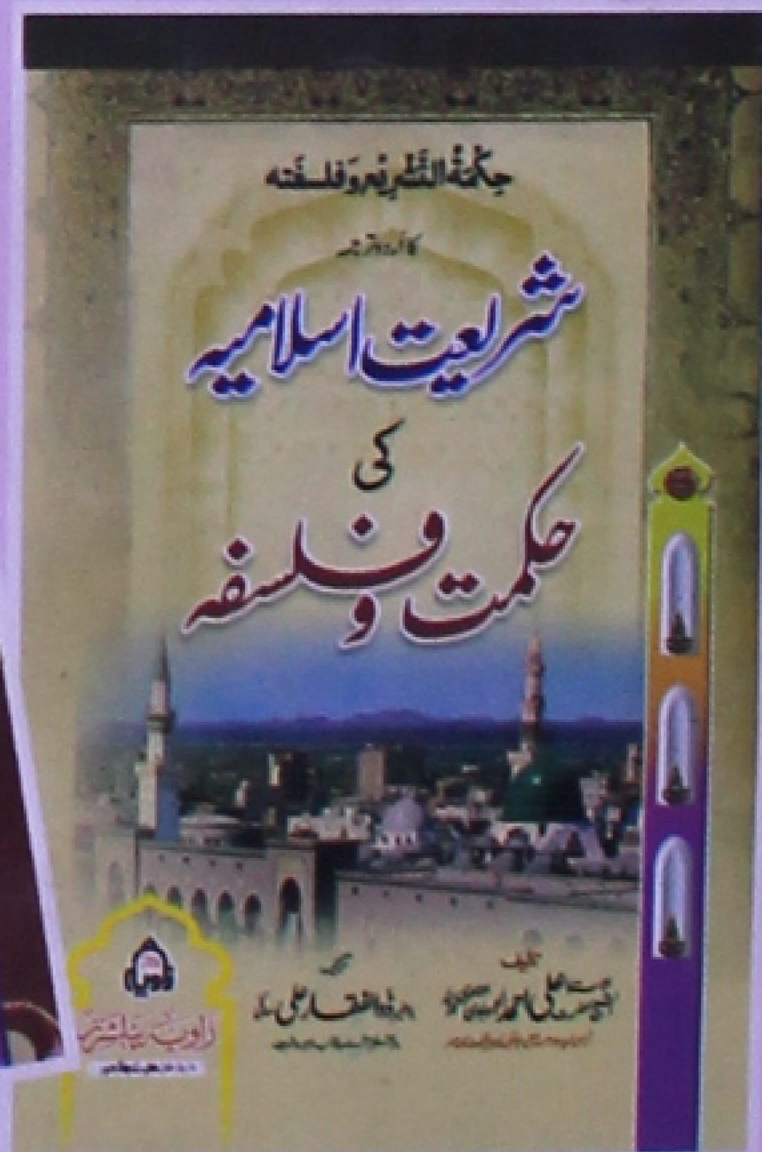

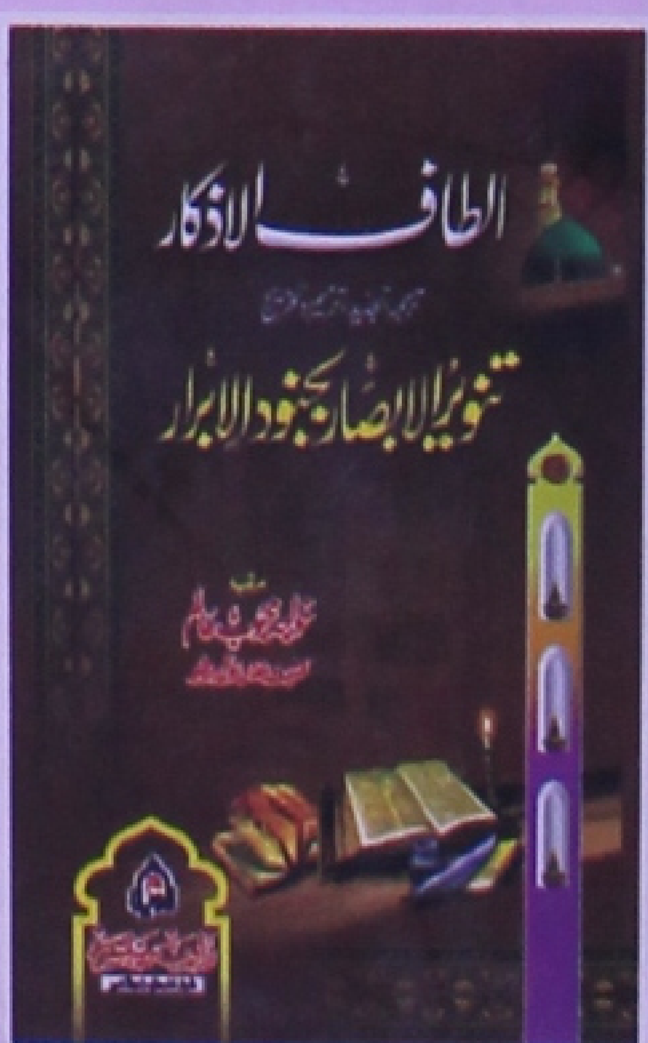

زاویہ پبلشرز

دربار مارکیٹ ٥ لاہور

Voice:042-37248657 Fax:042-37112954
Mobile: 0300-9467047 - 0321-9467047 - 0300-4505466
Email : zaviapublishers@gmail.com

Design by: Qazi Graphics Lahore Pakistan.

Marfat.com